ناموس صحابہ واہل بیت کے تحفظ کا علمبردار
سلسلہ وار نظام خیرپور سندھ
خلافتِ راشدہ
شمارہ نمبر 4 • محرم 1431ھ • دسمبر 2009

امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین خسرِ رسول فاتح ایران
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مخالفت کے اسباب

کربلا کے شہداء کا ماتم کیوں؟
علامہ فاروقی شہید کا سوال

امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین دامادِ رسول ﷺ
سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ
فضائل ومناقب، تاریخ ساز کارنامے
علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کا خطبہ

ہم فرقہ وارانہ فسادات سے کیسے بچ سکتے ہیں؟
پروفیسر طاہر الہاشمی کا بے لاگ تجزیہ

"صحابہ دشمنوں کے دجل وفریب کا تعاقب کریں گے"
مولانا احمد لدھیانوی کا تاریخی خطاب

سپاہ صحابہ پر پابندی آمرانہ فیصلہ تھا
ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں کا تفصیلی انٹرویو

انجینئر الیاس زبیر
قاری شفیق الرحمن

ہم خود دہشت گردی کا شکار ہیں

قومی اسمبلی میں تحفظ ناموس صحابہ بل
ممبران پارلیمنٹ کو گمراہ کرنے کی سازش کا جواب

حادثۂ کربلا میں گھوڑے نہیں اونٹ تھے!
نامور بریلوی عالم مولانا محمد علی کے دلائل کا دوسرا حصہ

25 روپے

ناموسِ صحابہ و اہلِ بیت کے تحفظ کا علمبردار

سلسلہ وار

نظامِ خلافتِ راشدہ

خیرپور سندھ

چیف ایڈیٹر

انجینئر طاہر محمود

Tahirengr@hotmail.com

ایڈیٹر

محمد یونس قاسمی

معاون ایڈیٹر

مولانا محمد ابوبکر صدیق

نرخنامہ سالانہ

سعودی عرب	180 ریال
متحدہ عرب امارات	180 درہم
برطانیہ	25 پونڈ
امریکہ	45 ڈالر
کینیڈا	50 ڈالر
جاپان	5000 ین

پاکستان فی شمارہ 25 روپے سالانہ 300 روپے

بانی

قائد اہلسنت علامہ علی شیر حیدری شہید

جلد نمبر 1 شمارہ نمبر 4

فہرست

- اداریہ......کراچی ٹارگٹ کلنگ 5
- علامہ فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ 6
- صحابہ کرام......سورہ فاتحہ کے تناظر میں 7
- شیعہ کا تعاقب......مولانا لدھیانوی مدظلہ 10
- سیرۃ سیدنا عثمان (علامہ احسان الٰہی ظہیر) 17
- فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام......پھروہی قیدوقفس........ 21
- فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مخالفت کے اسباب......علامہ خالد محمود........ 23
- تحفظ ناموس صحابہ بل......سازش کا جواب 27
- ہم فرقہ وارانہ فسادات سے کیسے بچ سکتے ہیں 31
- شہداء کا ماتم کیوں؟......فاروقی شہید کا سوال 35
- کربلا میں گھوڑے نہیں اونٹ تھے؟ دلائل کا دوسرا حصہ 37
- مولانا عبدالحیٔ الحسینی گھوٹو......استاذ العلماء 40
- ہم خود دہشت گردی کا شکار ہیں......ریحان محمود ضیاء 45
- ایڈیٹر کی ڈاک......محمد یونس قاسمی 49
- روحانی مسائل کا حل 50

رابطہ کیلئے محمد یونس قاسمی جامعہ حیدریہ اعظم کالونی لقمان خیرپور سندھ

0300-7916396

0333-6033297

فرمان الٰہی عزوجل

ترجمہ : اور جو شخص مخالفت کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبکہ اس کے سامنے ہدایت کھل چکی اور چلے مومنوں (صحابہ کرام) کی راہ چھوڑ کر ہم اسے پھیر دیں گے جس طرف پھرتا ہے اور اسے داخل کریں گے جہنم میں اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے لوٹنے کی۔ (النساء آیت 115)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرمان رسول ﷺ

اے لوگو! خلفاء راشدین ہدایت دہندگان کی پیروی کرو، ان کو مضبوطی سے ڈاڑھوں سے تھام لو۔ خبردار نئی باتوں سے بچنا۔ اس لئے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے

(كتاب السنة)

اصحاب رسول رضی اللہ عنہم

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابہ کے سردار تھے۔ جب کلمہ نبی کا پڑھا چالیس ہزار درہم نقد پاس ہیں، لاکھوں روپے نقد موجود ہیں لاکھوں روپے کا کپڑا ہے، کاروبار ہے، ایک شوق ہے، ایک قرب ہے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں اگر کوئی کسی یہودی، عیسائی، مشرک کا غلام کلمہ پڑھ لیتا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خواہش ہوتی کہ میں فوراً پیسے دے کر اسے آزاد کراؤں، یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ اس کا مالک یہودی، عیسائی یا مشرک اسے تنگ نہ کرے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو تپتی ریت پر لٹایا ہوا دیکھا تو آٹھ ہزار درہم اور مسطورا نامی ایک خوبصورت غلام دے کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حبشہ کے بلال کو آزاد کرایا، ابوفقیہہ ایک غلام تھا، صحرا پر اسے لٹایا گیا اور اس کے سینے پر دشمن نے پتھر رکھ دیا، اس کی زبان بالشت بھر باہر آ گئی لیکن اس کے باوجود وہ کلمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھتا رہا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ابوفقیہہ کو چھ ہزار درہم دے آزاد کر رہا ہے۔ (خطبات سیرت، از علامہ فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ)

فکر جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

ہم جس طبقہ کی وکالت کرتے ہیں یا جس طبقہ سے وابستہ ہیں اس کی تعلیم یہی ہے کہ سچائی کا دامن کسی بھی وقت، کسی بھی لمحہ نہ چھوڑا جائے، بہرحال ہماری کوشش یہی ہوگی کہ میں سچ ہی کہوں اس میں کوئی ایسی ملاوٹ نہ ہو کہ جس کا سچ کے ساتھ تعلق نہیں ہے بلکہ میں اس سے بھی گریز کرتا ہوں کہ میں کوئی لطیفہ بھی بیان نہیں کرتا عموماً بعض اوقات اگرچہ بیان ہو جاتا ہے، لیکن کوشش میری یہی رہتی ہے کہ کوئی ایسا لطیفہ بھی بیان نہ کروں جس کا حقیقت کیساتھ کوئی تعلق نہ ہو، یہ اپنے طور پر میری ایک کوشش ہے کہ منبر و محراب سے جو بھی آواز بلند ہو، آواز کی صداقت اور سچائی میں شک اور شبہ کی کوئی گنجائش نہ ہو سامعین خطیب، مقرر یا مولوی کی زبان سے نکلنے والے الفاظ کو قرآن وسنت کا ترجمان سمجھتے ہیں اور اسکے مطابق یقین کر کے زندگی گزارنا شروع کر دیتے ہیں، اگر منبر و محراب سے ایسی گفتگو ہو جائے جس گفتگو کا حقیقت سے کوئی تعلق نہ ہو تو جو لوگ اس کو حقیقت سمجھ کر اس پر عمل کریں گے ان تمام کی تباہی اور بربادی کا ذمے دار وہی خطیب ہوگا جس نے حقائق سے ہٹ کر گفتگو کی، کہ اس نے قرآن وسنت کو سامنے نہیں رکھا ہے، میں آغاز ہی میں یہ بات کہہ دینا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنی تمام تر کوتاہیوں، کمزوریوں کے باوجود اور کم علمی کے باوجود تقریباً تعلیم سے فراغت کے بعد مسلسل پندرہ برس یہ محنت کی ہے کہ اصحاب رسول کے دشمن کو کیا سمجھنا چاہئے۔ پندرہ سال تھوڑا عرصہ نہیں ہے اور یہ تو تعلیم سے فراغت کے بعد کا عرصہ ہے تعلیم تقریباً 8 برس بھی، میں نے یہ محنت کی ہے کہ دشمنان اصحاب رسول کو کیا سمجھنا چاہئے۔

(ٹانڈلیانوالہ میں شان صحابہ رضی اللہ عنہم کانفرنس سے خطاب)

علامہ فاروقی شہید نے فرمایا

یہ پیغمبر انقلاب ہے کہ جس کے انقلاب نے دنیا کی دو بڑی سلطنتوں قیصر و کسریٰ کو تبدیل کر ڈالا کہ چند غریبوں نے قیصر کا سر کاٹا، کسریٰ کا سر کاٹا اور یزدگرد کے ٹکڑے کئے اور چند لوگوں نے افریقہ کے جزیروں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین پہنچایا۔ یہ پیغمبر انقلاب ہے فاران کی چوٹیوں سے جو انقلاب چلا تھا وہ یہاں تک پہنچا، مانسہرہ کے پہاڑوں تک پہنچا، افغانستان کی وادیوں تک بھی پہنچا، افریقہ کے جزیروں تک بھی پہنچا، مکران کے ساحل تک بھی پہنچا اور ایک ایک بستی میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر اور اللہ کا قرآن لے کر صحابہ کرام ایسے پہنچے کہ بادشاہوں سے ٹکرائے، چمکتی ہوئی تلواروں کے نیچے آ کر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام نہیں چھوڑا، ابلتی ہوئی دیگوں میں گر کر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام نہیں چھوڑا، دہکتے ہوئے انگاروں پر لیٹ کر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام نہیں چھوڑا، بیویوں کو بیوہ کرا کر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام نہیں چھوڑا، بچے یتیم ہو گئے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام نہیں چھوڑا۔

(مانسہرہ میں پیغمبر انقلاب کانفرنس سے خطاب)

فرمودات اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ

اخلاص وللہیت کے ساتھ دین کا کام کرنے والے لوگ اور خدمت اسلام کا فریضہ سرانجام دینے والی جماعتیں ہر میدان کی فاتح ہوا کرتی ہیں اور ان کے پایہ استقلال میں حوادثات زمانہ اور فرعونوں کے مظالم لغزش پیدا کرنے میں کامیاب نہیں ہوا کرتے جو جماعتیں دولت اخلاص سے مالا مال ہوتی ہیں، عروج و سربلندی ان کا مقدر ہوتی ہے، ناکامی و نامرادی باہمی اختلاف اور دھڑے بندی کا منحوس سایہ ان سے دور رہتا ہے، اخلاص ہی وہ جذبہ ہے جو قیامت تک ایک کارکن کے دکھ سکھ میں شرکت کرتا ہے اور کارکن کو قیادت پر قربان ہونے کا سبق پڑھاتا ہے، اخلاص وہ شجر سایہ دار ہے کہ جس پر کبھی خزاں کا موسم نہیں آتا اور ایسا چشمہ صافی ہے کہ جس سے ایک دنیا سیراب ہوتی ہے مگر نہ اس کا پانی خشک ہوتا ہے اور نہ ذائقہ بدلتا ہے۔

(ماخوذ از: خطبات جرنیل)

کراچی میں ٹارگٹ کے دو اور شکار

انجینئر الیاس زبیر اور قاری شفیق الرحمٰن کی المناک شہادت

کراچی شاہراہ پاکستان تین ہٹی کے علاقے میں جمعہ کی شب موٹر سائیکل سوار شیعہ دہشت گردوں نے سپاہ صحابہ کراچی کے صوبائی جنرل سیکرٹری انجینئر الیاس زبیر اور سیکرٹری اطلاعات قاری شفیق الرحمٰن کی گاڑی پر فائرنگ کی جس سے انجینئر الیاس زبیر موقع پر اور قاری شفیق الرحمٰن ہسپتال جا کر شہید ہوگئے۔ سول ہسپتال کے ڈاکٹر مبارک لالہ کے مطابق انجینئر الیاس زبیر کو بائیں جانب دو جبکہ قاری شفیق الرحمٰن کو چار گولیاں لگیں، دونوں شہداء سپاہِ صحابہ کراچی کے انتہائی فعال اور مخلص راہنما تھے۔ اس واردات سے چند ماہ قبل سپاہ صحابہ کے مرکزی قانونی مشیر حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ کو ڈرائیور حمیت شہید کیا گیا، انہی دنوں سپاہِ صحابہ کراچی کے کارکنوں محمد عمر، علاؤ الدین، قاری امان اللہ اور محمد انور عرف مراد بھی شیعہ دہشت گردوں کا نشانہ بن چکے ہیں۔

اگرچہ سپاہ صحابہ کراچی کے قائدین اور کارکنوں کی شہادتوں کے یہ واقعات نئے نہیں ہیں پھر بھی پیپلز پارٹی کی موجودہ حکومت میں دہشت گردی کے ان واقعات میں تشویشناک حد تک اضافہ ہو چکا ہے جس میں پیپلز پارٹی کی صوبائی حکومت کے ایک وزیر کے ملوث ہونے کے شواہد کا انکشاف میڈیا کے ذریعے منظر عام پر آچکا ہے۔ خفیہ ایجنسیوں کی معلومات کی روشنی میں شیعہ دہشت گرد سپاہ محمد کے نام سے منظم صورت میں سپاہ صحابہ کے قائدین اور کارکنوں کو ٹارگٹ کلنگ کے ذریعے ختم کرنے کیلئے کمر بستہ ہو چکے ہیں، جنہوں نے پہلے آرام باغ کی حدود میں محمد عمر کو نشانہ بنا کر شہید کیا، اس کے بعد لائنز ایریا میں علاؤ الدین کو ٹارگٹ کیا گیا، ان دونوں وارداتوں میں شیعہ دہشت گردوں کا بلتی گروپ ملوث تھا، اس کے بعد گلشن اقبال میں قاری امان اللہ کو شہید کیا گیا، اس واردات میں ان کا بیٹا بھی شدید زخمی ہوا تھا، قاری امان اللہ ناگن چورنگی کی مسجد صدیق اکبر میں بچوں کو پڑھاتے تھے، اس واردات میں شیعہ کے گڈو گروپ کے ملوث ہونے کے شواہد ملے تھے، اس کے بعد سپاہ صحابہ کے مرکزی قانونی مشیر حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ کو نشانہ بنایا گیا، حافظ احمد بخش شہید کے قتل میں شیعہ دہشت گرد تنظیم سپاہ محمد سید علی رضوی گروپ ملوث پایا گیا، اس گروپ کو ایم کیو ایم کی مقامی قیادت کی اعانت اور سرپرستی حاصل ہے جو اس گروپ کو اسلحہ اور محفوظ پناہ گاہیں فراہم کرتے ہیں۔ حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ کی نماز جنازہ میں شرکت کیلئے جانے والے سپاہ صحابہ کے کارکن مراد عرف انور کو شیعہ دہشت گردوں نے ماڈل کالونی میں اغوا کر کے شہید کرنے کے بعد اس کی لاش سڑک کے کنارے پھینک دی جسے 9 ایم ایم پستول سے ٹارگٹ کیا گیا تھا۔ اس کے بعد مراد عرف انور کے دوست ارشد عرف سیف پر بھی شیعہ دہشت گردوں نے حملہ کیا جس سے وہ شدید زخمی ہو گیا، ارشد عرف سیف کے مطابق اس مراد عرف انور کو اغواء اور اسے زخمی کرنے والے دہشت گردوں کا تعلق ملیر سیکٹر سے ہے جن کو پیپلز پارٹی کی اعلیٰ قیادت کے ساتھ تعلق کی وجہ سے گرفتار نہیں کیا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا واقعات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ پیپلز پارٹی کی مرکزی اور صوبائی حکومت شیعہ دہشت گردوں کو جان بوجھ کر ڈھیل دے رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سپاہِ صحابہ کے قائدین اور کارکنوں کی شہادتوں کے سلسلہ میں کمی کی بجائے مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

ارباب اختیار کیلئے صرف اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ:

خود ہی قاتل، خود مخبر، خود ہی منصف ٹھہرے
اقرباء میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر

اگر یہی صورت برقرار رہی، سپاہِ صحابہ کی قیادت اور کارکنوں کو اسی طرح ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا جاتا رہا تو پھر عوام موجودہ حکمرانوں کی بجائے افواج پاکستان کی اعلیٰ قیادت سے اس امر میں مداخلت کی اپیل کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

شہید ملت اسلامیہ

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ

محمد یونس قاسمی

ایسی شہادت جس میں ڈیڑھ سالہ اسیری، انصاف کا کٹہرا اور بارود کی بُو شامل ہے

18 جنوری 1997ء کی وہ ڈھلتی شام کا وہ کربناک منظر آج بھی مجھے یاد ہے، ایک طرف آفتاب جہاں تاب ڈوب رہا تھا اور دوسری طرف آفتاب علم و دانش غروب ہو چکا تھا، میری عمر اس وقت 15 سال سے کچھ زیادہ تھی، حفظ کے بعد سکول کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ درس نظامی کے ابتدائی درجہ اولیٰ میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ اس دن اپنے ہم عمر دوستوں کے ہمراہ گراؤنڈ میں کھیلنے کے لئے گیا ہوا تھا، گھر سے چھوٹا بھائی دوڑتا آیا اور خبر دی کہ ریڈیو پر خبر آئی ہے کہ لاہور بم دھماکے میں علم و عمل کے پیکراں، فکر و دانش کا ایک عظیم آفتاب علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید ہو چکے ہیں، گیند بلا وہیں پھینکا اور گھر کی طرف دوڑا، راستے میں دعا کرتا رہا کہ یاالٰہی یہ خبر غلط ہو، گھر آکر ایک گھنٹہ بعد نشر ہونے والی خبریں دوبارہ سنیں تو پھر بھی جانکاہ خبر سننا پڑی، وہ جنہیں میں نے قریب سے نہیں دیکھا تھا مگر نہ جانے کیوں ان سے محبت بہت زیادہ تھی، اس دنیا سے جا چکے تھے اور ان کے ہزاروں چاہنے والوں کی دنیا مٹ چکی تھی۔

میں نے انہیں شعور کی زندگی میں نہیں دیکھا ان کی کتابوں سے انکی شخصیت کا اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے انکی معتبر کتابوں کا مطالعہ بھی میں کر چکا تھا مگر انکی سیرت کے دل افروز نقوش مجھے شعور کے ساتھ اس گھر میں دیکھنے نصیب ہوئے جس کے وہ خود سربراہ رہ چکے تھے، انکی اہلیہ محترمہ جنہیں حلقہ سپاہیاں کے بھی بزرگ اور کارکنان ''آپاں جی'' کے مقدس نام سے پکارتے ہیں کی شفقتوں کو بھلانا میرے لئے ممکن نہیں، جنہوں نے ریحان اور عثمان کی طرح مجھے محبت دی اور میرے اوپر دست شفقت رکھا، مجھے آپاں جی کی عصمت مآب زندگی

> انہوں نے اپنے عہد زندگی کے ہر شعبہ کے افراد کو متاثر کیا مختلف الخیال اور متضاد طبقوں کے افراد کو مجتمع کر کے نہ صرف ہم خیال بنایا بلکہ ان کے ساتھ قدم ملا کر سرفروش اور بہادر سپاہیوں کا ایک قافلہ تشکیل دیا

میں فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی پاکیزہ اولوالعزم زندگی کا حسن جمیل نظر آتا ہے۔

حضرت فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ادارہ میں رہتے ہوئے میں نے بہت سے لیل و نہار اس گھر میں گذارے ہیں اور اس روشن گھر میں فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو چلتے پھرتے دیکھا...... زندہ جاوید فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ......

میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھے اور انہوں نے کیا کام کیا؟ لیکن میں نے ایسی بہت سی زمینیں دیکھی ہیں جو نہ صرف زرخیز ہیں بلکہ بہت زیادہ پیداوار کی حامل ہیں جنہیں فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے بنجر قرار دیکر وہاں ہل جوتا اور وفا کی فصل کاشت کی، انہوں نے اپنے علم و عمل اور نظریہ و مشن کو جن دماغوں میں منتقل کیا وہ گویا نقش فی الحجر ہیں۔

امیر عزیمت نے جن سرد فضاؤں کو اپنی شعلہ بیانیوں سے گرم کیا تھا فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں ایسی تپش پیدا کی، صدیوں تک اس کی شدت و حرارت محسوس کی جاتی رہے گی، آج ان گرم فضاؤں میں پہنچ کر ان کے مقام و مرتبہ کا ادراک و عرفان نصیب ہو جاتا ہے۔

فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ ہمہ صفت موصوف تھے، خطیب، مدبر، مصلح، سیاستدان، عالم دین، شاعر، ادیب مصنف، غرض اس پیکر صدق و صفا میں خوبیوں کا اِک جہان آباد تھا، سب سے بڑھ کر وہ ایک سچے اور عظیم مسلمان تھے۔ انہوں نے اپنے عہد میں زندگی کے ہر شعبہ کے افراد کو متاثر کیا، مختلف الخیال اور متضاد طبیعتوں کے حامل افراد کو مجتمع کر کے نہ صرف انہیں ہم خیال بنایا بلکہ ان کے ساتھ قدم ملا کر سرفروش اور بہادر سپاہیوں کا ایک قافلہ تشکیل دیا، پھر یہی قافلہ پوری آب و تاب کے ساتھ دنیا کے سب سے بڑی اسلام دشمن گروہ سے ٹکرا گیا، ایک مقصد عالی کی خاطر ان سرفروشوں نے اپنی کڑکتی جوانیوں کے 14، 14 سال پسِ دیوار زنداں بسر کر ڈالے، ظلم کا ہر ڈھنگ اس قافلہ پر آزمایا گیا مگر انہیں جھکایا نہ جا سکا، بالآخر سچائی، سچ بن کر اور حقیقت بن کر واضح ہو چکی ہے، جھوٹ کی نیا ڈوب رہی ہے اور پوری قوم جان چکی ہے، حقیقت خود کو منوا رہی ہے، لوگ زبان حال سے پکار رہے ہیں کہ بخدا تم سچے ہو۔

فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ایسے لوگوں میں ہوتا ہے جن کے چاہنے والوں نے انہیں ٹوٹ کر چاہا اور مخالفوں نے طرح طرح [illegible] کاوٹیں پیدا کیں مگر وہ اپنا کام انتہائی [illegible] سے کر [illegible] گئے، آپ بلاشبہ اپنے عہد کی آواز تھے، جس میں عشق کی سرمستی اور حسن و جمال کی گرم بازاری بھی تھی اور غم دنیا کی کسک بھی، فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ عظیم انسان تھے اور ایسے عظیم انسانوں کیلئے تاریخ کو مدتوں منتظر رہنا پڑتا ہے تب کہیں جا کر یہ وجود [illegible] آتے ہیں اور صرف [illegible] کے

(باقی صفحہ 48 پر)

> فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم انسانوں کیلئے تاریخ کو مدتوں منتظر رہنا پڑتا ہے، یہ لوگ صرف عظمت ہی کے معیار پر پورا نہیں اترتے بلکہ ان کو دیکھ کر عظمت کا معیار قائم کیا جاتا ہے

CamScanner

درسِ قرآن

"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم" سورۃ الفاتحہ کے تناظر میں

عبدالمنان معاویہ
(سعودی عرب)

"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم" اُن مقدس مطہر لوگوں کا لقب ہے جن کا اسلام حضور سرور دو عالم ﷺ نے مقبول فرمایا اور اُن کے اسلام کی گواہی دی، یعنی بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں اُن کا ایمان واسلام مقبول ہوا، اس لئے فرشتہ صفات نفوس، پیکر اخلاص اور حضور ﷺ کے اشارہ ابرو پر جان نچھاور کردینے والے لوگوں کا تذکرہ بالخیر آسمانوں پر فرشتوں کے ہاں بھی ہر دم ہوتا ہے کیونکہ فرشتوں کے کچھ گروہ اللہ کا ذکر اور حضور ﷺ پر درود وسلام اور کچھ قرآن کی تلاوت میں ہر دم مصروف کار ہیں اور رب العالمین نے اُن کا ذکر مقدس اپنی آخری کتاب قرآن مجید میں کیا ہے۔

حضرت فاروقی شہید رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ:

"قرآن کریم کی سات سو آیات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل وفضائل حمیدہ بیان کرتیں ہیں لیکن جو شخص قرآن کریم کی تحریف کا قائل ہو اس کے لئے تو چاہے سارا قرآن کریم ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان بیان کرے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اس کے عقیدہ کے مطابق یہ اصلی قرآن نہیں، لیکن اہل انصاف کو انصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔"

عزیزان کن! قرآن کریم کی پہلی سورۃ فاتحہ ہے اور سورۃ الفاتحہ ہر نماز میں پڑھی جاتی ہے، تقریباً ہر عام وخاص، بڑے، چھوٹے کو یہ سورۃ ازبر ہوتی ہے۔

سورۃ الفاتحہ میں رب تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد اپنا عجز بیان کیا جاتا ہے اور یہ دعا کی جاتی ہے

"اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ......الخ"

"چلا ہمیں سیدھے راستے پر اُن لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا۔"

یہ دعا ہر نمازی مسلمان دن میں کم وبیش بیسیوں بار رب تعالیٰ کے حضور پیش کرتا ہے۔ لیکن کبھی غور وفکر کیا کہ وہ انعام یافتہ طبقہ کونسا ہے؟

منهم علیہ طبقہ کونسا ہے؟

اب یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ جن کے راستے پر چلنے کی دُعا کروائی جارہی ہے وہ منہم علیہ طبقہ کونسا ہے وہ کون لوگ ہیں؟ جن پر فضل باری ہوا اور اُن کے راہ کے راہی بننے کی بعد والوں کو تلقین کی جارہی ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ...... الخ"

(سورۃ النساء آیت 69)

تو قرآن کریم نے منہم علیہ طبقہ کی نشاندہی کی کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کا گروہ ہے، وہ صدیقین کا گروہ ہے وہ شہداء کا گروہ ہے اور وہ صالحین کا گروہ ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام معصوم عن الخطا ہیں، گناہ کا ارادہ اور اُن کی طرف ہرگز ہرگز نہیں جاتا کیونکہ گناہ نبوت کے منافی ہے لیکن اس کے باوجود اس مقدس گروہ پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے، کلمۃ الحق کہنے کی وجہ سے انہیں قتل کیا گیا، ملک سے در بدر اور بیوی بچوں سے جدائی برداشت کرنا پڑی لیکن اس گروہ کے پایۂ استقامت میں ذرا سی لغزش بھی واقع نہیں ہوئی تو اول یہ گروہ ہے جن کے راہ پر چلنے کی دعا اللہ جل شانہٗ امت محمدیہ ﷺ سے کروا رہے ہیں۔

دوسرا طبقہ صادقین کا ہے یعنی سچے لوگ اور تصدیق کرنے والے لوگ، تیسرا طبقہ شہداء کا ہے اور چوتھا طبقہ صالحین افراد کا ہے۔

ان طبقات ثلاثہ پر بات کرنے سے قبل اس نکتہ پر توجہ فرمائیے کہ

"انعام امتحان کے بعد ہوتا ہے"

جب تک کسی بچے کا امتحان نہ ہوا سے انعام نہیں دیا جاتا ایک (شخص) اپنے بیٹے کو کہتا ہے کہ بیٹا تم دسویں کلاس میں فرسٹ آؤ تو میں تمہیں موٹر سائیکل انعام دوں گا تو معلوم ہوا کہ انعام بعد از امتحان ملتا ہے۔

جیسے سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا اللہ رب العزت نے امتحان لیا جب تمام امتحانوں میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کامیاب ہوئے تو فرمایا:

"قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ..... الخ"

(سورۃ البقرۃ آیت 124)

"ہم تمہیں لوگوں کا امام بنائیں گے۔"

تو انعام بعد از امتحان ملا، یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ اگر کوئی شخص اس آیت کریمہ سے عقیدہ امامت ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کرے تو آپ اُس سے پوچھیں کہ کیا تمہارے ائمہ کو اول نبوت ملی اور بعد میں امامت ملی؟

> **بے شک ہدایت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہے جو انکی راہ پر چلے گا وہ ہی سیدھے راستے کا راہی ہو گا**

اگر اول نبوت نہیں ملی اور آغاز میں ہی امامت کے مرتبہ پر فائز ہوگئے ہیں تمہارے ائمہ "اثناء عشر"، تو یہ دلیل اُن کے لئے کارآمد نہیں کیونکہ یہاں اول نبوت ہے اور پھر امامت ہے اور اگر تمہارے ائمہ کو آغاز میں ہی امامت کے مرتبہ پر فائز کر دیا گیا تو پھر لازماً وہ انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہوں گے کیونکہ یہاں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اول نبوت ملی اور امتحان کے بعد امامت ملی۔

لیکن اُن کے ائمہ کا آغاز میں ہی امامت ملی تو گویا وہ انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہوئے ویسے اُن کے خاتم المحدثین نے لکھا ہے:

مرتبہ امامت بالاتر از مرتبہ پیغمبری است
(باقری مجلسی علیہ السلام)

تو پھر لازماً وہ نبی بھی ہوں گے اور امام بھی، اگر اثبات میں جواب ہے تو عقیدہ ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے اور عقیدہ ختم نبوت کا منکر کافر ہے۔

اگر جواب نفی میں ہے تو صرف امامت ملنے کی دلیل وہ بھی نص صریح سے پیش کی جائے...... خیر بات چل رہی تھی کہ انعام امتحان کے بعد ملتا ہے تو کیا صحابہ رضی اللہ عنہم کا امتحان خداوند قدوس نے لیا؟

جی ہاں اللہ رب العزت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امتحان لیا اور قرآن کریم نے بیان کیا:

" اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى...... الخ " (سورۃ الحجرات آیت 3)

اللہ نے ان کے دلوں کا امتحان لیا تو کیا پایا، ارشاد باری ہے، تقویٰ ان کے قلوب میں صرف تقویٰ ہے، جب اللہ نے ان کے دلوں کا امتحان لے لیا اور ملا صرف تقویٰ۔

تقویٰ کیا ہے اللہ کا خوب یعنی ان کے دلوں میں اللہ کی نافرمانی کا ڈر، خوف جما ہوا تھا، جب امتحان لے لیا گیا تو انعام میں کیا دیا گیا یہ بھی ملاحظہ فرمائیے:

" وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۔ " (سورۃ الحجرات آیت 70)

انعام میں اللہ نے کیا دیا فرمایا کہ:

"اللہ نے ان کیلئے پسند کیا ایمان اور پھر ایمان کو ان کے دلوں میں سجا دیا۔"

عزیزان کن! ذرا ایک لحہ کو غور فرمائیے کہ جس

> **آنحضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے: اللہ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا لیکن تم نے مجھے جھٹلایا اس وقت ابوبکر نے میری تصدیق کی •**

کے دل میں اللہ ایمان سجادے بھلا اس کے دل سے ایمان نکل سکتا ہے؟ ایمانی بات یہ ہے کہ ہرگز نہیں نکل سکتا تو پھر جس کے دل میں اللہ نے ایمان کو سجا دیا جو ان کے ایمان کی نفی کرتا ہے وہ کلام خداوند تعالیٰ کو جھٹلا رہا ہے اور کلام باری تعالیٰ کا انکار کرتا ہے اس کفر میں محتاط مفتیوں کو بھی کلام نہیں یعنی وہ کلام باری تعالیٰ کو جھٹلانے والا پکا کافر ہے۔

دوبارہ آیت کریمہ کی طرف توجہ فرمائیے:

اللہ نے اُن کے دلوں میں ایمان کو سجا دیا اور اُن کے دلوں میں کفر کی فسق کی اور گناہ کی نفرت ڈال دی،

آگے فرمایا:

"یہی ہدایت والے ہیں۔"

تو معلوم ہوا ہدایت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہے جو ان کی راہ پر چلے گا وہ سیدھے راستے کا راہی ہوگا اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں صادقین کسے کہہ رہا ہے

" اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۔"

(سورۃ الحجرات آیت 15)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۔" (سورۃ الحشر آیت 8)

دونوں مقام کا خلاصہ یہ ہے کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہجرت کی، جہاد کیا اور خداوند قدوس کی راہ میں مال خرچ کیا اور مال خرچ کرنے، ہجرت اور جہاد کرنے کا مقصد کوئی حکومت حاصل کرنا نہیں تھا بلکہ ان مشاغل سے وہ خداوند تعالیٰ کا فضل اور رضا چاہتے تھے، یہ لوگ سچے ہیں۔

سورۃ الحشر کی آیت میں مہاجرین کا تذکرہ کرکے فرمایا:

"یہ سچے ہیں۔"

اور سورۃ الحجرات کی آیت میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ کرکے فرمایا:

"یہ سچے لوگ ہیں۔"

تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صادقین ہیں، جب قرآن انہیں صادق کہہ رہا ہے تو ان کا مخالف لازمی امر ہے کاذب ہوگا اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" لعنة الله على الكاذبين "

لسان نبوت سے صداقت کا تمغہ کسے ملا ؟

چلتے چلتے ضرابین رسالت مآب ﷺ پر بھی نظر ڈالتے جائیں۔

صحیح البخاری جلد 1 صفحہ 517 پر ہے

" ان الله بعثني اليكم فقلتم كذبت وقال ابوبكر صَدَقَ "

"اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا، پر تم نے مجھے جھٹلایا لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میری تصدیق کی۔"

☆ "مجھے کسی کے مال سے اتنا فائدہ نہیں پہنچا جتنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال سے پہنچا ہے۔"

(ابن ماجہ صفحہ 10، خلفائے راشدین جلد 1 صفحہ 257 از ڈاکٹر خالد محمود زید مجدہٗ)

تو پتہ چلا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صادقون ہیں لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صدیق اکبر ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ واحد ہستی ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے بلا جھجک کلمہ شہادت پڑھا کوئی دلیل کا مطالبہ نہیں کیا بس

" صَدَقْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ " کہا

پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مال، جان دین اسلام پر نچھاور کر دیا۔

تو انبیاء کرام علیہم السلام کے گروہ کے بعد صادقین کا گروہ ہے اور وہ قرآنی نظریہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

سورۃ التوبہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○ (آیت 119)

"اور ہو جاؤ سچوں کے ساتھ۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن صادق کہہ رہا ہے اور یہاں فرمان باری تعالیٰ ہے ہو جاؤ سچوں کے ساتھ یعنی ہو جاؤ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ۔

تو بالیقین انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد صادقین ہیں اور وہ امت محمدیہ ﷺ میں سب سے اول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں تو

" اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ "

میں کہا جا رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش

قدم پر چلا ہمیں
"شہداء اسلام بھی اول صحابہ کرام ؓ ہیں۔"

تیسرا گروہ

"منهم علیه"

شہداء کا ہے ویسے تو قرآن کریم میں ہے:

"وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ"

(سورۃ البقرۃ آیت 61)

یہود کی خصلت بد کا ذکر ہے کہ وہ نبیوں کو بغیر کسی وجہ کے قتل کرتے تھے۔

اٹھارہ ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کم وبیش شہید کیے گئے اور 27 ہزار کم وبیش صحابہ کرام ؓ مختلف جنگوں میں شہید ہوئے۔

دین محمدی ﷺ کے لئے قربان ہونیوالے جانوں کا نذرانہ پیش کرنیوالے اول صحابہ کرام ؓ ہیں تو انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد صحابہ کرام ؓ کی راہ پر چلنے کی تلقین کی جارہی ہے۔

صالحین کون؟

"منهم علیه"

گروہ کا چوتھا طبقہ صالحین کا ہے یعنی صالحین کی راہ پر چلنے کی تلقین کی جارہی ہے۔

صالح وہی شخص ہوگا جس کے دل میں خوف الٰہی ہوگا، آخرت کا ڈر ہوگا۔ ایسے شخص کی مدد بھی خداوند تعالیٰ غیب سے فرماتے ہیں۔

سورۃ مجادلہ میں ہے:

ترجمہ: "جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان لائے ہیں ان میں تو کسی کو نہ پائے گا کہ وہ ان لوگوں کو دوست رکھتے ہوں جنہوں نے اللہ اور رسول ﷺ کی مخالفت کی، گو وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا بھائی یا اپنے کنبے کے...... ان کے دلوں میں اللہ نے جما دیا ہے ایمان اور ان کی مدد کی ہے اپنے غیب کے فیض سے اور داخل کرے گا ان کو ان باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اللہ ان سے راضی ہو چکا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے، یہی لوگ ہیں اللہ کا گروہ اور جو اللہ کا گروہ ہیں وہی مراد کو پہنچیں گے۔"

(آیت 22)

صالحین کا گروہ، اللہ کا گروہ ہی ہے اور اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے، یہ سرٹیفکیٹ صرف اللہ نے دنیا میں صحابہ کرام ؓ کو دیا۔

"قرآن کریم کسے امت کیلئے آئیڈیل بتارہا ہے۔"؟

ہر شخص اچھے آدمی کی مثال دیتا ہے اور اپنی اولاد کو اُس جیسا بننے کی ترغیب دیتا ہے کہ فلاں صاحب کتنے نیک آدمی ہیں سب اُن کی عزت کرتے ہیں تم بھی بڑے ہو کر اُن کی طرح ہونا تو پتہ چلا کہ صالحیت کا ایک معیار ہے جو اس معیار پر پورا اترے اسے آئیڈیل بنایا جاتا ہے اور اسی طرح دیوبندی حضرات علماء دیوبند کو صالح جان کر ان کی راہ کو اپنانے کی ترغیب دیتے ہیں۔

جب منافقین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بے وقوف کہا تو جواب میں باری تعالیٰ نے صحابہ کی صفائی پیش کرنے کی بجائے منافقین کو بے وقوف کہا آج بھی اگر کوئی شخص صحابہ کرام کو کافر یا مرتد کہتا ہے تو قرآنی طریقہ کی رُو سے اس کو کافر اور مرتد کہنا اللہ کی سنت ہے

بریلوی علماء اپنے اکابر کو صالح جان کر اُن کی راہ کو اپنانے کی ترغیب دیتے ہیں مکتبہ فکر علماء اہلحدیث کے لوگ اپنے اسلاف کو صالح جانتے اور مانتے ہیں لیکن یہ سب اکابر علماء اللہ کے ہاں ان کی صالحیت قبول ومقبول ہے بھی یا نہیں اللہ کو علم ہے ان کی ظاہریت کو دیکھ کر ہم اچھا گمان رکھتے ہیں لیکن اللہ جو عالم الغیب ہے وہ جانتا ہے کون صالح ہے تو وہ اپنے بندوں کو جن کے راستے پر چلنے کی تلقین کرتا ہے تو سمجھ لیجئے کہ وہ بالیقین صالح ہیں۔

قرآن کریم میں ہے:

"وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ ۝"

(سورۃ البقرۃ آیت 13)

"جب اُن لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ ایسے ایمان لاؤ جیسے یہ لوگ (صحابہ کرام ؓ) ایمان لائے تو کہتے ہیں ہم ان بے وقوفوں جیسا ایمان لائیں حالانکہ یہ خود بے وقوف ہیں لیکن انہیں اس کا علم نہیں۔"

دو باتیں اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتیں ہیں اول کہ صحابہ کرام ؓ معیار حق ہیں آخرت کی کامیابی صحابہ کرام ؓ کے نقش قدم پر چلنے سے ملے گی۔ اور دوسری یہ کہ جب منافقین نے صحابہ کرام ؓ کو بے وقوف کہا تو جواب میں باری تعالیٰ نے ان منافقین کو بے وقوف کہا تو آج بھی اگر کوئی شخص صحابہ کرام ؓ کو کافر یا مرتد کہتا ہے تو قرآنی آیت کی رو سے اسے کافر اور مرتد کہنا سنت اللہ پر عمل کرنا ہے۔ اس میں غصہ ہونے کی اور فتنہ وفساد پھیلانے والی کوئی بات نہیں ہے بلکہ سنت اللہ پر عمل ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ خداوند قدوس امت محمدیہ کو صحابہ کرام ؓ جیسا دیکھنا چاہتے ہیں تو لازمی امر یہ ہے کہ صالحین اول بھی صحابہ کرام ؓ ہوئے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"بنی اسرائیل میں 72 فرقے ہوئے میری امت میں 73 فرقے ہوں گے ایک کے سوا سب جہنم میں جائیں گے۔"

صحابہ کرام ؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کونسا فرقہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"ما انا علیه واصحابی"

"جو میری اور میرے صحابہ ؓ کی راہ پر ہوگا۔"

(مفہوم حدیث از حوالہ کتاب غنیۃ الطالبین)

تو گویا اصل میں "انعمت علیهم" میں انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام ؓ کے راستے پر چلنے کی دعا کی جارہی ہے۔

خداوند تعالیٰ تمام مسلمانوں کو انعام یافتہ گروہ کے راہ پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور یہودی ذریت مرزائیت اور فرقہائے باطلہ کے شر سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے (آمین ثم آمین)

ضرورت ہے
علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید کے ڈیرے پر بھینسوں کو چارہ ڈالنے کیلئے مخلص محنتی، ایماندار ورکر کی ضرورت ہے جو اپنی فیملی سمیت ڈیرے پر رہ سکے۔ معقول تنخواہ اور دیگر سہولتیں دی جائیں گی۔
رابطہ کیلئے: ریحان محمود ضیاء 0300-7916396 041-3420896

"سپاہ صحابہ پر پابندی آمرانہ فیصلہ تھا"

ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں

جنرل سیکرٹری سپاہِ صحابہ پاکستان
سے خصوصی انٹرویو

انتہائی چاق و چوبند، ذہن رسا کے مالک، شخصی وجاہت سے بھرپور سپاہ صحابہ ﷺ کے مرکزی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں 1959ء میں سمندری ضلع فیصل آباد کے قریب 527 گ۔ب میں اپنے ننھیال کے ہاں پیدا ہوئے، تعلیم کا آغاز اپنے آبائی شہر جہانیاں سے کیا اور وہیں پر تعلیم مکمل کی۔ 1975ء میں جمعیت طلباء اسلام میں شامل ہوئے اور جہانیاں منڈی میں پہلا یونٹ بنانے کا اعزاز حاصل کیا، 1980ء سے 1985ء تک جمعیت علماء اسلام کے ایک مستعد ورکر رہے، 1986ء میں امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید ؒ جہانیاں تشریف لائے، انکی گفتگو سن کر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ مولانا حق نواز جھنگوی شہید ؒ کے پیغام اور فکر کو تمام سیاسی و مذہبی امور سے زیادہ ضروری سمجھ کر اور اس مشن کو ہر چیز پر فوقیت دیتے ہوئے سپاہ صحابہ میں شامل ہو گئے۔ تحصیل، ضلع اور صوبہ میں مختلف عہدوں پر کام کرتے کرتے آج مرکزی سیکرٹری جنرل کے عہدے پر فائز ہیں، ڈاکٹر صاحب کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ انہیں اپنے بانی قائدین حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید ؒ، مولانا محمد ایثار القاسمی شہید ؒ، خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمی ؒ، مؤرخ اسلام علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید ؒ، جرنیل اہل سنت مولانا محمد اعظم طارق شہید ؒ، امام اہل سنت حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید ؒ کے ساتھ بہت زیادہ وقت گذارنے اور انکی صحبتوں سے مستفید ہونے کا موقع ملا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی طبیعت اور مزاج میں علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید ؒ اور مولانا محمد ضیاء القاسمی شہید ؒ کے بہت زیادہ اثرات پائے جاتے ہیں۔ اپنی بیماریوں اور تکالیف کے باوجود جماعتی کام سے ایک لمحہ کے لئے بھی روگردانی نہیں کرتے، ڈاکٹر صاحب کا انٹرویو کرنے کی بڑے عرصہ سے خواہش تھی اور کئی دفعہ ڈاکٹر صاحب سے ٹائم بھی مانگا مگر حالات اور ڈاکٹر صاحب کی مصروفیات آڑے آتی رہیں، بالآخر آج موقع ملا۔ انٹرویو کے دوران جناب ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں سے جتنی گفتگو ہوئی وہ پوری کی پوری نذر قارئین ہے۔ (ادارہ)

نظامِ خلافت راشدہ: آپ گذشتہ بارہ سال سے جماعت کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہے ہیں، آپ اپنی جماعتی خدمات کے حوالے سے کچھ ارشاد فرمائیں۔

ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں: میں اخلاقی طور پر اپنی کارکردگی یا اپنے کام کا اظہار اپنی زبان سے درست نہیں سمجھتا، میری کارکردگی یا میری خدمات کا یہ اعتراف ہے کہ میری قیادت اور میری جماعت کے تمام کارکنان کا مجھے بھرپور اعتماد حاصل ہے، میرا بار بار مرکزی سیکرٹری جنرل کے عہدے پر نامزد یا منتخب ہونا اسی اعتماد اور خدمات کی دلیل ہے اور یہ اعتماد اسی وقت ہوتا ہے جب کام نظر آ رہا ہو، میں اپنی جماعت کو تحریک سے تنظیم میں بدلنے کے لئے شب و روز مصروف رہتا ہوں۔

نظامِ خلافت راشدہ: آپ کی جماعت پر قریباً گذشتہ نو سال سے پابندی ہے، آپ نے اس پابندی کے خاتمے کیلئے اب تک کیا کوششیں کی ہیں اور ان میں آپ کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں؟

ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں: جہاں تک پابندی کا تعلق ہے، ایک آمر نے صرف اپنی آمرانہ سوچ اور ذہنیت کی بناء پر آئین سے ماوراء اقدام اٹھاتے ہوئے سپاہِ صحابہ پر پابندی لگائی، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ پابندی غیر آئینی ہے، جس طرح آج اس کے دیگر تمام آرڈیننس اور دیگر تمام اقدامات کی حیثیت پوری قوم اور آئین کے سامنے کھل چکی ہے اور پوری قوم یہ سمجھ چکی ہے کہ یہ تمام اقدامات غیر آئینی تھے، اسی طرح جب سپاہِ صحابہ پر پابندی لگائی گئی تو وہ آرڈر قریباً تین لائنوں پر مشتمل تھا اور اس وقت کی آمر حکومت نے اپنے اس غیر آئینی کام کو جواز بخشنے کیلئے سپریم کورٹ کے حوالے کر دیا، ہم نے اس کے جواب میں نو سو صفحات پر مشتمل جماعت کی طرف سے جواب دعویٰ کے طور پر جمع کرا دیا، اسی طرح ہم نے اس پابندی کے خلاف ہائیکورٹ میں رٹ دائر کی اور وہاں پر ہم نے چودہ سو صفحات پر مشتمل اپنا دعویٰ پیش کیا اور اس کیس کی کامیابی کے لئے ہم نے ملک کے معروف بیرسٹر ڈاکٹر فاروق حسن کی خدمات حاصل کیں جو کہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ بیرون دنیا میں اپنے فن کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں، چونکہ اس وقت ملکی عدالتوں پر پی سی او ججز کا قبضہ تھا اور ان سے انصاف کی توقع نہ تھی اس لئے ہم نے اس کیس کا ٹرائل کرایا جانا مناسب نہ سمجھا، اب وکلاء تحریک کے نتیجہ میں آزاد عدلیہ کا جو سورج طلوع ہوا ہے ہمیں ان عدالتوں پر اعتماد ہے اور ہمیں امید ہے کہ یہ لوگ ہمیں انصاف مہیا کریں گے، چیف جسٹس آف پاکستان جناب افتخار محمد چوہدری کی جوڈیشری پالیسی بھی آ چکی ہے جس میں انہوں نے تمام مقدمات کو چھ ماہ کے عرصہ میں نمٹانے کا عزم کیا ہے، ہمارا کیس سامنے آنے پر اس کا ٹرائل شروع ہوگا اللہ کے فضل و کرم سے ہم پُر امید ہیں کہ ہمیں انصاف ملے گا اور ہماری جماعت سے یہ غیر آئینی پابندی ختم ہو جائیگی۔

نظامِ خلافت راشدہ: پابندی کا اصل سبب آپ پر اور آپ کی جماعت پر لگنے والا دہشت گردی کا الزام ہے، آپ اپنے اوپر لگنے والے اس الزام کے حوالہ سے کیا کہتے ہیں؟

ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں: ہم سمجھتے ہیں کہ دہشت گردی کا الزام ہمارے اوپر محض الزام ہے، حقائق و واقعات اس کے خلاف ہیں، آج تک کوئی حکومت ہمارے اوپر دہشت گردی کا الزام ثابت نہیں کر سکی، اسکی واضح مثال

> **جس طرح پرویز مشرف کے دیگر تمام احکامات غیر آئینی تھے اسی طرح سپاہ صحابہ پر پابندی بھی بلا جواز اور انکے ذاتی عناد کا نتیجہ تھی، ہمارا کیس ہائیکورٹ میں موجود ہے انشاء اللہ پابندی ختم ہو کر رہے گی**

آج تک کوئی حکومت سپاہِ صحابہ پر دہشت گردی کا الزام ثابت نہیں کرسکی ہے، پوری مسلم دنیا کو ہمارا شکر گزار ہونا چاہئے کہ ہم نے شیعیت کے مکروہ چہرے سے نقاب اتار کر پھینک دیا ہے

پرویز مشرف حکومت ہے۔ پرویز مشرف کی آمرانہ حکومت نے ہمارے اوپر دہشت گردی کا الزام ہمارے قائدین کی تقاریر کی بنیاد پر لگایا ہے اور پھر اس الزام کو قوم کے سامنے واضح بھی نہیں کر سکے، محض تقاریر کی بنیاد پر دہشت گردی کا الزام لگا دینا کوئی عقلمندی نہیں ہے، ہمارے قائدین کی تقاریر میں کوئی ایسی تقریر نہیں ہے جس میں کوئی دہشت گردی کی بات کی گئی ہو یا کسی کو دہشت گردی پر ابھارا گیا ہو بلکہ ان تمام تقاریر میں تو شیعیت کا اصلی چہرہ طشت از بام کیا گیا ہے، انکے چہرے سے نقاب اٹھایا گیا ہے، انکے مکروہ عزائم اور گندے عقائد و نظریات قوم کے سامنے لائے گئے ہیں، ان تقاریر میں تو یہ رونا رویا گیا ہے کہ یہ لوگ پیغمبر اسلام ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے دشمن ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دیتے ہیں، قرآن کو تحریف شدہ کہتے ہیں، اگر ان باتوں کا اظہار دہشت گردی ہے اور قوم کو شیعہ کے مکروہ عزائم سے آگاہ کرنا دہشت گردی ہے، اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کا تحفظ اور انکے ناموس کی جنگ لڑنا دہشت گردی ہے تو پھر ہم یہ کام ہر دور میں کرتے رہیں گے، جب پاکستان کی قومی اسمبلی میں مولانا محمد اعظم نے دو مرتبہ ناموس صحابہ بل صرف لئے پیش کیا کہ شیعہ، سُنی فسادات کا خاتمہ ہو، بعد میں مدعی کو ہی دہشت گرد قرار دے دیا جائے، یہ کہاں کا انصاف ہے؟

دہشت گردی کے الزام کو ہم مسترد کرتے ہیں، ملک میں قتل و غارت کی ہم نے کبھی بھی حمایت نہیں کی اور نہ اس حوالے سے ہماری جماعت نے آج تک کوئی فیصلہ کیا ہے، اصحاب رسول ﷺ کی غلامی اور انکی ناموس کا تحفظ پر کام ہم نے کسی دور میں بھی نہیں چھوڑا اور نہ چھوڑنے کا تصور کر سکتے ہیں اور اس کام کو ہم دہشت گردی تو کجا اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں، ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کا دفاع ہماری شہ رگ حیات ہے۔

نظام خلافت راشدہ: ڈاکٹر صاحب! سپاہِ صحابہ 1985ء میں ایک ردعمل کے طور پر سامنے آئی تھی اور ایک تحریک بن کر ابھری تھی جبکہ اس کے مقاصد اور اغراض بہت عظیم تھے، ان مقاصد کے پیش نظر اس تحریک کو ایک منظم تنظیم ہونا چاہئے تھا، یقیناً یہ ضرورت آپ بھی محسوس کرتے ہونگے؟ آپ نے اسے ایک منظم تنظیم کی شکل دینے کیلئے کیا خدمات سرانجام دی ہیں اور اس کی تنظیم سازی کے لئے کیا کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں: میں سمجھتا ہوں کہ بانی جماعت امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمن کو کافر کہنا ہمارا ایمان ہے، دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اس کے اظہار سے نہیں روک سکتی ہے

فکر اور انکے نظریات کو منوانے کیلئے 1985ء میں ایک تحریک کی ہی ضرورت تھی اور اس وقت اس ضرورت کو مدنظر رکھ کر ہی یہ راستہ اختیار کیا گیا تھا، لیکن کچھ ہی عرصہ گذرنے کے بعد ایک سازش کے تحت ہمارے پڑوسی ملک ایران نے ہمارے فریق مخالف کی سرپرستی کرتے ہوئے ہماری پُر امن تحریک کو دہشت گردی کا نشانہ بنانا شروع کر دیا اور بانی جماعت حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کر دیا۔ پھر یہ سلسلہ چل نکلا اور آئے روز ہمارے کارکن اور علماء شہید ہونے لگے، ہماری قیادت کو پے در پے راستہ سے ہٹایا گیا مختلف جھوٹے مقدمات میں ہمیں ملوث کر دیا گیا، ہمیں موقع ہی نہ مل سکا کہ ہم اپنی جماعت کے لئے کچھ کرسکیں یا جماعت کو ایک منظم تنظیم کی شکل دے سکیں، دل میں یہ تڑپ تھی کہ ہم اتنی قربانیاں دے چکے ہیں، کارکنوں کی اتنی بڑی تعداد بے گناہ جیلوں میں چلی گئی ہے، بانی قائدین ہم سے جدا ہو چکے ہیں، منزل بھی ہماری ابھی دور ہے، ان حالات میں ہمیں ایک منظم تنظیم کی شکل میں ایک پچی، سنجیدہ پالیسی اور حکمت عملی کے ساتھ آگے بڑھنے کی ضرورت ہے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہم نے ''تربیتی کنونشنز'' کا ایک سلسلہ شروع کیا، اس سے پہلے بھی تربیتی ورکشاپس منعقد ہوتی تھیں اور انہیں نچلی سطح سے شروع کر کے اوپر اضلاع اور صوبوں تک لایا جاتا تھا مگر اس مرتبہ ہم نے اسکی ترتیب بدل دی اور پہلا کنونشن مرکز کی مرکزی عاملہ پر مشتمل افراد کا کنونشن کیا اور اس میں ساتھ ساتھ جنرل کونسل کے افراد کو بھی اس میں شامل کیا اور اس کنونشن میں امام اہل سنت حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پُر مغز لیکچر ہوا اس کے بعد ہم نے ڈویژنل سطح پر ملک بھر میں کنونشن کئے اور ان میں صرف تحصیل تک عہدیداروں کو شریک کیا اور اس کا آغاز ہم نے کراچی سے کیا۔ پنجاب اور سندھ کے لئے امام اہل سنت حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں ہم نے ایک قافلہ ترتیب دیا جس میں میرے علاوہ مولانا عبدالخالق رحمانی، مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی، چوہدری بشیر عکاشہ، مولانا شمس الرحمٰن معاویہ بھی موجود تھے، ہم ہر ڈویژن میں گئے اور وہاں کے تمام کنونشنز میں شرکت کی۔ بلوچستان کے تمام ڈویژنوں میں سید پریل شاہ کی قیادت میں ہم گئے، اسی طرح سرحد اور پنڈی ڈویژنوں میں قائد سپاہِ صحابہ حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ کی قیادت میں ہم نے کنونشنز کا اہتمام کیا، ہم چاہتے ہیں کہ یہ محنت جاری رہے اور ہم اس تحریک کو مستقل بنیادوں پر کھڑا کر کے ایک منظم تنظیم کی صورت دے دیں تاکہ منزل کا حصول آسان ہو اور اپنے اہداف تک ہم با آسانی پہنچ سکیں

ہم نے ''غلامانِ صحابہ'' کے نام سے رکنیت سازی مہم شروع کی ہے یہ کوئی تنظیم یا جماعت نہیں بلکہ ہمارے مشن اور پروگرام کے ساتھ اتفاق کی نشانی ہے

CamScanner

علامہ علی شیر حیدری رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت بھی ہمارے پیشرو قائدین کی شہادتوں کا تسلسل ہے جنہیں تحفظ ناموس صحابہ کی جدوجہد کے جرم میں شہید کیا گیا ہے

۔اس سے قبل جھنگ میں، میں نے ایک ملکی سطح کا کنونشن منعقد کروایا تھا، اس میں ملک بھر کے تمام احباب شریک ہوئے تھے، حضرت حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کا بہت خوبصورت خطاب ''تربیت'' کے عنوان پر ہوا تھا۔

نظام خلافت راشدہ: تنظیم سازی کا عمل ایک مرتبہ پھر شروع ہو چکا ہے اور ملک بھر میں سپاہِ صحابہ کے رکن بنائے جا رہے ہیں، کیا آپ یہ تنظیم سازی اسی طرح کریں گے جیسے حضرت فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں کی گئی تھی اور ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے تمام افراد کو اس میں شامل کیا گیا تھا؟

ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں: جہاں تک تنظیم سازی یا رکنیت سازی کا تعلق ہے تو سپاہِ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس مرتبہ جو رکنیت سازی کا ٹائٹل اور عنوان دیا ہے وہ ہے:

''غلامانِ صحابہ'' کوئی متبادل نام نہیں، کوئی جماعت یا تنظیم نہیں بلکہ یہ نام ہے اس دفعہ کی رکنیت سازی مہم کا۔ میں اس بات کی وضاحت یہاں پر ضروری سمجھتا ہوں کہ بعض جگہوں پر ہمارے دوستوں، کارکنوں نے اسے جماعت کے طور پر لے لیا ہے، اشتہارات، اسٹیکرز اور بینرز پر ناموں کے ساتھ استعمال کیا جا رہا ہے، اس لئے میں یہ وضاحت کر رہا ہوں کہ ''غلامانِ صحابہ'' نہ تو کوئی جماعت ہے اور نہ ہی کوئی اس نام سے عہدہ ہے۔ ہم نے رکنیت سازی اس لئے شروع کی ہے کہ جو شخص ہمارے کاز سے متفق نہیں، ہماری پالیسیوں سے اتفاق نہیں کرتا ایسا شخص کہیں ہماری چھتری کو استعمال نہ کرے، کہیں ملک دشمن کارروائیوں میں ملوث نہ ہو جائے اور وہ ہمارے کھاتے نہ لگ جائے، اپنے اور پرائے کی پہچان کے لئے ہم نے یہ عمل شروع کیا ہے اس طرح جماعت پہ لگنے والے دہشت گردی کے الزام کو رد کرنے کے لئے بھی ہم نے ''غلامانِ صحابہ'' کے نام سے رکنیت سازی شروع کی ہے، باقی جہاں تک حضرت فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ہونے والی تنظیم سازی کا تعلق ہے کہ انہوں نے ''سنی ایمپلائز'' کے نام سے ''مسلم اساتذہ کے نام سے'' سپاہِ صحابہ سٹوڈنٹس کے نام سے اور ''سنی وکلاء فورم'' کے نام سے تمام طبقات میں سنی احباب کے لئے کام کرنے کی صورت نکالی تھی اور انہیں تنظیم سازی کے عمل میں شریک کیا تھا تو اس وقت چونکہ جماعت پر پابندی نہ تھی اور نہ اس انداز میں کام کرنا آسان تھا اب جبکہ جماعت پر پابندی ہے اور اس انداز میں کام کرنا بھی دشوار ہے اس لئے ابھی ہم اس طرح محنت نہیں کر رہے، رکنیت سازی سے فارغ ہونے کے بعد ہم اس طرف محنت کرنے کیلئے، جماعت کی مجلس شوریٰ کے سامنے یہ بات رکھیں گے مجلس شوریٰ جماعت کا ایک سپریم ادارہ ہوتا ہے، وہاں جماعتی زندگی گزارنے کیلئے نظام زندگی متعین کیا جاتا ہے اور تمام کام اس کے فیصلوں کی روشنی میں کئے جاتے ہیں تو مجلس شوریٰ کے فیصلہ کی روشنی میں باقی شعبہ ہائے زندگی کے لئے کام کی جو ترتیب طے ہوگی انشاء اللہ ہم اس پر عمل کریں گے۔

نظام خلافت راشدہ: حضرت جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد حضرت فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں سپاہِ صحابہ کے دشمن و موقف کی تمام مسلمان مکاتب فکر تائید کرتے ہوئے نظر آتے تھے، اب ایسا نہیں ہے اسکی کوئی وجہ؟

ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں: جب مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشن و موقف کا اظہار کیا تو بہت سارے لوگ جو اس موقف اور مشن سے ناآشنا تھے انہوں نے اعتراضات کئے بعض نے مخالفت بھی کی مگر جن لوگوں نے اس موقف کو حق سمجھا اور درست سمجھتے تھے تو انہوں نے اول روز سے ہی ہماری تائید کی اور وہ ہمارے ساتھ رہے ہیں ان علماء کرام نے جنہوں نے ہمارا ساتھ دیا، انہوں نے مولانا جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی آواز کو سن کر نہیں بلکہ شیعہ عقائد و نظریات کو پڑھ کر اور اس دجل وفریب کو دیکھ کر مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی آواز پر لبیک کہا، وہ سمجھتے تھے کہ یہ آواز مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی آواز نہیں بلکہ چودہ سو سالہ علمائے کرام، مجتہدین، محدثین اور محققین کی وہ متفقہ سوچ اور رائے ہے، جس کا اظہار کئی صدیاں گزرنے کے بعد مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے، پھر جب پورے ملک میں جماعتی نیٹ ورک پھیلتا چلا گیا اور ان کے سامنے شیعہ نظریات رکھے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ محقق دوراں حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ استفتاء پاکستان میں آیا جو انہوں نے مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی ولی حسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ سے طلب کیا تھا، جس میں شیعہ کے تمام عقائد درج تھے، اللہ تعالیٰ کے متعلق بدا (جھوٹ بولنے کا عقیدہ) کا عقیدہ، عقیدہ امامت کی بنیاد پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار، قرآن مقدس کی تحریف کا اقرار، عفت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انکار اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل اور صحابیت کا انکار یہ سارے عقائد اس میں درج تھے ان عقائد کو مدنظر رکھ کر فتویٰ مرتب کیا گیا اور اہل تشیع کو مسلمانوں سے الگ مذہب قرار دے دیا گیا اور اس پر پاکستان ہی نہیں بلکہ برصغیر کی ایک بہت بڑی تعداد ایسے علمائے کرام کی تھی جنہوں نے اس پر بطور مؤید کے دستخط کر دیئے، یہ ایک ایسا فتویٰ تھا جو چودہ سو سالہ تمام فتاویٰ جات کی روشنی میں مرتب کیا گیا تھا اور اس دور کے تمام اکابر علماء کرام کے اس پر دستخط موجود تھے تو ایک یہ محنت سامنے آئی، دوسری مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی پُر زور آواز اور پھر انکی قربانی خلوص، للّٰہیت ان تمام چیزوں کو سامنے رکھ کر ملک بھر کے تمام سُنی مکاتب فکر کے علماء کرام ہمارے ساتھ متفق ہوئے اور ہمارے کندھوں کے ساتھ اپنا کندھا ملا کر کھڑے ہو گئے، آج یہ کہہ دینا کہ وہ ہمارے ساتھ

پڑوسی ملک ایران کی شیعہ حکومت کی امداد سے ہماری پُرامن جدوجہد کو دہشت گردی کے ذریعے کچلنے کی کوشش کی گئی جس میں ہمارے پانچ قائدین سمیت سینکڑوں کارکن شہید ہو چکے ہیں

نامعلوم کن وجوہات کی بناء پر خیر پور کی انتظامیہ علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کیس کے باقی ملزموں کو گرفتار کرنے سے گریزاں ہے ، اگر علامہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم کے قاتلوں کو گرفتار کر لیا جاتا تو یہ سانحہ پیش کبھی نہ آتا

نہیں ہیں یہ غلط بات ہے، ایک ہے تحریک کے ساتھ چلنا اور دوسرا نظریات کا تبدیل ہو جانا، بہت سے ایسے عوارض لاحق ہو جاتے ہیں جنکی بناء پر آدمی تحریک کے ساتھ نہیں چل سکتا باقی ان لوگوں کے نظریات تبدیل نہیں ہوئے وہ جہاں بھی ہیں ناموس صحابہ کے لئے انکی محنت جاری ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تمام سُنی مکاتب فکر کے علماء کرام آج بھی ہمارے اسٹیج پر نظر آتے ہیں، گذشتہ دنوں خیر پور سندھ میں منعقدہ ''امام اہل سنت کانفرنس'' میں تمام سنی جماعتوں کے قائدین کے علماء کرام اور قائدین نے جمع ہو کر امام اہل سنت حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی دینی و مذہبی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا، تو میں نہیں سمجھتا کہ دیگر سنی مکاتب فکر ہماری فکر اور مشن سے متفق نہیں یا وہ ہمارا ساتھ نہیں دیتے، ہم آج بھی تمام سنی مکاتب فکر علماء کرام کے حمایت یافتہ ہیں۔

نظام خلافت راشدہ: علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے اصل اسباب و وجوہات آپ کیا سمجھتے ہیں؟

ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں: امام اہل سنت حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ قتل کو میں اپنے پیش رو قائدین کی شہادتوں کا تسلسل سمجھتا ہوں، حقیقت یہ ہے کہ میری تمام قیادت کو صرف اس جرم کی پاداش میں شہید کیا گیا ہے کہ انہوں نے اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع اور انکی ناموس کا پرچم تھاما اور انکی عزت و عظمت کو قانونی و آئینی حیثیت دلوانے کے لئے کوششیں کیں، ان حضرات نے پاکستان میں اس عنوان پر بننے والی سرکاری و غیر سرکاری کمیٹیوں میں دشمنان صحابہ کو سخت سے سخت سزا دلوانے کی محنت کی ہے، دشمن کی مذہبی حیثیت متعین کروانے کی کوشش کی ہے، ملک میں سنی حقوق کے تحفظ کی آواز کو بلند کیا ہے، یہ تمام وہ جرائم ہیں جنکی پاداش میں ہماری قیادت کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

دشمن نے شاید یہ سمجھا تھا کہ شاید مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی آواز اکیلی آواز ہے اسے دبا دینے سے یہ آواز رک جائے گی، انکی شہادت کے فوراً بعد بیک وقت دو آوازیں میدان میں اتار دی گئیں، ایک جماعت کا سربراہ دوسرا مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مصلّے کا وارث، علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد ایثار القاسمی شہید رحمۃ اللہ علیہ اور پھر اس سلسلہ کو ہم نے رکنے نہیں دیا اور تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ پہلے کی جگہ آنے والی آواز دشمن کے لئے زیادہ مضبوط اور زیادہ مؤثر ثابت ہوئی، علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد امام اہل سنت حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اس پرچم کو اٹھایا اور دشمن کو یہ پیغام دیا کہ تمہارا تعاقب ہمیشہ جاری رہے گا اور اس انداز میں دشمن کا تعاقب کیا کہ کبھی دشمن منہ دکھانے کے قابل نہ رہا، کبھی حضرت حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل کے جواب دشمن نہ دے سکا، پہلے بھی اس نے ایسا ہی کیا تھا اب بھی ایسا ہی ہوا ہے کہ دشمن نے دلائل کا جواب گولی سے دیا ہے، اگرچہ بہانہ ایک پلاٹ کا بنایا گیا ہے مگر ہم سمجھتے ہیں کہ اصل دشمن کون ہے اور اس کی سازش کیا ہے؟

میں ''نظام خلافت راشدہ'' کے ذریعے حکومت پر یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ان مہروں کی گرفتاری سے ہمیں مطمئن نہیں کیا جا سکے گا جب تک اصل لوگ سامنے نہ لائے گئے اور اس سازش سے قوم کو آگاہ نہ کیا گیا ہم اس کیس سے مطمئن نہیں ہونگے، جہاں تک پلاٹ کا تعلق ہے یہ ایک بوگس اور بے بنیاد سٹوری ہے اور اسے شروع بھی ایک سازش کے تحت کیا گیا ہے، یہ پلاٹ ہم نے ایک سنی مسلمان سے خریدا ہے اگر اس پر فریق مخالف کو کوئی تکلیف ہوئی تھی تو بیچنے والے کے خلاف ہونی چاہیے تھے، ہمارے خلاف کیوں؟ اگر ہماری زیادتی تھی تو کسی سیشن کورٹ میں، ہائی کورٹ میں، سول کورٹ میں، کوئی فوجداری مقدمہ، کوئی رِٹ کوئی چیز تو ہونی چاہیے تھی ہمارے خلاف، نہ بیچنے والے کے خلاف کوئی کارروائی نہ خریدنے کے بعد ہمارے خلاف کوئی سٹے آرڈر یا کوئی اور کارروائی اس کا مطلب یہ ہے کہ دشمن یہ سمجھتا ہے کہ قانونی طور پر اس پلاٹ پر اس کا کوئی حق نہیں اس لئے اس نے قانون کا راستہ چھوڑا اور اسے محض لڑائی کا بہانہ بنا کر قتل و قتال شروع کر دیا اور اسے شو یہ کیا گیا کہ یہ ایک متنازعہ پلاٹ ہے جبکہ اس کے پیچھے شیعہ سنی سازش کار فرما تھی۔

نظام خلافت راشدہ: حضرت حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے قتل کیس کی صورتحال کیا ہے؟

ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں: اس واقعہ میں جو لوگ ملوث تھے ان میں سے ابھی تک تین آدمی گرفتار ہوئے ہیں، نامعلوم کن وجوہات کی بناء پر خیر پور انتظامیہ باقی مجرموں کو گرفتار نہیں کر رہی، اس سے پہلے حضرت حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے والد جناب حاجی محمد وارث شہید رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کر دیا اور ان کے نامزد قاتل دندناتے پھرتے رہے اور انتظامیہ کی غفلت اور سستی کی وجہ سے حضرت حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کا بہت بڑا سانحہ رونما ہوا۔ اب بھی اگر اس واقعہ میں ملوث ملزمان اور ان کے سرپرستوں کو گرفتار نہ کیا گیا تو اس سے بھی بڑا کوئی واقعہ رونما ہو سکتا ہے جبکہ حکومت انہیں گرفتار کرنے کی بجائے دہشت گردوں کے سربراہ سے ملاقاتیں کر رہی ہے۔ مقامی انتظامیہ اور صوبائی حکومت کو اس میں کردار ادا کرنا چاہیے اور

اگرچہ سپاہِ صحابہ غیر سیاسی جماعت ہے لیکن اپنے مشن کو اسمبلی کے فورم پر لانے کیلئے کسی دوسری جماعت کے ٹکٹ پر یا آزاد الیکشن لڑ کر مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے فکر کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قادیانیوں کی طرح شیعہ کو بھی غیر مسلم اقلیت قرار دلوائیں گے

CS CamScanner

مطلوبہ افراد کو عدالت کے کٹہرے میں لانا چاہئے۔

نظام خلافت راشدہ: حضرت علامہ حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد آپ کی پالیسیاں کیا ہیں؟

ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں: امام اہل سنت حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ ایک فرد نہیں بلکہ ایک ادارہ تھے، حضرت حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ ایک تحریک کا نام ہے، وہ ایک عالم نہیں بلکہ بحرالعلوم تھے، جرأت، استقامت، بہادری، فن مناظرہ فن خطابت اور تحریک کو تنظیم میں بدلنے میں وہ اپنی مثال آپ تھے، انکی شہادت کے بعد ہماری آنکھوں سے آنسوؤں کا جاری ہونا ایک فطری عمل ہے، ہم انکی شہادت پر مایوس نہیں ہیں، ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل بھروسہ ہے، 1985ء سے لیکر اب تک حالات و واقعات یہی بتا رہے ہیں کہ پہلے سے بعد میں آنے والا پہلے کی جگہ کھڑے ہو کر اپنے شہید قائد کے مشن و کاز کو بلند کرتا ہے یہاں تک کہ اپنی جان اسی راستے پہ نثار کر دیتا ہے لیکن اس مشن و کاز سے سر مو انحراف نہیں کرتا اور نہ اس سے وہ ایک قدم پیچھے ہٹتا ہے۔

حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد قائد سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت مولانا علامہ محمد احمد لدھیانوی مدظلہ پر پوری جماعت نے بھرپور اعتماد کا اظہار کیا ہے اور امام اہل سنت حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کا جانشین منتخب کیا ہے جہاں تک مشن اور کاز کا تعلق ہے تو اس میں تو کوئی تبدیلی ممکن نہیں، اس مشن اور کاز کے حصول کیلئے جو صورتیں ممکن ہوئیں وہ آزمائی جائیں گی اور تمام مشکلات کو

ہم پاکستان کی سالمیت اور تحفظ کیلئے ہر قربانی دیں گے، حکمرانوں کو چاہئے کہ قیام امن کیلئے ''بلوچستان پیکج'' کی طرز پر دیگر عسکریت پسندوں کو بھی مذاکرات کے ذریعے انہیں قومی دھارے میں شامل کرے

عبور کر کے اپنی منزل تک پہنچنے کے لئے جدوجہد جاری رکھیں گے، سپاہ صحابہ ایک غیر سیاسی جماعت ہے وہ اپنے جھنڈے اور نام سے اگرچہ الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتی لیکن اس مشن اور کاز کے حصول کے لئے اور ناموس صحابہ کو آئینی تحفظ دینے کے لئے پارلیمانی جدوجہد ضروری ہے۔ اس کے لئے جس سیٹ پر مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے الیکشن لڑا تھا اس پر ہمارا جماعتی نمائندہ کسی اور جماعت کے ٹکٹ پر یا آزاد الیکشن لڑیں گے اور اپنے مشن کی تکمیل کے لئے پارلیمانی کوشش کریں گے اور مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی فکر کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم قادیانیوں کی طرح شیعہ کو غیر مسلم قرار دلوائیں گے۔

مولانا جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اعلان یہ بھی تھا کہ:

''میں سرخ ٹوپی پہن کر ایک لاکھ کارکنوں کے ساتھ اسلام آباد جاؤں گا اور وہاں حکومت کو اپنے مطالبات ماننے پر مجبور کروں گا، میرے مطالبات اصحاب رسول کے لئے آئینی تحفظ اور توہین صحابہ پر سزائے موت، خلفائے راشدین کے ایام وفات و شہادت سرکاری سطح پر منانے، ملک پاکستان کو سُنّی سٹیٹ قرار دلوانے اور فوج میں نشان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، نشانِ فاروق رضی اللہ عنہ، نشان عثمان رضی اللہ عنہ اور نشان خالد بن ولید جاری کرنے جیسے مطالبات ہونگے اور میں اس وقت تک اسلام آباد سے واپس نہیں آؤں گا جب تک میرے جائز مطالبات منظور نہیں کر لئے جائیں گے۔''

آج ملک میں یہ رواج اور روایت موجود ہے کہ ہمارا فریق مخالف اسلام آباد کا گھیراؤ کر کے اپنے مطالبات منوا سکتا ہے اگر وکلاء تحریک اسلام آباد کا رخ کر کے اپنے مطالبات منوا سکتی ہے، اگر میاں نواز شریف اسلام آباد کا رخ کر کے اپنے مطالبات منوا سکتے ہیں اور ملک کا قانون انہیں اس بات کی اجازت دیتا ہے تو پھر ہم بھی اپنے جائز مطالبات کے منوانے کیلئے اسلام آباد کا رخ کریں اور مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اس خواہش کو پورا کریں گے، یہ دو راستے ہیں ان دونوں راستوں پہ چل کر ہم انشاء اللہ ہم اپنے مشن کی تکمیل کریں گے۔

امام اہل سنت حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی پالیسیوں سے ہم سر مو انحراف یا انکار نہیں کریں گے، انکی پالیسیاں جاری رہیں گی اور ہم ان کی مکمل پابندی کریں گے۔

میرے نزدیک سپاہِ صحابہ کے کارکن سے مراد ہر وہ شخص ہے جس نے ''غلامانِ صحابہ'' کے نام سے رکنیت فارم پُر کر کے مقامی قیادت کو جمع کروایا ہے

نظام خلافت راشدہ: ڈاکٹر صاحب! آپ نے پارلیمنٹ کی بات کی ہے کہ آپ پارلیمنٹ کے ذریعہ اپنے مشن کی تکمیل چاہتے ہیں جس سیٹ پر امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے الیکشن لڑا تھا اس سیٹ پر آپ کا نمائندہ ایک عرصہ کامیاب ہوتا رہا ہے اور قومی وصوبائی اسمبلی میں وہ اپنا کردار ادا کرتا رہا ہے، مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد آپ کا نمائندہ وہاں کامیاب نہیں ہو سکا اس کی کیا وجہ ہے؟

ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں: سابقہ واقعات ہمارے سامنے ہیں، سابقہ الیکشن میں ناکامی کی وجوہات سے ہم بخوبی واقف ہیں، آئندہ الیکشن میں ان تمام خامیوں کو دور کریں گیا اور وہ تمام راستے بند کر دیں گے جنکی وجہ سے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے، انشاء اللہ۔

نظام خلافت راشدہ: آئندہ الیکشن میں جھنگ میں آپ کا نمائندہ کون ہوگا؟

ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں: میرا خیال ہے کہ اب اس میں کوئی شبہ باقی نہیں رہا کہ آئندہ الیکشن میں ہمارا نمائندہ کون ہوگا۔ جماعت پہلے فیصلہ دے چکی ہے اور جھنگ کے عوام روزانہ بڑی تیزی سے اپنی الیکشن مہم چلاتے ہیں اور آئندہ الیکشن میں جماعت کے منتخب نمائندے کی کامیابی کے لئے محنت کر رہے ہیں۔

نظام خلافت راشدہ: پاکستان آج اپنی باسٹھ سالہ تاریخ میں پہلی مرتبہ اتنے سنگین حالات سے گذر رہا ہے، قبائلی علاقہ جات میں آپریشن جاری ہے، ڈرون حملے پاکستان کی سالمیت کے لئے سوالیہ نشان بنے ہوئے ہیں، امریکی دہشت گرد تنظیم بلیک واٹر کی کاروائیاں بڑھتی جا رہی ہیں، خود کش حملوں اور بم دھماکوں نے ملک کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے، جنوبی پنجاب میں دینی مدارس، علماء، طلبہ اور دین دار

طبقہ کے خلاف آپریشن کی تیاریاں عروج پر ہیں، غیروں کی جنگ کو اپنی جنگ سمجھ کر لڑا جا رہا ہے، انڈیا، اسرائیل اور امریکہ مل کر پاکستان کے وجود کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں، خدانخواستہ پاکستان کا وجود خطرے میں ہوا تو آپ کی جماعت پاکستان کو بچانے کیلئے کیا کردار ادا کرے گی؟

ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں: میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں ایسے حالات کبھی پیدا نہیں ہوئے جو حالات اس وقت ملک کو درپیش ہیں اور اس میں کوئی دو رائے نہیں ہیں کہ موجودہ حالات سابق صدر پرویز مشرف کی پالیسیوں کے بعد پیدا کردہ ہیں، آج جو جنگ پاکستان میں لڑی جا رہی ہے یہ افغانستان کے ذریعے پاکستان میں لائی گئی، یہ جنگ کسی اور کی جنگ تھی مگر پرویز مشرف نے اسے اپنی جنگ کہا اور پاکستان میں لاکر پاکستانی عوام پر مسلط کر دیا ہے اب اسکے بعد حالیہ واقعات اور حالات کا پیدا ہو جانا ہے۔ان حالات اور موجودہ ہونیوالے واقعات پر ہمارا موقف دوٹوک ہے کہ ایک طبقہ کو تو مذاکرات کی دعوت دے دی جائے، بلوچستان کے بلوچ عسکریت پسندوں کو تو یہ کہا جائے کہ تم مذاکرات کی میز پر آجاؤ تمہارے مطالبات مذاکرات کے ذریعے مانے جاسکتے ہیں، سرحد کے قبائل جو آج ہماری فوج سے ٹکرا گئے ہیں اور پاکستانی سکیورٹی ایجنسیز کو شدید نقصان پہنچا رہے ہیں انہیں بھی بلوچ عسکریت پسندوں کی طرح مذاکرات کی دعوت دے دی جائے۔

عسکری مسائل کا حل گولی کے ذریعے نہیں ہوتا بلکہ یہ مسائل مذاکرات کے ذریعہ حل ہوتے ہیں اور پائیدار امن بھی مذاکرات کے ذریعہ، ایک دوسرے کی بات مان کر ہی قائم کیا جاسکتا ہے۔لیکن اس کے ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ حکومت اپنے سیاسی مفادات کے لئے مذاکرات کی دعوت صرف ایک مخصوص طبقے کو دے تو یہ ٹھیک نہیں بلکہ جو لوگ مذہب کے نام پر، نفاذ شریعت کے نام پر، سنی شیعہ کے نام پر قتل و غارت میں مصروف ہیں انہیں بھی مذاکرات کی دعوت دینی چاہئے، میں مسلح گروہوں سے بھی یہ کہوں گا کہ وہ مذاکرات کی ٹیبل پر آجائیں اور اپنے مطالبات مذاکرات کے ذریعہ منوا لیں، ہماری صرف اور صرف نظریاتی لڑائی اہل تشیع کے ساتھ ہے، ہماری لڑائی ملک میں نہ پولیس کے ساتھ، نہ فوج کے ساتھ ہے اور نہ ہی کسی اور ادارے یا مسلک کے ساتھ ہے، ہم ملک میں کسی تخریب کاری، دہشتگردی کی اجازت نہیں دے سکتے اور نہ ہی ہم کسی ایسے فرد کی کسی ایسی کاروائی میں ملوث ہو اسکی حمایت کر سکتے نہ اس کے ساتھ کوئی تعاون کر سکتے ہیں۔

یہ ملک پاکستان بہت بڑی قربانی دینے کے بعد حاصل کیا گیا تھا، اس نے انشاء اللہ باقی رہنا ہی رہنا ہے، اس کی کی حفاظت کے لئے اس کی سالمیت اور سلامتی کے لئے یہ ملک ہم سے جو قربانی مانگے گا ہم ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہونگے، ہم جہاں پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی محافظ ہیں وہیں ہم اس کی جغرافیائی سرحدوں کے بھی محافظ ہیں، ہم ملک کے ہر ادارے سے زیادہ، ملک کی ہر حکومت سے زیادہ اپنے آپ کو اس کا خیر خواہ سمجھتے ہیں، جس طرح ہمیں مشن جھنگوی شہید ؒ عظیم اور عزیز ہے اسی طرح ہمیں ملک پاکستان کا ایک ایک انچ حصہ عظیم اور عزیز ہے، اس ملک کی سلامتی کے خلاف کسی سازش کو ہم کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

نظام خلافت راشدہ: ڈاکٹر صاحب! آپ اپنے کارکنوں کے نام کیا خاص پیغام دیں گے؟

ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں: میرے نزدیک کارکن سے مراد ہر وہ شخص ہے، جس نے غلامان صحابہ ؓ کے نام سے رکنیت فارم بھرا ہے، اب رکن بن جانے کے بعد یہ اس کی ذمہ داریاں ہیں کہ وہ مولانا حق نواز شہید ؒ کے پیغام کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے روزانہ کے اعتبار سے، ہفتہ کے اعتبار سے، مہینہ کے اعتبار سے اسکی ترتیب بنائے اور لوگوں تک اس پیغام کو کیسٹ کے ذریعے، جماعتی لٹریچر کے ذریعے، ''نظام خلافت راشدہ'' کے ذریعے عام کریں، جس طرح تبلیغی جماعت کے احباب محنت کرتے ہیں اس انداز میں اگر ہم محنت کریں تو انشاء اللہ چند ہی سالوں میں ہم ایک مضبوط جماعت کے طور پر سامنے آسکتے ہیں۔

اگر ایک آدمی ایک مہینہ میں ایک آدمی تیار کر لیتا ہے، یا چھ ماہ یا ایک سال میں ایک آدمی تیار کرتا ہے تو دس سال کا ٹارگٹ کر کے ہماری تعداد میں بہت بڑا اضافہ ہو سکتا ہے۔ہم اپنے آپ کو صحابہ ؓ کا سپاہی کہلاتے ہیں، صحابہ کرام ؓ کا طرز زندگی ہمیں یہی بتلاتا ہے کہ ہم اس انداز میں کام کریں، سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے جب نبی کریم ﷺ کا کلمہ پڑھا اور انکی جماعت کے رکن بن گئے تو اب اگلا کام انکا یہی تھا کہ ہماری رکنیت سازی میں اضافہ ہونا چاہئے۔عشرہ مبشرہ صحابہ ؓ میں سے زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہے جو سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کی محنت کی وجہ سے مشرف بہ اسلام ہوئے، اب صدیق اکبر ؓ کے ماننے والوں پر لازم ہے کہ وہ دوسروں کو بھی کارکن بنائیں۔حضور ﷺ کی سنت کو مدنظر رکھ کر اس دعوت کو اپنے گھر، اپنے خاندان سے شروع کریں اور انہیں اپنی جماعت کا رکن بنائیں۔

پیغام شہداء

انسانی تاریخ میں چشم فلک نے ایسی جماعت دیکھی ہے......؟

جس کے قائدین

مولانا حق نواز جھنگوی شہید ؒ (بانی و سرپرست)

شہادت 22 فروری 1990ء جھنگ

مولانا ایثار القاسمی شہید (نائب سرپرست، ایم این اے)

شہادت 10 جنوری 1991ء جھنگ سٹی

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید ؒ (سرپرست)

شہادت 18 جنوری 1997ء سیشن کورٹ لاہور

مولانا محمد اعظم طارق شہید ؒ (صدر/ایم این ے)

شہادت 6 اکتوبر 2003ء پارلیمنٹ ہاؤس کی طرف جاتے ہوئے۔

علامہ علی شیر حیدری شہید ؒ

شہادت 17 اگست خیر پور سندھ (خیر پور جلسہ سے واپسی پر)

اور ہزاروں کارکنوں کو ایک نظریہ، مشن اور مقصد کی پاداش میں انتہائی بیدردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا، یہ تمام قائدین اور کارکن تو اپنے رب کے ہاں پہنچ گئے لیکن ان کا نظریہ، مشن اور مقصد ایک پیغام کی صورت میں ماہنامہ ''نظام خلافت راشدہ'' کے نام سے بفضلہ تعالیٰ ہر ماہ آپ کے پاس پہنچے گا۔

آپ نے کبھی غور کیا......؟

کہ یہ پیغام پوری دنیا تک کیسے پہنچے گا؟

کیونکہ ابھی تک یہ پیغام صرف دیوبند مکتب فکر کے 9 ہزار مدارس کے 50 ہزار اساتذہ کے پاس بھی نہیں پہنچ رہا۔

☆ پاکستان کے تقریباً 2 لاکھ سکولوں کے 10 لاکھ اساتذہ کو اس پیغام کا پتہ تک نہیں ہے۔

☆ بیوروکریسی کے 50 ہزار اہلکار اس پیغام سے لاعلم ہیں پاکستان کے قومی، صوبائی اور سینٹ کے 1 ہزار سے زائد ممبران ان کے پاس بھی یہ پیغام نہیں پہنچا ہوگا۔

اس کے علاوہ الیکٹرانک/پرنٹ میڈیا اس کی افادیت سے محروم ہے۔

آپ جاگیردار ہیں یا کاشتکار، استاد ہیں یا طالب علم، آپ سرمایہ دار ہیں یا مزدور، عالم ہیں یا عام مسلمان۔

اگر آپ چاہتے ہیں یہ پیغام پوری دنیا میں عام ہوجائے تو پھر اٹھیے اور عہد کیجئے کہ

''میں شہداء کا یہ پیغام ہر گھر تک پہنچانے میں آپ کا معاون بننا چاہتا ہوں۔''

دستخط ....

سیرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید ؒ کے
تاریخی خطاب سے اقتباسات

خطبہ مسنونہ کے بعد:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ○ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ○

(الفتح ۱۸)

"تمام قسم کی تعریفات وحدہ لاشریک، خالق کائنات، مالک ارض و سماء کے لئے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود و سلام ہوں اس ہستی اقدس و مقدس پر جن کا نام نامی اسم گرامی محمد اکرم ﷺ ہے۔ وہ ذات مقدسہ مبارکہ مطہرہ کہ رب العزت نے جنہیں رحمت کائنات بنا کر بھیجا اور جن کے ذریعے اہل کائنات کی ہدایت اور راہنمائی کا بندوبست فرمایا۔"

امام کائنات، فخر موجودات، رحمۃ للعالمین ﷺ کے اصحاب کرام کا تذکرہ ہم نے پچھلے متعدد خطبات جمعہ سے شروع کر رکھا ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے ابتدائی طور پر حضرت صدیق اکبر ؓ کے بارے میں آپ کے سامنے چند گزارشات پیش کی تھیں اور وقت کی کمی اور پیش آمدہ ایام کی برق رفتاری سے آمد کے پیش نظر ہم نے گفتگو کو انتہائی اختصار کے ساتھ آگے بڑھاتے ہوئے آج کے خطبہ جمعہ میں جناب حضرت عثمان بن عفان ؓ کی ذات والا صفات کا تذکرہ کرنا ہے اور آپ کی عزت و توقیر پر خطبہ کو مخصوص کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب حضرت عثمان بن عفان ؓ ان کی ذات کے بھی کئی ایک حصے اور کئی ایک پہلو ہیں اور کسی ایک خطبے میں ان تمام چیزوں کا تذکرہ ممکن نہیں ہے جن کا پیش کرنا اور جن کا سمجھنا آج کے اس پُرفتن دور میں انتہائی زیادہ ضروری اور لازمی ہے۔ لیکن ہم حضرت ذوالنورین ؓ کی سیرت کے صرف انہی پہلوؤں کا تذکرہ کریں گے جو آگے چل کر لوگوں کے ذہنوں کو صاف کرنے میں محمد و معاون ثابت ہوں، وگرنہ حقیقی بات یہ ہے کہ حضرت ذوالنورین اسلام کے دور اول سے یعنی اس دن سے کہ جب آپ نے سرور گرامی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی، آپ ﷺ کی زندگی کے آخری لمحات تک اور پھر نبی کائنات ﷺ کے اس کائنات سے رخصت ہو جانے کے بعد صدیق اکبر ؓ کے زمانے میں، پھر فاروق اعظم ؓ کے دور میں اور پھر اپنے زمانہ خلافت میں آپ نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے وہ تاریخ کا ایک انتہائی روشن اور جگمگاتا ہوا باب ہے۔ لیکن ان ساری چیزوں کے تذکرے کا وقت ہے اور نہ ہی اس وقت ان ساری چیزوں کا احاطہ مقصود ہے۔

حضرت عثمان غنی ؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سگی پھوپھی کے صاحبزادے کے بیٹے ہیں

غرض و غایت صرف یہ ہے کہ ان ایام میں جب حضرت حسین ؓ کی یاد کے نام پر مجالس میں ان اسلاف کو نشانہ مشق ستم بنایا جاتا ہے جن کا واقعہ کربلا کے ساتھ دور کا بھی کوئی تعلق نہیں بلکہ بیشتر شخصیتیں جن کا ذکر ان مجالس میں کیا جاتا ہے، وہ ہیں جو اس واقعہ کے وقوع پذیر ہونے سے کئی برس پہلے اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ اس دنیا میں موجود ہی نہیں تھے اور اس مناسبت سے بھی کہ انہیں ایام میں ذی الحجہ کے آخر میں حضرت عثمان غنی ؓ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ ان دونوں مناسبتوں کی بنیاد پر ہم نے اس بات کو مناسب اور ضروری خیال کیا کہ جن واقعات کو لوگوں کی نظروں سے چھپایا جاتا، ان سے گریز اور روگردانی برتی جاتی ہے اور خود ساختہ واقعات کو گھڑ کر حضرت عثمان غنی ؓ پہ کیچڑ اچھالا جاتا ہے ان واقعات کو جو حقیقی واقعات ہیں اجاگر کیا جائے اور دوسرا جو طعن کرنے والے طعن توڑتے ہیں، ان کے مطاعن کی حقیقت کو جانچا اور پرکھا جائے۔

حضرت عثمان غنی ؓ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سگی پھوپھی کی صاحبزادی کے صاحبزادے ہیں۔ نبی پاک ﷺ سے اس لحاظ سے ان کا قریبی رشتہ ہے کہ حضرت عثمان کا ننھیال حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا خاندان ہے۔ آپ کے ننھیالی بنو ہاشم کے لوگ ہیں۔ وہی لوگ جن کے اندر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوتی ہے۔ اور پھر جب نبی کائنات ﷺ نے اللہ کی واحدانیت کا اعلان کیا، لوگوں کے سامنے اپنی رسالت کو پیش کیا تو سب سے پہلے جس جوان رعنا نے آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی ان کا نام نام اسم گرامی صدیق اکبر ؓ ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چار میں سے تین بیٹیوں کے رشتے بنی اُمیّہ خاندان میں کیئے تھے

جس طرح کہ پچھلے خطبات میں ہم بیان کر چکے ہیں صدیق اکبر ؓ کو صرف یہی شرف حاصل نہیں ہوا کہ آپ نبی پاک ﷺ کے ہاتھ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے شخص ہیں بلکہ یہ اعزاز بھی رب کائنات نے صدیق اکبر ؓ کو عطا کیا کہ وہ نو صحابی جن کے دسویں آپ ہیں، جن کا نام لے کر نبی کائنات ﷺ نے جنت کی بشارت عطا کی ہے۔ ان میں سے بیشتر وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت صدیق اکبر ؓ کی دعوت پر اسلام کو قبول کیا ہے۔ عشرہ مبشرہ میں سے اکثر لوگوں نے نبی پاک ﷺ کے دست مبارک پر جو بیعت کی ہے، اس میں حضرت صدیق اکبر ؓ کا بہت بڑا دخل ہے بلکہ آپ ؓ کی دعوت اور آپ ؓ کی مسلسل جدوجہد کے نتیجے میں ہی وہ اسلام کو قبول کرنے پر آمادہ ہوئے اور انہی میں سے جنہوں نے صدیق اکبر ؓ کی دعوت پر اسلام کو اختیار کیا، حضرت عثمان بن عفان ؓ کی شخصیت گرامی بھی ہے۔

نبی پاک ﷺ پر ایمان لانے کے بعد جناب صدیق اکبر ؓ نے اپنے دن رات کے تمام کاموں کو سمیٹ کر اپنی زندگی کو صرف نبی پاک ﷺ کی تعلیمات کو عام کرنے میں صرف کر دیا۔ اپنے کاروبار کو اپنے دنیاوی معاملات کو تقریباً ترک کر دیا۔ اپنا سارا وقت نبی پاک ﷺ کی رفاقت میں صرف کرتے یا اللہ کے قرآن کی تبلیغ اور سرور گرامی ﷺ کے ارشادات لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ چنانچہ انہی قیمتی لمحات میں آپ نے حضرت

CamScanner

آنحضور ﷺ نے حضرت عثمان ؓ کو جنگ بدر میں شریک نہ ہونے کے باوجود غازیان بدر میں شمار کیا اور مال غنیمت میں حصہ عطا فرمایا

دے تم مدینے میں بیٹھ کے محمد ﷺ کی بیٹی کی تیمار داری کرو ،اللہ تجھ کو بدر کے غازیوں میں شمار فرمائے گا اور یہی وجہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے جب بدر کے مال غنیمت کو تقسیم کیا ،ایک حصہ اٹھایا ،الگ رکھا ،صحابہ نے پوچھا ،یارسول اللہ ﷺ یہ سارے حصے آپ نے ان کو عطا کئے ،جنہوں نے جہاد کیا ،تلوار سے لڑے ،یہ کس کا حصہ ہے؟

فرمایا یہ اس کا حصہ ہے جس کو عرش والے نے بدر کا غازی قرار دیا ہے۔یہ عثمان ابن عفان کا حصہ ہے۔

نبی کائنات ﷺ واپس آئے۔رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا۔عثمان ؓ کے گھر پہنچے۔آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہے۔نبی کائنات ﷺ نے پیار سے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔عثمان ؓ نے سر اٹھایا ،محبوب کائنات ﷺ سامنے کھڑے ہیں۔آقا ﷺ آج عثمان پہ غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔بیوی کی اتنی بات نہیں ،محمد ﷺ کی بیٹی سے گھر خالی ہوگیا ہے۔ہائے ،ذرا محبت کی فراوانی تو دیکھو۔نبی ﷺ پیار کرنے والا نبی ،رسول محبت کرنے والا رسول ،پیغمبر سراپا رحمت پیغمبر اور اس کی محبت اپنی بیٹی کے لئے لیکن آسمان والے نے گواہی دلوائی کہ اپنی بیٹی کی موت کے موقعہ پر نبی نے یہ بتلایا محمد ﷺ کو اپنی بیٹی سے بڑی محبت ہے لیکن عثمان ؓ سے بیٹی سے بھی زیادہ محبت ہے۔اس موقعے پر جو ایک والد کے لئے انتہائی تکلیف کا موقعہ ہوتا ہے۔بیٹیوں والو ذرا سوچو۔خدا نہ کرے کسی کی جوان بیٹی پر موت آجائے۔اس کے دل کا کیا عالم ہوتا ہے؟

اس کا احساس بیٹیوں والوں کو ہی ہوتا ہے۔

اس غم کے موقعے پر نبی کائنات ﷺ نے ساری کائنات کو گواہ بنا کے کہا لوگو سن لو! عثمان ؓ نے میرے کلیجے کو اتنا ٹھنڈا کیا کہ آج محمد (ﷺ) اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔اس موقعے پر اعلان کرتا ہے کہ محمد (ﷺ) نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا رشتہ عثمان کو دے دیا ہے۔جاؤ عثمان غم نہ کرو۔تم نے محمد (ﷺ) کے کلیجے کو ٹھنڈا کیا ہے۔میری بیٹی ام کلثوم بھی تیرے لئے اور آج صرف یہی نہیں کہ نبی کی امت کا کوئی شریک اس کا ہم تر ،ہم مرتبہ ،ہم سر ،ہم درجہ ،ہم رتبہ نہیں بلکہ آدم کی پوری اولاد میں کسی کو یہ شرف نہیں ملا جو عثمان بن عفان کو ملا ہے۔ایک لاکھ چوبیس ہزار یا چوالیس ہزار یا کم وبیش نبی ہوئے ،ان کی بیٹیاں بھی ہوئیں ،ان کے بیٹے بھی ہوئے ،لیکن دنیا کی تاریخ میں کبھی یہ موقع نہیں آیا کہ کسی نبی نے اپنی دو بیٹیوں کا نکاح ایک شخص سے کیا ہو۔دنیا کی تاریخ میں کوئی واقعہ نہیں۔اس شرف کے لئے بھی رب کائنات نے اگر منتخب کیا تو ذوالنورین کو کیا۔آسمان پر لکھا جا چکا تھا کہ عثمان بن عفان ،عثمان بن عفان ہی نہیں بلکہ ذوالنورین بھی ہے۔ؓ

قدرت کا تماشا......دوسری بیٹی بھی فوت ہوگئی۔

عثمان ؓ کی دوسری بیوی بھی فوت ہوگئی۔

شرم کرو......آج منبروں پہ چڑھ چڑھ کے یہ کہتے ہیں نبی نے کہا تھا کہ بنوامیہ کا خاندان ملعون ہے۔آج منبروں پر چڑھ چڑھ کے یہ کہا جاتا ہے اور پھر نہ ڈائری والے لکھتے ہیں نہ پولیس والے پوچھتے ہیں۔اگر محمد ﷺ نے یہ کہا ہوتا تو اپنی بیٹیاں بنوامیہ کو کبھی نہ دیتے۔کوئی ملعون خاندان کو بھی بیٹی دینے کیلئے تیار ہوتا ہے؟

شرم کرو۔سن لو! اگر تمہیں معلوم نہیں تو آج معلوم کرلو ،نبی کی چار بیٹیاں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ،سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا ،سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ،سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔نبی ﷺ نے اپنی چار بیٹیوں میں سے تین کے رشتے کئے تو بنی امیہ کے گھرانے میں کئے ہیں۔صرف ایک بیٹی کا رشتہ اپنے خاندان میں کیا ہے۔تین کا رشتہ بنوامیہ میں کیا ہے اور عثمان ؓ کی تو نانی بھی بنو ہاشم کی تھی۔اگر یہ خاندان ملعون ہوتا تو نبی کو اپنی بیٹیوں کے لئے کسی اور خاندان کو تلاش کرنا پڑتا۔شرم نہیں آتی۔شرم کیسے آئے؟

اگر نبی ﷺ پہ اعتبار نہیں تو پھر علی ؓ پہ اعتبار کیا ہوتا۔جس حسین ؓ کا نام لے کر ماتم کرتے ہو......سنو! جاؤ دنیا کے کسی روسیاہ کو کہو کہ وہ اس کی تردید کرنے کی جرات کرے کہ حسین ؓ کی اپنی بیٹی سکینہ......نام لیتا ہے ،ماتم کے لئے سکینہ بنت حسین......جس خاندان کو گالی دیتے ہو ،نہیں جانتے یہ گالی کس تک پہنچتی ہے؟

حسین کی اپنی بیٹی سکینہ نے اپنی شادی کے لئے اگر شوہر منتخب کیا تو عثمان کے پوتے کو منتخب کیا ہے۔جاؤ دنیا میں کسی ماں کے لال کو کہو اس کے انکار کی جرات کرے۔سکینہ بنت حسین ،اس کی شادی عثمان کے پوتے زید بن عمرو بن عثمان کے ساتھ ہوئی۔

علی کا بیٹا حسین ،عثمان کا بیٹا عمرو ،حسین کی بیٹی سکینہ ،عمرو کا بیٹا زید.........یہ بنی امیہ کا ہے کہ نہیں ہے؟

سکینہ بنت حسین......شادی کی جاتی ہے تو عثمان کے پوتے کے ساتھ کی جاتی ہے اور حسین ؓ کی ایک اور بیٹی بھی تھی۔فاطمہ بنت حسین

جاؤ تاریخ کو اٹھاؤ۔ماتم کرتے ہوئے اپنے چہرے کو تھپڑ مارو کہ تمہارے چہرے پہ سیاہی ملتے ہوئے فاطمہ بنت حسین نے بھی شادی کی ہے تو عثمان ؓ کے پوتے کے ساتھ کی ہے۔دوسری طرف جعفر طیار ؓ کی پوتی نے شادی کی تو عثمان ؓ کے بیٹے ابان سے کی ہے۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔کیوں؟

یہ وہ گھرانہ ہے جس میں خالائیں آئی ہیں
عثمان کا گھر کونسا گھر ہے؟

جس میں حسین ؓ کی خالائیں آئی ہیں۔جس گھر میں خالہ آئے اس میں بھتیجی کو جاتے ہوئے کیا ڈر ہے؟

تم نے چودہ سو سال بعد دشمنی کی داستانیں گھڑی ہیں۔اگر شرف منقبت کی بات بیٹی کے ناطے سے ہے تو آؤ اس کے بارے میں کیا کہتے ہو جس کو نبی نے اپنی دو بیٹیاں عطا کی ہیں؟

دوسری بیٹی بھی فوت ہوگئی ،عثمان کی دوسری بیوی بھی فوت ہوگئی ،آج پھر آنسوؤں کی بارش ہورہی ہے ،کائنات کا امام آیا ،عثمان پہ نگاہ ڈالی ،فرمایا عثمان محمد (ﷺ) تیری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔سر کو اٹھاؤ نبی تجھ پہ اتنا راضی ہے کہ کعبہ کے رب کی قسم اگر محمد ﷺ کی چالیس بیٹیاں ہوتیں یکے بعد دیگرے تجھ کو دیتا جاتا انکار نہ فرماتا۔تو نے اتنا کلیجہ ٹھنڈا کیا۔

بیٹی کی بنیاد پر ہی تم نے سارا مسئلہ کھڑا کیا ہے ناں۔یہاں چالیس بیٹیوں کی بات ہورہی ہے۔اللہ تو ہم کو معاف کردے۔ہم اس بات کو کرنا نہ چاہتے تھے اگر یار ہم کو کرنے پر مجبور نہ کرتے۔یہاں دو بیٹیاں دیں اور اتنے راضی کہ باقی بیٹیاں اگر ہوتیں تو دینے کا اقرار فرما رہے ہیں اور وہاں صرف ایک بیٹی دی ،آج بات آگئی ہے تو سن لو۔

علی ؓ کی شان میں جو گستاخی کرے ہمارے نزدیک اس کا ایمان ناقص ہے۔تم نے ہمیں تقابل کے لئے مجبور کیا ہے وگرنہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ساری کائنات میں صدیق ؓ ،فاروق ؓ اور ذوالنورین ؓ کے بعد سب سے افضل اگر کوئی ہستی ہے تو علی المرتضیٰ ؓ کی ہے۔سب سے افضل ہیں مگر ان تینوں کے بعد ،پہلے نہیں ،عثمان کو دو بیٹیاں دیں ،کہا اگر چالیس ہوتیں تو یکے بعد دیگرے دیتا جاتا ،انکار نہ کرتا اور یہاں ایک دی اور کتاب تیری علل الشرائع ابن بابویہ قمی کی ،کشف الغمہ اربلی کی ،حیاۃ القلوب ملا باقر مجلسی کی ،کتاب الخصال ابن بابویہ قمی کی۔

ایک دن آیا کہ فاطمہ اپنے کندھے پہ حسن رضی اللہ عنہ کو رکھے ،اپنی انگلی سے حسین رضی اللہ عنہ کو لگائے روتے ہوئے اپنے بابا کے گھر آ گئی، فاطمہ کی چیخ کی آواز سنی سرور کائنات کا جگر کٹ گیا۔ پیار کرنے والا نبی۔فرمایا، بیٹی جا کیا ہوا؟

بابا اب میں علی کے گھر جانے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ مجھے اپنے ہی گھر رکھ لو۔فرمایا بیٹی کیا ہوا۔

کہا اللہ کے حبیب! علی نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کرلیا ہے۔میں ابوجہل کی بیٹی کے ساتھ اپنے سوکناپے کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔اٹھاؤ اپنی کتابیں۔رحمت کائنات کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا اور آج کہیں کی بات کہیں پہ لگاتے ہو۔وہ بات جو نبی نے اس موقعے پر کہی، اس کو صدیق پر چسپاں کرتے ہو۔حیا نہیں آتی۔

انسانی تاریخ میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جس کو کسی نبی ﷺ نے اپنی دو بیٹیاں دی ہوں سوائے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے

ان فاطمة بضعة منی من آذاها فقد آذانی

کائنات کے لوگو سن لو! فاطمہ محمد (ﷺ) کے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ کو دکھ دیا، اس نے محمد (ﷺ) کو دکھ دیا ہے۔یہ کب کہا؟

تمہیں کچھ معلوم نہیں۔سنو قصے سنتے ہو، کہانیاں سنتے ہو، ساطیر سنتے ہو، افسانے سنتے ہو اور پلٹ کے آ جاتے ہو۔

خدا "تمہیں" نفس جبرائیل دے تو کہوں

خدا تمہیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ ۝ (ق ۳۷)

کوئی دل والا ہو تو بات کو سمجھے۔اقبال نے کہا تھا

تمدن، تصوف، شریعت، کلام
بتان عجم کے پجاری تمام
حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی

روایات کا نام دین اور خرافات کا نام حقیقت رکھ لیا ہے۔کہاں کی بات کو کہاں پہ جوڑ کے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہو۔

نبی کریم ﷺ غصے سے نکلے اور آج یہ بات بھی سن لو۔کبھی کسی نے نہ بتلائی ہوگی۔علی کی تلاش میں نکلے، علی رضی اللہ عنہ غریب آدمی تھے، دیکھا کہ مسجد کے ایک کونے میں مٹی پہ سوئے ہوئے ہیں، پاؤں کے ساتھ ٹھوکر لگائی، ناراضگی سے کہا۔

قم ایا ابا تراب

آج یہ لقب عزت کے لئے استعمال کرتے ہو۔سرور کائنات ﷺ نے ناراضگی کے طور پر استعمال کیا، او مٹی ملے ہوئے آدمی، مٹی میں لیٹے ہوئے آدمی اٹھو۔

قم یا ابا تراب

اٹھو ابوتراب۔(تراب مٹی کو کہتے ہیں)

حضرت علی نے دیکھا نبی ﷺ کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے۔کہا جاؤ ابوبکر وعمر وعثمان کو بلا کے لاؤ۔ یارسول اللہ ﷺ جھگڑا تو فاطمہ اور علی کا، ابوبکر،عمر،عثمان کا کیا تعلق ہے؟

ان کا تعلق اربلی نے کشف الغمہ میں، خوارزم نے مناقب میں، ملا باقر مجلسی نے حیاۃ القلوب میں بتلایا۔ ان کا تعلق یہ تھا کہ علی کا رشتہ مانگنے کیلئے یہی تینوں آئے تھے اور جب باپ کی بیٹی کو دکھ پہنچتا ہے تو شکوہ وشکایت ان سے کی جاتی ہے جو رشتہ مانگنے کیلئے آئے ہوئے ہوں۔کہا جاؤ ان کو بلا کے لاؤ جو تیرا رشتہ مانگنے آئے تھے، یہاں صرف ایک بیٹی دی، تینوں آئے، کہا بیٹھو، بیٹھ گئے، نبی نے طلحہ کو بلایا۔

ناد فی الناس الصلاة جامعة

جاؤ مدینے کے لوگوں کو کہو سب اکٹھے ہو جاؤ

یارسول اللہ ﷺ کیا بات ہے؟

وہ چہرہ جس پہ کبھی شکن نہیں پڑی۔آج اتنا غصے میں۔کہا سارے لوگوں کو بلاؤ۔سارے لوگ اکٹھے ہوئے۔آپ ﷺ منبر پر چڑھے، خطبہ دیا، رب کی ثناء کی، ابوبکر وعمر و عثمان کا تذکرہ کیا، کہا یہ لوگ میرے پاس علی کا رشتہ لے کر آئے تھے، میں نے اس کے افلاس کے باوجود اس کو اپنی بیٹی کا رشتہ دے دیا۔

ایک بندے کو شکایت نہیں کی۔سارے مجمعے کو اور کتاب میری نہیں تیری، یا اس کتاب کو پھاڑ ڈال یا اپنے عقیدے کو تبدیل کرلے۔کتاب تیری، کہا سن لو!

لا یجتمع بنت عدواللہ و بنت رسول اللہ فی بیت واحد

اے علی تو بھی سن لے، لوگو تم بھی سن لو! کہ عدواللہ کی بیٹی اور رسول اللہ کی بیٹی ایک گھر میں اکٹھی نہیں رہ سکتی۔ عدواللہ ابوجہل اور رسول اللہ محمد ﷺ کی بیٹی ایک گھر میں اکٹھی نہیں رہ سکتی

طلق ابنتی

میری بیٹی کو طلاق دے دو، ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرلو۔

علی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، کہا یارسول اللہ ﷺ مجھے معاف کر دیجئے۔نبی کائنات ﷺ نے لوگوں کو مخاطب ہو کے کہا سنو! یاد رکھو آج محمد ﷺ کو دکھ پہنچا ہے اس لئے کہ محمد ﷺ کی بیٹی روتی ہوئی گھر میں آئی ہے۔محمد ﷺ اپنی بیٹی کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔بیٹی کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر باپ کا جگر کٹ جاتا ہے۔جاؤ آج کے بعد کبھی محمد (ﷺ) کو دکھ نہ دینا۔

من آذاها فقد آذانی

جس نے محمد (ﷺ) کی بیٹی کو دکھ دیا، اس نے محمد (ﷺ) کو دکھ دیا۔یہاں ایک بیٹی تھی، بات اگر بیٹی کے دینے کی ہے تو یہاں دو دیں۔دونوں کی وفات کے بعد چالیس دینے کا اعلان کیا اور یہاں ایک دی اور دکھ کا اعلان کیا اور وہ بھی تنہائی میں نہیں، مجمع عام میں۔

عثمان رضی اللہ عنہ کوئی ایسا ہو تو لا کے تو دکھاؤ کہ جس کو کونین کے تاجدار ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر، جیش عسرہ کی تیاری کے موقع پر، مسجد نبوی کے اندر روضة من ریاض الجنة کے اندر اپنے منبر پر کھڑے ہو کے آٹھ مرتبہ جنت کی بشارت دی ہے۔

عثمان فی الجنة ،عثمان فی الجنة ،عثمان فی الجنة ماضر عثمان ما عمل بعد الیوم قط

او علی تو بھی سن لے طلحہ تو بھی سن لے، زبیر تو بھی سن لے، صدیق و فاروق تم بھی سن لو آج کے بعد اگر عثمان نیکی کا کوئی کام نہ کرے، رب تب بھی اسے جنت عطا فرما کے چھوڑے گا۔

ماضر عثمان ما عمل بعد الیوم قط

یہ عثمان رضی اللہ عنہ تھے کائنات نے بڑے تونگر اور مالدار دیکھے لیکن چشم فلک نے عثمان جیسی شخصیت کا چہرہ کبھی نہیں دیکھا، وہ عثمان جس کے احسانات زندہ، پائندہ ہیں۔مسجد نبوی کی صورت میں آج بھی روشن ہیں، وہ عثمان اور اس عثمان کے ساتھ ظالموں نے کیا سلوک کیا، اس کا تذکرہ انشاء اللہ آئندہ خطبہ جمعہ میں ہوگا۔ (اگلا خطبہ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں)

آنحضرت ﷺ نے شدید غصہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا! اگر ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتے ہو تو میری بیٹی کو طلاق دے دو

CamScanner

فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام

قسط 4

سپاہ صحابہ نے مجموعی طور پر دنیا بھر میں ناموس صحابہ کے تحفظ کا شعور بخشا

اگرچہ ہم اپنے جملہ مقاصد میں کامیاب نہیں ہوسکے، ہمارے مشن اور نصب العین کی مکمل کامیابی کی منزل ابھی سامنے نہیں ہے اس میں ہمیں انتھک جدوجہد کرنا ہوگی، دن رات قربانی دینا ہوگی لیکن سپاہ صحابہ نے اپنے قیام کے گیارہ سالوں میں ملک کے ہر طبقے کو صحابہ دشمنی کے خلاف نفرت اور صحابہ کرام سے محبت کا شعور بخشا۔ آج ملک کا کوئی شخص صحابہ کی علی الاعلان مخالفت کی جرات نہیں کرسکتا۔ شیعہ بھی ہر جگہ تقیہ کرکے اپنے آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنے والا قرار دینے پر مجبور ہے۔ ملک کے ہر طبقے اور ہر سوسائٹی میں شیعہ سنی انداز سے خاص سوچ پیدا ہوئی ہے جو لوگ اس مسئلہ کو معمولی سمجھتے تھے جب انہوں نے شیعہ کے تقیہ اور خوابیدہ سازشوں کو دیکھا تو ششدر رہ گئے۔ بڑے سے بڑے افسر اور اہل بیت عظام کے خلاف ایک لفظ بھی بول سکے۔ شیعہ ذاکر اور مقرر بھی کھلے عام گستاخیوں سے خاموش ہوگئے ہیں...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف لٹریچر کی اشاعت میں نصف حد تک کمی واقع ہوئی ہے۔ ایرانی حکومت سمیت پاکستان کے تمام شیعہ زعماء، دفاعی پوزیشن میں کھڑے ہیں۔ ہر ایک صحابہ کرام کی گستاخی کا صراحتاً انکار کررہا ہے۔ ایک عرصہ قبل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہم لوگ اور تمام علماء اہل سنت دفاع کرتے تھے...... شیعہ صحابہ کرام کو کافر کہتے، علماء مختلف مناظروں اور مباحثوں میں ان کا ایمان ثابت کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حیثیت ایک بہت ہی مظلوم طبقے کی تھی۔ جماعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر شیعہ مجلس میں کھلے عام تبرا ہوتا۔ جھنگ کے کئی علاقوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پتلے جلائے جاتے

> آج پاکستان میں کوئی شخص صحابہ رضی اللہ عنہم کی علی الاعلان گستاخی کی جرأت نہیں کرسکتا اور شیعہ بھی تقیہ کرکے اپنے آپکو صحابہ رضی اللہ عنہم کا محبّ ثابت کرنے پر مجبور ہے ☆☆☆ ☆☆☆

۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام کتوں کے گلے میں ڈال کر سالانہ مجالس قائم ہوتیں۔ آج بحمداللہ ملک بھر میں یہ تمام کفریہ حرکت ختم ہوچکی ہیں، خود شیعہ صحابہ کرام کی گستاخی اور تبرا سے کھلی برأت ظاہر کرنے لگے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محبت اور کارناموں کو فروغ مل رہا ہے۔ نئی نسل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیمات عام ہورہی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں پہ اولاد کے نام رکھنے کا رواج بڑھ رہا ہے۔ ملی کونسل کے ضابطہ اخلاق میں شیعہ کی دو بڑی جماعتیں حضرات خلفاء راشدین کی تکفیر کو کفر قرار دے چکی ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ کلینی، مجلسی اور خمینی میں سے ہر ایک نے کھلے عام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کافر لکھا ہے لیکن آج کی شیعہ نمائندہ جماعت اپنے ہی پیشواؤں اور مقتداؤں کی تکفیر کرنے لگی ہے۔ شیعہ جماعت کا یہ عمل اگر سچے دل سے ہوتب یا تقیہ ہوتب ہر چندان کا عمل صرف سپاہ صحابہ کے فکرونظر اور جدوجہد کا ثمرہ ہے۔ اس لئے اگرچہ کونسل کے دیگر رہنماؤں کا کردار بھی قابل تعریف ہے۔ تاریخی ضابطہ اخلاق کی اس منظوری میں سپاہ صحابہ کے نمائندے حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی (رحمۃ اللہ علیہ) کا کردار تابناک ہے۔

قومی انتخابات میں سپاہ صحابہ کا کردار

راقم کی سرپرستی کے دور میں ملک کے تمام علاقوں میں انتخابات ہوئے۔ اس میں ہماری جماعت نے ملک بھر میں شیعہ کی شکست کے لئے قابل ذکر کردار ادا کیا۔ ملک بھر میں شیعہ اور سنی امیدواروں کی واضح تفریق عمل میں آئی، 1990ء کے انتخاب میں قومی اسمبلی کے 23 ممبر شیعہ تھے جبکہ 1993ء میں یہ تعداد 9 رہ گئی۔ اس طرح پنجاب اسمبلی میں پہلے 17 ممبر شیعہ تھے، اب یہ تعداد گیارہ ہے۔ سپاہ صحابہ کا موقف یہ ہے کہ کوئی شیعہ سنی کی نمائندگی کا اہل نہیں۔ اس لئے ہم نے جماعتی ذمہ داری کے مطابق ملک بھر میں محنت کی اور بڑی حد تک ہم اس میں کامیاب ہوئے۔

انتخابی سرگرمیوں میں کئی مقامات پر ہمارے ساتھیوں نے غلطیاں بھی کی ہیں، کئی جگہوں پر ایک دوسرے کے مدمقابل شیعہ امیدواروں کے مقابلے میں ہمیں سخت مشکلات سے بھی دوچار ہونا پڑا، لیکن اس کے باوجود مجموعی لحاظ سے ہم نے اپنے کاز اور مشن کو ہر سطح پر عام کیا...... شیعہ کی صحابہ دشمنی کو آشکار کرکے اس کے تقیہ اور جھوٹ کا پول کھولا۔ ناموس صحابہ کے تحفظ کیلئے بڑی بڑی کانفرنسیں منعقد کیں۔ اس طرح صرف 1990ء کے انتخابات میں 40 سے زائد امیدواروں نے تحریری طور پر ہمارے

> 1993ء کی اسمبلیوں کے 76 ارکان نے ناموسِ صحابہ و اہلبیت بل پر دستخط کرکے ملکی تاریخ میں پہلی مرتبہ ناموس صحابہ کے تحفظ کا عنوان اسمبلی کے فورم پر زیر بحث لانے میں مدد دی ہے

موقف کی تائید کی جس کے بعد 1990ء اور 1993ء کی اسمبلیوں کے 76 ارکان نے ناموس صحابہ واہلبیت بل پر دستخط کر کے ملکی تاریخ میں پہلی مرتبہ ناموس صحابہ کے تحفظ کا عنوان اسمبلی کے فورم پر زیر بحث لانے میں مدد دی ہے۔ 14 فروری 1995ء کو اسمبلی میں مولانا اعظم طارق نے شیعہ کی قابل اعتراض کتابیں پیش کر کے مولانا حق نواز شہید کا دیرینہ خواب پورا کیا۔ سپاہ صحابہ کے نمائندے کی زوردار آواز اور موقف کو سن کر اسمبلی کا ہر رکن ششدر رہ گیا۔

تاریخ اسلام کے افق سے یہ کردار کس طرح فراموش ہوسکتا ہے کہ ایک مذہبی جماعت کا اکلوتا نمائندہ جو اپنی جماعت کے کسی دوسرے ممبر کے بغیر دوسری جماعتوں کے 76 ارکان اسمبلی کی دستخطوں سے ناموس صحابہ کی حمایت حاصل کر کے صحابہ کرام کی محبت کا نیا باب رقم کرنے لگا۔ سپاہ صحابہ کی جدوجہد کا یہ باب بھی اپنی نوعیت کے لحاظ سے نہایت منفرد ہے تاہم ملک کی دو بڑی سیاسی پارٹیوں مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے ذاتی مفادات اور حکومتی اغراض کے باعث میاں نواز شریف اور بےنظیر کے دونوں ادوار حکومت میں بل منظور نہ ہوسکا۔ اس موقع پر اسمبلی کے ایک ایک رکن کے سامنے جس طرح کام کرنے کی ضرورت تھی اس میں بھی ہم سے کوتاہیاں ہوئیں۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ کسی بھی حکومت کی مرضی کے بغیر اسمبلی میں کوئی بل منظور نہیں ہوسکتا۔ ہم نے ابتداء میں دونوں حکومتوں سے بل کی منظوری کا وعدہ لیا...... ہم نے رائے عامہ کو ہموار کرنے کیلئے مولانا اعظم طارق کی قیادت میں صادق آباد سے اسلام آباد تک کاروان ناموس صحابہ بھی چلایا، ہر طبقے کے ہر ممبر اسمبلی سے بھی ہمارے وفود نے ملاقاتیں کیں، لیکن یہ بل حکمرانوں کی ہٹ دھرمی کی بھینٹ چڑھ گیا اور منظوری کے خلعت سے آراستہ نہ ہوسکا ...... ہم اس بل کی منظوری کے لئے آئندہ بھی جدوجہد جاری رکھیں گے، ہمارا مرنا جینا ناموس صحابہ کا تحفظ ہے۔ ہم اس کے لئے ہر آئینی اور قانونی راستہ اختیار کریں گے، خدا نے اگر چاہا تو ہم ضرور اس مشن میں کامیاب ہوں گے۔

آخری دم تک مشن کے فروغ کا عزم

گیارہ سال کی اس مدت میں سپاہ صحابہ پر بے پناہ مشکلات کے پہاڑ توڑے گئے۔ سب سے بڑا سانحہ قائد کی شہادت کا تھا، سو ہم اس سے بھی گزر گئے، پھر وسائل کا فقدان اور حالات کی ستم ظریفی نے ہمیں مغموم بنایا، شہادتوں کے تھپیڑوں اور گرفتاریوں کے صدموں، مقدمات کے جھگڑوں، اختلاف آراء کے بادسموم، قاتلانہ حملوں کے دکھوں نے ہمیں کئی بار زیروزبر کیا۔ ہمارے قوی جواب دینے لگے، ارادے ٹوٹنے لگے، عزائم پژمردہ ہونے لگے، کئی دفعہ تمناؤں کے محل گرنے لگے، مختلف مواقع پر آرزوؤں کے کھیت ویران ہوئے، مضبوط اعصاب اضمحلال کا شکار ہوئے، مایوسی اور قنوطیت نے کئی بار صحن چمن کو خزاں آلودہ کیا، لیکن آج میں لاکھ بار خدا کے شکر اور خصوصی فضل سے کہہ رہا ہوں کہ صحابہ کے سپاہیوں کا گلشن آج اسی طرح ثمر آور ہے، جس طرح قائد کی کاوش سے اس کی آبیاری کی گئی تھی، اختلاف آراء کے باوجود یہ ہجوم افتراق وضعف کی نیت سے محفوظ ہے۔ بعض مجاہدوں اور اولوالعزم لیڈروں کے تفرد کے باوجود اس پر گروہ بندی اور انشقاق کا سایہ نہیں پڑا۔ غربت وافلاس اور وسائل کی کمی کے باوجود یہ قافلہ یک جان ہے یہ گروہ ایک پلیٹ فارم پر براجمان ہے جو تھکان محسوس کرتا ہے وہ علیحدہ ہو کر بھی مدح سرا ہے جو نوائب کی تاب نہیں لاسکتا۔ خاموش ہو کر مہر بلب ہوجاتا ہے۔ خدا کا خاص کرم ہے کہ صحابہ کے سپاہیوں کی یہ جماعت وحدت کے حسن سے آراستہ ہے...... خدا اسے آئندہ خزاں آلود ہونے سے بچائے۔ گروہ بندی سے محفوظ رکھے، ڈیڑھ ڈیڑھ انچ کی علیحدہ مسجدوں میں تبدیل ہونے سے دور رکھے۔ میں سمجھتا ہوں یہ بھی قائد شہید اور 318 شہداء کی قربانی کا ثمر ہے۔ ان کے مشک بوئے خون کی مہکار ہے۔

قیادت جب سرمائے کی جھنکار کے آگے سپر انداز ہوتی ہے، جماعتوں کا زوال اسی لمحے شروع ہوجاتا ہے۔ جب تک اخلاص کی دولت اور رضائے الٰہی کی متاع سے یہ جماعت آراستہ رہے گی، اس کا مٹانا ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہوگا۔

ہمارا مرنا اور جینا ناموس صحابہ کا تحفظ ہے اس کیلئے ہم ہر آئینی اور قانونی راستہ اختیار کریں گے، خدا نے چاہا تو ہم ضرور اس مشن میں کامیاب ہونگے (انشاءاللہ)

سنی عالم کسی بھی مکتب فکر کا ہو ہمارے لئے قابل احترام ہے ہر سنی گروہ کی طرف سے زیادتی پر بھی خاموشی اختیار کریں گے

سنی جماعتوں کے بارے میں سپاہ صحابہ کا طرز عمل

سرپرستی کا حلف اٹھانے کے بعد سے ہم نے یہ پالیسی طے کی تھی کہ ہم شیعہ کے علاوہ کسی بھی سنی جماعت سے تعرض نہیں کریں گے۔ سنی عالم کسی بھی فقہی مکتب فکر کا ہو، ہمارے لئے قابل احترام ہے۔ کسی سنی گروہ کی طرف سے زیادتی پر بھی خاموشی اختیار کریں گے، خدا کا شکر ہے آج ساڑھے چھ سال کے بعد تک ہم اس میں کامیاب رہے ہیں۔ کئی جگہ اہل سنت کے مابین اختلافات کے جواکا دکا واقعات ہوئے ہیں، ہم نے ان کو خوش اسلوبی سے ختم کیا ہے۔ رحیم یار خان اور فیصل آباد جیسے افسوسناک واقعات کو روکنے کے لئے ہم نے بڑی محنت کی ہے۔ جب ہمیں معلوم ہوا کہ ایرانی سفارتخانہ کی طرف سے پاکستان میں ایک سنی تنظیم کو بھاری رقم دے کر دیوبندی، بریلوی جھگڑا کھڑا کئے جانے کی سازش ہوچکی ہے اور دوسری طرف اسلحہ اور روپیہ لامحدود طریقے سے عام کر کے اہل سنت کو شیعہ باہم دست وگریبان کرنا چاہتا ہے، ایرانی انٹیلی جنس اداروں کی اس ملک گیر سازش کو بالآخر ناکامی سے دوچار ہونا پڑا۔ ہمارے پاس ان ناموں کی فہرستیں بھی پہنچ گئی تھیں جن کو ایران استعمال کرنا چاہتا ہے جنہیں ماہانہ وظائف دیئے جارہے ہیں۔ ایسے دکاندار قسم کے واعظوں اور کرائے کے مقرروں اور پیشہ ور قاتلوں کے ذریعہ بہت بڑے خونی فساد کی سازش کا خاتمہ خدا کی خصوصی عنایت اور نصرت تھی۔

ادھر سپاہ صحابہ کو کئی اپنوں کی تیشہ زنی کا بھی شکار ہونا پڑا۔ کئی محترم شخصیتوں نے سپاہ صحابہ کے خلاف ہر طریقہ سے نبرد آرائی کی مجلسی تبصروں سے لے کر کھلے جلسوں تک میں اس کے کاز پر تنقید کی گئی۔ ہم نے ہر جگہ صبر کا دامن تھاما، اپنے کاز اور مشن پر گامزن ہو کر آگے بڑھتے

(باقی صفحہ 36 پر)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مخالفت کے اسباب

(مفکر اسلام حضرت علامہ جسٹس خالد محمود پی ایچ ڈی لندن)

پہلی قسط

الحمدللہ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ، اما بعد

سرزمین عرب پر رحمت کا نزول

جب حرص و ہوا کے لالچ اور فانی لذتوں کے انہماک نے دنیا کی اخلاقی حالت بالکل تباہ کررکھی تھی، اغراض واوہام کی تہ بہ تہ مادی کثافتوں کے نیچے دین سماوی کی لطیف روحانیت دب کررہ گئی تھی، آسمانی کتابوں کے چہرے مسخ کئے جاچکے تھے اور ہندی، یونانی، رومی اور ایرانی عقائد وادیان سسکیاں لیتی ہوئی انسانیت کو امن و رحمت کا پیغام دینے سے قاصر رہے تھے، ہدایت کے جتنے چراغ تھے سب گل ہوچکے تھے اور آفتاب عالمتاب کا انتظار تھے، کائنات کو نئی روشنی کی ضرورت اور تلاش تھی۔

سرزمین عرب میں فاران کی چوٹیوں سے ایک عالمگیر تحریک اٹھی اور خدا کی آخری ہدایت کا نزول ارض حجاز میں ہوا، عالمی رحمت کا مرکزی نقش اسی خطہ زمین میں پیوست ہوا اور یہیں سے ابدی صداقت اور لافانی رحمت کے چشمے پھوٹے، بیرونی اقوام اور دشمنان اسلام ابتدا میں اس کی ترقی کا اندازہ نہ کرسکے اور وہ ہمسایہ سلطنتیں جو صدیوں کے تمدن کی وارث اور اپنے خیال میں ایک ناقابل زوال مرکزی طاقت تھیں اس انتظار میں تھیں کہ شاید خود عرب ہی اس انقلابی تحریک کا جواب ہوجائیں، انہیں اس وقت یہ گمان بھی نہ تھا کہ ایک ایسا وقت آئے گا جب انہی بے سروسامان عربوں کا جھنڈا ان عجمی ممالک پر بھی آلہرائے گا۔

مکہ والے ابھی اپنے اقتدار کے نشہ میں ہی مخمور تھے کہ دیکھتے ہی دیکھتے مکہ فتح ہوگیا اور پھر سارے جزیرہ عرب پر اسلام کا قبضہ ہوگیا، اسلام کی اس روزافزوں ترقی سے قیصر روم اور کسرائے ایران کی نگاہیں بہت تشویشناک تھیں مگر ایک موہوم امید انہیں سہارا دے رہی تھی کہ چونکہ پیغمبر اسلام کی کوئی نرینہ اولاد نہیں اس لئے آپ ﷺ کی وفات پر دنیا ایک نیا رخ بدلے گی اور آندھی کی طرح اٹھنے والی قوم ایک بگولے کی طرح اُڑ جائے گی ان ہمسایہ ملکوں کے تصورات کسی جمہوری نظام مملکت سے یا شورائی نظام حکومت سے نا آشنا تھے اور یہ بات ان کے حاشیہ خیال میں بھی نہ تھی کہ جانشینان رسالت حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کے پیغامِ رحمت کو نہ صرف دنیا کے کونے کونے تک پہنچائیں گے بلکہ عربوں کی اس سیادت اور قیادت کے آگے دنیا کی سب طاقتوں کو سرنگوں ہونا پڑے گا۔

یہ خدا کی تقسیم ہے کہ عالمی ہدایت کا آفتاب سر زمین عرب سے طلوع ہوا افسوس کہ ان لوگوں نے جو عربوں کے تفوق کو برداشت نہ کرسکنے کی جاہلی عصبیت کا شکار تھے اس حقیقت پر غور نہ کیا کہ خدا کی رحمت کے خزانے انسانی ہاتھوں سے تقسیم نہیں ہوتے، قرآن کریم میں ہے:

" اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہٗ "

" رب العزت ہی جانتے ہیں کہ رسالت کا نزول کہاں ہو۔"

" اھم یقسمون رحمۃ ربک "

" وہ تیرے رب کی رحمت کو کیا خود تقسیم کرنا چاہتے ہیں؟"

مگر ان عجمی حریفوں اور ہمسایہ سلطنتوں کی تمام امیدیں خاک میں مل گئیں جب انہوں نے دیکھا کہ اس مرکزِ رحمت اور پیغمبر خاتم ﷺ کے جانشینوں نے آپ کے مقصد بعثت کے ساتھ پوری وفا کی اور اصل تحریک کی نزاکت کا یہاں تک احترام کیا کہ جذبات غم میں کھونے اور اپنے آقا و مولا کو رونے کی بجائے اصل تحریک کی نزاکت کو پوری طرح ملحوظ رکھا ہے اور حضور اکرم ﷺ کو دفن کرنے سے پہلے پہلے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ آئندہ یہ تحریک کس نظام ملی کے ساتھ جاری رہے گی، اب وہ دشمن جوگھات لگا کر وقت کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے حیرت واستعجاب کے سمندر میں غوطے کھانے لگے، انہیں سب سے زیادہ رنج اس بات کا تھا کہ اصحاب رسول ﷺ نے آپ کے دفن سے پہلے پہلے نظام خلافت کے سربراہ کا انتخاب اور تعین کیوں کرلیا ہے کیوں نہ مسلمانوں اور عربوں کو کچھ وقت کے لئے لاوارث چھوڑ دیا گیا تاکہ ہمسایہ اقوام اور دشمنان اسلام اپنے خوابوں کی کوئی تعبیر اور اپنی امیدوں کی کوئی صورت تکمیل دیکھ سکتے، رب العزت کی کروڑوں رحمتیں ان نفوسِ قدسیہ پر جنہوں نے غم و ماتم کا شکار ہونے کی بجائے زندہ قوموں کی طرح اپنی زندگی باقی رکھی اور دستور بھی یہی ہے کہ پہلے سربراہ سلطنت کو بعد میں دفن کیا جاتا ہے اور اس کے جانشین کا تعین پہلے عمل میں لایا جاتا ہے اب ان لوگوں نے رخ بدل کر یہ تعبیر اختیار کرلی ہے کہ انتخاب خلافت کی یہ جلدی کسی سیاسی مصلحت اور حالات پر قابو پانے کیلئے نہ تھی بلکہ حب ریاست کے لئے تھی انہی دشمنان اسلام کے پیروؤں میں سے کسی نے کہا

چوں صحابہ حب دنیا داشتند
مصطفیٰ را بے کفن بگذاشتند

اور پھر یہیں تک نہیں بلکہ بعض لوگوں نے تحریف سے کام لیتے ہوئے اسے مولانا روم رحمہ اللہ کی طرف منسوب کردیا حالانکہ یہ شعر مثنوی مولانا روم میں کہیں موجود نہیں اور اس کے برعکس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و

دنیائے کفر کو شکست کے بعد یہ بات ایک موہوم امید اور سہارا دے رہی تھی کہ چونکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی نرینہ اولاد نہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آندھی کی طرح اٹھنے والی قوم (صحابہ رضی اللہ عنہم) بگولے کی طرح اُڑ جائے گی

CamScanner

کمالات متعدد مقامات پر مذکور ہیں۔

سلطنتِ اسلام کے اس تحفظ سے اہل اسلام کے قدم کچھ آگے بڑھے اور جب سلطنتِ ایران اور دولت یونان ضربت فاروقی کے ایک ہی صدمہ سے پاش پاش ہو گئیں تو پھر ان ناکام تمناؤں نے انداز بدل کر کلمہ اسلام کا اقرار کیا اور پھر مار آستیں بن کر تحریک اسلام کی بیخ کنی پر اُترے، اسلام کی ترقی اور ملت کی مرکزیت چونکہ نظام خلافت سے وابستہ تھی اور گلہ بان کی موجودگی میں کوئی بھیڑ یا تحریک اسلام کے اس ریوڑ پر حملہ آور نہ ہو سکتا تھا اس لئے ان دشمنان اسلام کا پروگرام یہی بنا کہ خلافت کو بدنام کیا جائے اب ان کی تحریک رسالت کے اقرار اور خلافت کی مخالفت کے عنوان سے چلنے لگی، حضرت فاروق اعظم ؓ کی مخالفت کا پہلا سبب یہ تھا کہ عربوں کو ایران و عجم پر تفوق کیوں مل رہا ہے اور عالمی قیادت اور سیادت عربوں کے حصے میں کیوں آ رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم ؓ کی مخالفت کے جراثیم زیادہ تر انہی عجمی ممالک میں پھیلے، حضرت فاروق اعظم ؓ کی ذات اقدس میں اگر واقعی کوئی کمزوری ہوتی تو ان کے خلاف عرب سے ہی کوئی آواز کیوں نہ اٹھتی، پس جبکہ یہ مخالفانہ ہوائیں ان حریف ملکوں سے چلیں تو یہ بات ایک امر یقینی ہے کہ حضرت فاروق اعظم ؓ کی یہ مخالفت عربوں کے خلاف محض ایک سیاسی رقابت کا نتیجہ تھی۔

اسلام اور فتح ایران

آنحضرت ﷺ نہایت واضح الفاظ میں اسلام کے قیصر و کسریٰ پر غالب آنے کی پیشگوئی فرما چکے تھے۔ ملا محمد بن یعقوب الکلینی سند معتبر کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ خندق کے دن آنحضرت ﷺ نے خندق کھودتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ترجمہ : (کدال کی) ''اس ضرب میں کسریٰ اور قیصر کے خزانے مجھ پر فتح ہوئے (دکھائے گئے)۔''

یہ تو اس وقت کی بات ہے جب سلطنت مدینہ کا قیام ہو چکا تھا اور معرکہ بدر وغیرہ نصرت اسلام کی پوری شان کے ساتھ ظہور میں آ چکے تھے، اس سے بہت عرصہ پہلے جب آپ مکہ میں تھے اور کفر و شرک کی طاقتیں بری طرح برسر اقتدار تھیں، آنحضرت ﷺ کے بارے میں یہ بات اس وقت بھی مشہور تھی کہ آپ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کو فتح کرنے کی پیشگوئی فرما رہے ہیں۔

ترجمہ:

''آپ کا خیال ہے کہ عنقریب کسریٰ اور قیصر کے خزانے آپ کے لئے فتح ہو جائیں گے۔''

(کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ صفحہ 25 مطبوعہ ایران)

عربوں کے خیال میں ایران کی سرحد سب سے زیادہ خطرناک اور مستحکم تھی اور وہ سلاطین عجم کے ان کارناموں سے بھی پوری طرح باخبر تھے جنہیں وہ دیگر قوموں کو زیر کرنے کے لئے عملاً دکھا چکے تھے پھر بھی فتح ایران نے جانشینانِ رسالت مآب ﷺ کے قدم چومے اور آنحضرت ﷺ کی وہ پیشگوئیاں ایک شان اعجاز کے ساتھ حضرت فاروق اعظم ؓ کے ہاتھوں پر پوری ہوئیں حضرت فاروق اعظم ؓ کی خلافت اور سیادت اگر کسی درجہ میں بھی مشتبہ ہوتی تو آنحضرت ﷺ اس عہد میں ہونے والے ان کارناموں کو اپنی طرف نسبت نہ فرماتے۔

اسلام اپنی پوری شان اعجاز کے ساتھ ایران پر غالب آیا اور ایرانی سپہ سالار رستم نے اسلام کی فتح عظیم کی ایک مافوق الاسباب جھلک بھی دیکھی جس سے ان ناموران عجم کے قدم اور بھی اکھڑ گئے۔ الفخری اس باب میں لکھتا ہے:

''جب رستم حضرت سعد ؓ بن ابی وقاص کے مقابلہ پر آیا تو اس نے خواب دیکھا کہ گویا آسمان سے ایک فرشتہ اترا ہے اور اس نے ایرانیوں کی کمانوں کو جمع کر کے ان پر مہر لگائی ہے اور انہیں اپنے ساتھ لے کر آسمان کی طرف چلا گیا ہے اس پر عربوں کے سچے اقوال، ان کی خود اعتمادی، حقیقت پسندی اور مصائب میں ان کے بے حد صبر کے متعلق ایرانیوں نے جو کچھ باتیں دیکھی تھیں ...... وہ مستزاد تھیں ...... پھر سب سے آخری اور سب سے بڑا سانحہ یہ گذرا کہ جنگ قادسیہ میں دفعتہً ان کے خلاف ہوا کا رخ بدل گیا جس کی خاک نے ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا اور ان کے چاروں طرف تباہی کا ایک حصار کھینچ دیا ...... پس ان علامتوں پر غور کرو اور جانو کہ خدا ایک مقصد رکھتا ہے جسے وہ پورا کرتا رہتا ہے۔''

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ ؓ کی تائید مزید

حضرت علی المرتضیٰ ؓ ان فتوحات ایران کے سلسلے میں تدبیر سے لے کر انجام تک حضرت فاروق اعظم ؓ کے ساتھ پوری طرح مؤید اور موافق تھے، نہج البلاغہ جلد اول صفحہ 326 (مطبوعہ مصر) میں حضرت علی مرتضیٰ ؓ کے وہ عظیم مشورے ملتے ہیں جو آپ نے ان فتوحات کے تدبیری مرحلوں میں حضرت امیر المومنین ؓ کے حضور میں پیش کئے اور انجام تک کی موافقت کا آئینہ دار یہ امر ہے کہ اس جنگ کے بعد جب مال غنیمت تقسیم کیا جا رہا تو حضرت علی مرتضیٰ ؓ بھی اس میں برابر کے شریک تھے پھر آپ نے اپنے حصہ میں آنے والے ان غلاموں اور باندیوں کو اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا، آپ نے اس کا ان الفاظ میں اعلان فرمایا:

ترجمہ : ''میں اللہ تعالیٰ کو اور تم سب کو اس پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان میں سے اپنے حصے کے افراد اللہ کی راہ میں آزاد کر دیئے ہیں۔''

حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے ان حاضرین کے ساتھ رب العزت کو اس لئے گواہ بنایا کہ آئندہ آنے والی نسلوں میں کوئی شخص یہ گمان بھی نہ کر سکے کہ حضرت علی مرتضیٰ ؓ کا یہ آزاد کرنا محض ان حاضرین مجلس کے سامنے ایک کارروائی تھی ورنہ آپ کے دل سے تو ان پر اپنا قبضہ اور تملک بھی تسلیم نہ فرماتے تھے۔ آپ نے اپنے اس اعتاق (آزاد کرنے کے عمل خیر) پر خدا کو گواہ کر کے اس امر پر متنبہ کر دیا کہ آپ صمیم قلب اور دل کی پوری گہرائیوں سے ان فتوحات ایران میں حضرت فاروق اعظم ؓ کے شریک کار تھے۔

مفتوحہ علاقے کا نفسیاتی تجزیہ اور عجمی عصبیت کے اثرات

ایران فتح ہو گیا لیکن فتوحات فاروقی کی

اسلام دشمن قوتوں نے اسلام کی نامور شخصیات کی مخالفت کی نسبت شاہان عجم کی طرف کرنے کی بجائے اسے بنو ہاشم کی مظلومیت کا رنگ دیکر عربوں کے اندر تفریق پیدا کرنے کیلئے جھوٹی اور من گھڑت تاریخی روایات ایجاد کیں

تیز رفتاری کے باعث ان نئے مفتوحہ علاقوں کی ذہنی تربیت کی طرف پوری توجہ نہ دی جاسکی اور ماسوائے ان لوگوں کے جن کی فطری صلاحیت اور جبلّی انصاف پسندی نے ان میں ذہنی پختگی پیدا کردی تھی، باقی عوام اسلام کی اس عالمی تحریک اور اصولی دعوت کو عربی عجمی کشمکش کی مشتبہ نگاہوں سے دیکھنے لگے جن کو طبعی تدین اور اعتدال مزاج کی دولت حاصل تھی اور وہ وطن کی جغرافیائی حدود پر اسلام کی اصولی ملت کو ہر طرح سے فائق سمجھتے تھے ان کے سوا عوامی قدریں پھر جاہلیت کا شکار ہونے لگیں اور ایرانیوں کے پرانے اخلاقی، سماجی اور سیاسی رجحانات عربوں کے خلاف بالعموم اور مرکز ملت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خلاف بالخصوص پراپیگنڈے کا ایک مستقل مرکز بن گئے، یہ لوگ اقرار کلمہ اسلام کے ساتھ اسلامی روایات کے تقریباً ہر دروازے پر تاویل کی دستک دینے لگے اور یہ احساس شدید ان کے دلوں کو بری طرح زخمی کررہا تھا کہ عربوں کو ایرانیوں پر یہ سیاسی تفوق کیوں حاصل ہورہا ہے اور جس نے بھی تحقیق کے میدان میں اتر کر دیکھا اسے یہی حقیقت نظر آئی کہ ان کے اندر عجمی عصبیت کا لاوا نہایت تیز اُبل رہا ہے۔

دشمنانِ اسلام نے ایرانیوں کے اس نفسیاتی تقاضے کا پوری طرح فائدہ اٹھایا اور کلمہ گویان اسلام کے ایک پورے طبقے کے سامنے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ایک غاصب جابر اور غیر ملکی حکمران قرار دیا، یہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر غصب خلافت کا الزام لگاتے تھے لیکن اس اندیشے سے کہ کہیں ان کا اقرار کلمہ ہی بے اعتبار نہ ہوجائے، اس غصب حکومت کی نسبت شاہان عجم کی طرف کرنے کی بجائے خود عربوں میں ہی تفریق ڈالنے کی سوچنے لگے اور جبر و غصب کے مظلوم شاہان عجم کو قرار دینے کی بجائے بنوہاشم کی مظلومیت اور ان کے استحقاق خلافت کا دعویٰ اس غلط پراپیگنڈے کا عنوان بنا، لیکن جب بھی ان لوگوں کو موقع ملتا اندر کی بات اُگل دیتے اور عربوں کے حملہ ایران کو واشگاف الفاظ میں ایک جاہ طلب سیاسی غارت گری کہتے، ایک ایرانی شاعر اپنے ان ایرانی جذبات کی یوں ترجمانی کرتا ہے:

ترجمہ: ''جاہ و منصب کی کشمکش میں ان لوگوں نے جمشید کے خاندان کو کتنا گمنام کردیا ہے لیکن ایران کے شکستہ در و دیوار سے عجم کے ان سرداروں کے آثار عظمت پھر بھی پوری طرح ہویدا ہیں۔''

ایک اصولی نکتہ اور عجمی عصبیت کے چند نظائر

ایک غیر جانبدار تحقیقی نگاہ سے دیکھنا چاہئے کہ آیا ایرانی صرف حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ہی ایک غاصب اور جابر حکمران کہتے ہیں یا ایرانیوں کا یہ پرانا دستور ہے کہ جس غیر ملکی شخصیت نے بھی ایران پر قبضہ کیا ایرانیوں نے اس سے یہی سلوک کیا اس کی ایک مثال ہمیں اسکندر رومی کے قبضہ ایران سے ملتی ہے، اسکندر نے ایران کے ہخامنشی خاندان کا خاتمہ کرکے وہاں ایک غیر ملکی حکومت قائم کی تھی، ہم دیکھتے ہیں کہ خالص زرتشتی روایات میں اسے ''مردود سکندر رومی'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

(دیکھئے پہلوی ارداوراف نامگ)

> **دشمنانِ اسلام نے ایرانیوں کی عجمی عصبیّت کا پوری طرح فائدہ اٹھاتے ہوئے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ایک غاصب، جابر اور غیر ملکی حکمران قرار دیا**
>
> ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

اور بیان کیا جاتا ہے کہ شیطان کے ایماء سے اس نے ایران کو ویران بنایا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس ملعون نے اصطخر اور اہل ایران کے سرمایہ ایران یعنی زرتشت نامہ جو ہزار بیلوں کی دباغت شدہ کھالوں پر آب زر سے لکھا ہوا اصطخر پاپکان کے دفتروں میں محفوظ تھا اس نے جلا کر خاکستر بنادیا تھا...... پھر آخر کار اسے جہنمی قرار دیا جاتا ہے اور ناری بتایا جاتا ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے "کتاب التنبیہ والاشراف للمسعودی صفحہ 91 مطبوعہ مصر)

اس کے مقابل میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خلاف کئے جانیوالے پراپیگنڈے پر بھی توجہ کیجئے کہ کس طرح ان کے خلاف بغض و عناد پھیلایا جاتا ہے، اسکندر اعظم کے خلاف بھی ان کے بنیادی اعتراض دو ہی تھے اول غصب حکومت اور دوسرا آسمانی کتاب کی تحریف و بربادی...... حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خلاف بھی بنیادی اعتراض یہی قرار پائے کہ انہوں نے معاذ اللہ خلافت بھی غصب کی اور اللہ کی کتاب کو بھی اس کی اصلی رسولی شان پر نہ رہنے دیا، باقر مجلسی لکھتا ہے:

''عمر نے اس قرآن کو (جسے علی نے جمع کیا تھا) قبول نہ کیا پس جناب امیر علیہ السلام خشمناک ہوکر اپنے حجرہ طاہرہ کی جانب تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اب اس قرآن کو تم لوگ تا ظہور قائم آل محمد نہ دیکھو گے۔''

(جلاء العیون اردو مطبع جعفری لکھنؤ صفحہ 150)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر یہ الزام کہ انہوں نے اہل اسلام کے سرمایہ ایمان کو ضائع کردیا وغیرہ وغیرہ، کیا یہ سارے الزامات اور ساری بہتان تراشیاں وہی نہیں ہیں جو یہ قوم پہلے اسکندر اعظم کے ذمہ لگا چکی تھی ان لوگوں نے پہلے غیر ملکی فاتح ایران سکندر اعظم کے ساتھ وہ سلوک کیا تھا وہی انہوں نے دوسرے غیر ملکی فاتح ایران حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلاف کیا، یہ سارا زور شور اس لئے نہیں کہ واقعی وہ غاصب خلافت تھے بلکہ یہ سارا پروپیگنڈا صرف اس لئے ہے کہ ایک قوم پرست ایرانی اس بات کو برداشت نہیں کرسکتا کہ ایران پر غیر ایرانیوں کو کوئی سیاسی تفوق حاصل ہو۔

قومی افتخار کے زخموں کو مندمل کرنے کے لئے تاریخ میں جھوٹ ملانا ایرانیوں کے نزدیک ایک قومی خدمت ہے، فردوسی جس نے اپنے شاہ نامہ میں سلاطین ایران کی قومی تاریخ رقم کی ہے جب اسکندر رومی کو ایران پر قابض دیکھتا ہے تو اس کی قومی رگ پھڑک اٹھتی ہے اور وہ تاریخ میں یوں جھوٹ ملاتا ہے کہ فیلقوس مقدونوی کی بیٹی دارائے اول شہنشاہ ایران کے عقد میں تھی جسے بعد میں اس نے طلاق دے کر واپس بھیج دیا تھا، روم میں اسی کے بطن سے اسکندر پیدا ہوا جو دراصل ایرانی تھا اور اسی نے اپنے چھوٹے بھائی سے سلطنت چھین کر ایران پر قبضہ کیا۔ اس کے متعلق براؤن لکھتا ہے:

''بہر کیف اہل ایران نے واقعات گھڑ کر سکندر یہ پر اس طرح قبضہ کرلیا۔''

(تفصیل کے لئے دیکھو ترجمہ تاریخ ادبیات ایران از سید سجاد حسین ایم اے جلد 1 صفحہ 202)

قومی وقار کو بحال رکھنے کیلئے تاریخ کو مسخ کرنے کی ایک اور بیّن مثال

شاہ عباس کبیر شہنشاہ ایران نے 1299ء میں اپنا ایک وفد یورپ بھیجا تھا اور اسے پولینڈ، جرمنی، فرانس، ہسپانیہ، انگلستان اور سکاٹ لینڈ وغیرہ کے نام تعارف نامے دیئے، اس وفد کے تین ارکان نے ہسپانیہ پہنچ کر عیسائی (رومن کیتھولک) مذہب اختیار کرلیا، جن کے نام ڈان فلپ ڈان ڈی گو اور ڈان جان ایرانی رکھے گئے، اب

CamScanner

دیکھیئے کہ مشہور ایرانی مؤرخ رضا علی قلی خان جس نے تاریخ ''روضۃ الصفا'' کا ضمیمہ لکھا ہے قومی افتخار کے زخموں کو مندمل کرنے کے لئے اس ضمیمہ میں واقعات یوں گھڑتا ہے:

''وہاں کے کئی لوگ اسلام قبول کرنے اور ایران آنے کے لئے تیار تھے لیکن سفیر ایران نے ان کے ساتھ اتنی بدسلوکی کی کہ وہ اپنے ارادے سے تائب ہو کر پھر عیسائی ہو گئے اور اپنے ملک میں ہی رہ گئے۔''

انگریز مؤرخ ایڈورڈ براؤن اس مقام پر ایرانیوں کی تصنیف کردہ تاریخوں کے متعلق اصولی نکتہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''اس طرح دیدہ دانستہ تاریخ کو مسخ کرنے کی جو وجہ میری سمجھ میں آتی ہے وہ یہی ہے کہ رضا قلی خان کو یہ گوارا نہ ہو سکتا تھا کہ کسی ایرانی مسلمان کا عیسائی ہونا دکھایا جائے، بہرحال اس قصہ کے بیان کرنے سے میرا مطلب صرف یہ دکھانا ہے کہ بعد کی ایرانی تاریخوں کو بڑی احتیاط سے استعمال کرنے کی ضرورت ہے اور جہاں تک ہو سکے ان کے ہر بیان کو اسی زمانے کے دوسرے وقائع سے تصدیق کر لینا چاہیے۔''

(تاریخ ادبیات ایران از سید وہاج الدین کنٹوری جلد 4 صفحہ 11 مطبوعہ دہلی)

اس بیان سے ہمارے قارئین پر یہ راز بھی کھل چکا ہو گا کہ حضرت فاروق اعظم ؓ دوسرے صحابہ کرام ؓ پر اعتراضات کرنے والے عام طور پر ان تاریخی کتابوں کا سہارا کیوں لیتے ہیں جو یا تو ایرانی مصنفین کی رہین قلم ہوتی ہے اور یا ان کا مواد پہلے ایرانی مؤرخین کا رہین احسان ہوتا ہے، ایسے موقع پر ایک تحقیق کرنے والے طالب علم کا فرض ہے کہ وہ یہ امر پیش نظر رکھے کہ جن لوگوں کے نزدیک دیدہ و دانستہ تاریخ کو مسخ کرنا قومی افتخار کے زخموں کو مندمل کرنے کا ایک مایہ ناز سرمایہ ہو ان کے کسی ایسے بیان یا روایت کو درجہ اعتبار نہیں دیا جا سکتا جن کی رو سے فاتحین ایران میں سے کسی پر کوئی اعتراض وارد ہو سکے کیونکہ ایسی تمام روایات ایک ملکی تعصب کی پیداوار ہیں یہی انگریز مؤرخ جو خود بھی ایران رہا ہے ایک دوسرے مقام پر لکھتا ہے:

''ایرانی لوگ یوں بھی اور بالخصوص اپنے معاصروں کے معاملے میں ذاتی سیاسی، حتیٰ کہ مذہبی تعصبات اور رجحانات کی رو میں بہہ جانے پر مائل ہو جاتے ہیں۔''

(براؤن جلد 3 صفحہ 173)

ایسی غلط بیانیوں کو اصولاً جائز بلکہ واجب قرار دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایرانیوں میں تلون مزاجی بڑھتی گئی اور بیشتر یہ لوگ سکون اور یقین کی دولت سے محروم ہوتے گئے، آئے دن نیا مذہب اٹھنے لگا اور ذہنی قطعیت یکسر ختم ہونے لگی، ایڈورڈ براؤن لکھتا ہے:

''ایران میں خاصی کثرت سے آپ کو ایسے اشخاص

سیدنا فاروق اعظم ؓ کی اتنی شدید مخالفت محض ایرانی رقابت کا ہی نتیجہ تھی

ملیں گے جو یوم واحد کے عرصے میں اپنے قول و فعل میں یکے بعد دیگرے مقدس مسلمان رند، غافل پرلے درجے کے دہریئے، صوفی وجودی حتیٰ کہ خدا کا اوتار بننے والے آپ کے سامنے آئیں گے۔''

(براؤن جلد 3 صفحہ 424)

اس غیر جانبدار انگریز محقق کا فیصلہ یہ ہے کہ:

''ایرانیوں نے مذہب میں جتنے بدعتی فرقے پیدا کئے غالباً دنیا کی کسی قوم میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔''

حضرت فاروق اعظم ؓ کی مخالفت کے اسباب میں ہمارے نزدیک پہلا اور بنیادی سبب وہی ہے جو ایک غیر جانبدار تنقیدی نگاہ کا فیصلہ ہے یہ فاضل روزگار ایڈورڈ براؤن کی رائے ہے:

''راشدین میں سے دوسرے خلیفہ حضرت عمر ؓ سے جو اہل عجم متنفر ہیں تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت عمر ؓ غارت گر عجم تھے اگرچہ اس نفرت کو مذہبی رنگ دے دیا گیا لیکن اصل حقیقت اندر سے صاف نظر آتی ہے۔''

(ایضاً جلد 1 صفحہ 217 مطبوعہ دکن)

پھر اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

''معلوم ہوتا ہے کہ ایرانیوں کو حضرت عمر ؓ سے جو عداوت ہے اس کا سبب یہ نہیں کہ انہوں نے حضرت علی ؓ اور حضرت فاطمہ ؓ کے حقوق کو غصب کیا بلکہ یہ ہے کہ انہوں نے ایران کو فتح کر کے ساسانی خاندان کا خاتمہ کیا۔''

مرزا حسین دانش نے اپنے ایک مکتوب میں ایرانی شاعر رضائے کرد کے یہ دو شعر نقل کئے ہیں:

ترجمہ: ''عمر فاروق نے جنگل کے شیروں یعنی ایرانیوں کی پشت توڑ دی اور جمشید (مورث اعلیٰ شاہان ایران) کے خاندان کو تباہ کر کے رکھ دیا (ایرانیوں) کا یہ سارا جھگڑا اس لئے نہیں کہ حضرت عمر ؓ نے حضرت علی ؓ سے خلافت چھین لی تھی بلکہ (یہ تو اس لئے ہے کہ) اہل عجم کی ساری آل عمر سے پرانی دشمنی چلی آ رہی ہے)۔''

(تاریخ ادبیات ایران در عہد جدید جلد 4 صفحہ 49 مطبوعہ دہلی)

حضرت علی المرتضیٰ کی نظر بصیرت

ایرانیوں کی یہ غیر معمولی عصبیت جس نے مرور دہور پر ایک مذہبی فرقے کی شکل اختیار کر لی اور آخر کار اس سیاسی اور نظریاتی شکست کا سامان تسکین فاتح ایران کی تنقیص و توہین قرار دیا گیا۔ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ ؓ کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ تھی، چنانچہ جب حضرت فاروق اعظم ؓ نے بنفس نفیس جنگ فارس میں قیادت کا ارادہ فرمایا تو حضرت علی ؓ نے اسے شان مرکزیت کیخلاف سمجھتے ہوئے آپ کو جانے سے روکا اس وقت آپ نے یہ بھی عرض کی تھی:

ترجمہ: ''بیشک جب ایرانی آپ کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ یہی عربوں کی جڑ ہے پس اگر اس جڑ کو کاٹ ڈالو تو ہمیشہ کا آرام پاؤ گئے اور یہ جو آپ ایرانیوں کی تعداد کا ذکر فرما رہے ہیں تو یاد رکھیئے کہ ہم لوگ پہلے بھی تو کثرت عدد کے بل بوتے پر نہیں لڑتے رہے بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و معونت کے سہارے ہی ہم میدان میں اترتے رہے ہیں۔''

حضرت علی ؓ کے اس بیان سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اپنی نظرِ بصیرت سے جنگ فارس کے نتائج میں عربی عجمی کشمکش کا اندازہ بھانپ رہے تھے، مابعد کے حالات نے بتلا دیا کہ حضرت علی مرتضیٰ ؓ کی یہ پیش بینی بالکل درست تھی۔

حضرت فاروق اعظم ؓ کی شخصیت کریمہ اور ان کا اعتبار کرامت آثار

باوجود یہ کہ سرزمین ایران اور اس کے ملحقہ علاقے اس عجمی عصبیت سے بری طرح متاثر تھے، پھر بھی حضرت عمر ؓ کی شخصیت کریمہ میں وہ نفوذ تھا کہ کلمہ گویان ایران کی غالب اکثریت تہہ دل سے ان کی عظمت اور عقیدت کی معترف تھی ان کا اعتبار کرامت آثار اس طرح تھا کہ عربوں کے خلاف ملکی عصبیت کا پراپیگنڈا کرنے والے تعداداً مغلوب تھے، خود عراق کو ہی لیجئے جو ان عجمی الزام کا مرکز اور سیدنا حضرت علی مرتضیٰ ؓ کا دارالخلافہ تھا وہاں بھی انہی لوگوں کی ہی اکثریت تھی جن کے دلوں پر حضرت عمر فاروق ؓ کا حکم چلتا تھا۔ شہید ثالث دفین آگرہ ملا نور اللہ شوستری حضرت علی مرتضیٰ ؓ کے عہد خلافت کے متعلق رقم طراز ہیں:

ترجمہ: ''حضرت علی ؓ نے اپنے عہد خلافت

(باقی صفحہ 48 پر)

پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات کے خاتمہ کیلئے سنگِ میل

تحفظ ناموس صحابہ بل

ممبران پارلیمنٹ کو گمراہ کرنے کی سازش کا جواب

1990ء کی قومی اسمبلی میں سپاہِ صحابہ کے قائد مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمہ اللہ نے ملک بھر میں فرقہ وارانہ تشدد کے خاتمہ کیلئے قومی اسمبلی میں ناموسِ صحابہ بل پیش کیا، جس میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی پر سزا کا قانون منظور کرنے کی استدعا کی گئی تھی۔ اس قانون کی منظوری کے لئے کسی بھی مسلمان کو اعتراض نہیں تھا، امید تھی کہ یہ قانون پاکستان کی پارلیمنٹ سے متفقہ طور پر منظور کرلیا جاتا کہ عین موقع پر سرگودھا کے شیعہ ذاکر بشیر حسین بخاری نے ایک پمفلٹ لکھا جسے پاکستان آرمی کے ایک ریٹائرڈ کرنل فدا حسین نقوی نے قومی اسمبلی کے ممبران میں ''معیارِ صحابیت'' کے نام سے تقسیم کر کے ممبران پارلیمنٹ کو گمراہ کرنے کی سازش کی، جس پر شریعت کورٹ آف پاکستان کے جج جناب جسٹس ڈاکٹر علامہ خالد محمود پی ایچ ڈی نے اس پمفلٹ کا جواب لکھا جو کہ کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔ اس پمفلٹ کا پیش لفظ شائع کیا جا رہا ہے تاکہ پتہ چلے کہ اسلام میں صحابہ کرام کا مقام کیا ہے؟ اور دشمن صحابہ نے کس انداز سے صحابہ کی توہین کرنے پر کمر بستہ رہتا ہے۔

بشیر حسین بخاری نے جناح سٹریٹ بلاک 20 سرگودھا سے ایک پمفلٹ ''معیارِ صحابیت'' لکھ کر قومی اسمبلی اور سینیٹ کے ارکان کے پاس بھیجا ہے، موصوف نے اس میں معیار صحابیت کو نئے سرے سے طے کرنے کی کوشش کی ہے اور وہ مباحث پھر سے اٹھائے ہیں جنہیں سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے عظیم کارنامہ صلح سے ہمیشہ کیلئے دفن کر چکے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے عمل سے انہیں مسترد کر دیا تھا۔ بشیر حسین موصوف نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اپنا یہ نقطہ نظر یہ پیش کیا ہے۔

''شیعہ حضرات کی رائے یہ ہے کہ صحابہ کرام اور ان کے بعد قیامت تک آنے والے مسلمانوں میں کوئی ذاتی امتیاز نہیں۔'' (صفحہ 16)

بشیر حسین کے اس عقیدے کی تردید ان کے علامہ محمد حسنین نے خود اسی پمفلٹ کے پیش لفظ میں کر دی ہے۔

''صحابیت مذہب شیعہ میں یقیناً ایک عظیم شرف وفضیلت ہے، صحابہ کرام کی فضیلت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اہل بیت سے بکثرت احادیث منقول ہیں۔'' (پمفلٹ مذکورہ صفحہ 4)

ان دونوں میں سے کون صحیح کہہ رہا ہے اور کون غلط، اس کا فیصلہ شیعہ ہی کریں، ہمارا اس وقت یہ موضوع نہیں نہ یہ موجودہ اسمبلی کا کام ہے کہ فیصلہ کرے کہ کون صحابی ہے اور کون نہیں اور یہ کہ معیاری صحابیت کیا ہے؟

اسمبلی اور سینیٹ کے سامنے اس وقت یہ مسئلہ ہے کہ ایک ملک جس میں سنی اور شیعہ دونوں بستے ہوں، ان میں انتشار وافتراق پیدا کرنے والے اسباب کیا کیا ہیں اور ان کا کس طرح سدباب کیا جاسکتا ہے اور ہر فریق کو کس طرح ان کے مسلمات کے تحفظ کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔

اہلسنت چاہتے ہیں کہ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی پر مرتد کی سزا دی جائے جبکہ شیعہ انہیں صحابی ہی نہیں مانتے ہیں

اہل سنت والجماعت اس بات کے مدعی ہیں کہ شیعہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوا باقی سب کو کافر اور مرتد سمجھتے ہیں اور شیعہ کہتے ہیں کہ:

''شیعوں پر یہ تہمت ہے کہ وہ ماسوائے چند کے سب صحابہ کو کافر کہتے ہیں یا یہ کہ ان پر سب کرتے ہیں۔''

(پمفلٹ مذکورہ صفحہ 6)

یہاں دونوں باتوں میں کوئی تعارض نہیں، شیعہ جب کہتے ہیں کہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا نہیں کہتے تو ان کے نزدیک یہ اس طرح صحیح ہے کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، و عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی ہی نہیں سمجھتے اور اہل سنت کے نزدیک چونکہ یہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں بلکہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ اس لئے انہیں برا کہنا یقیناً مسلمانوں میں انتشار اور افتراق پیدا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ جب تک شیعہ کی زبان ان حضرات کو برا کہنے سے بذریعہ قانون روکی نہیں جاسکتی اس وقت تک اس ملک میں مختلف گروہوں میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔

اثنا عشری شیعوں کی یہ پیچدار گفتگو عوام کے سامنے کھلی اور واضح نہ تھی۔ ہم بار بار اسے واضح کرتے رہے اور شیعہ اس کا انکار کرتے رہے۔ اب بشیر حسین نے معیارِ صحابیت لکھ کر یہ بات خود تسلیم کر لی ہے کہ اہل السنۃ جن حضرات کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھتے ہیں انہیں صحابی نہیں مانتے، سو شیعوں کا یہ کہنا ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا نہیں کہتے اُن کے اپنے عقیدے کے پیش نظر ہے۔ سو ان کا اس طرح کا ''انکارِ سبِّ صحابہ'' اس جلتی آگ کو نہیں بجھا سکتا۔ جو شیعہ علماء کلینی سے لیکر خمینی تک اسلامی ملکوں میں مختلف پیرایوں میں لگاتے چلے آئے ہیں۔

ایران جو کہ بقول مؤرخ ایران سعید نفیسی سنی اکثریت کا ملک تھا اس میں فرقہ وارانہ آگ کیسے لگی اسے انگریز مؤرخ ایڈورڈ براؤن کے الفاظ میں پڑھیئے:

''ارباب نقد ونظر جانتے ہیں کہ ایران کے اس ابتلائے عظیم کا سب سے بڑا سبب تعصب اور تنگ نظری کی وہ آگ تھی جو ملائے موصوف باقر مجلسی اور ان کے ہم خیال لوگوں کی لگائی ہوئی تھی۔''

(تاریخ ادبیات ایران جلد 4 صفحہ 192)

بشیر حسین کا مذکورہ کتابچہ کیا ہے؟ یوں سمجھئے کہ بلی

تھیلے سے باہر آ گئی ہے اور موصوف نے پاکستان میں پیدا ہونے والی موجودہ سنی شیعہ خلفشار اور پھر اس نہ رکنے والے فرقہ وارانہ سیلاب کی اصل بنیاد سامنے لا کر رکھ دی ہے۔

اب یہ کام ارکان اسمبلی کے سوچنے کا ہے کہ وہ سنی شیعہ اختلافات کو حل کر کے اور ان اختلافی مسائل پر مناظرانہ فضا اور سوال و جواب قائم کر کے پاکستان میں فرقہ وارانہ امن قائم کریں گے یا دونوں مذاہب جو اپنی اپنی جگہ طے شدہ ہیں انہیں اپنے اپنے مقام پر رکھتے ہوئے دونوں کو ان کے عقائد کا تحفظ فراہم کریں گے۔

سنی اپنے عقیدہ میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو حضور ختمی مرتبت ﷺ کا کامل صحابی سمجھتے ہیں اور آپ ؓ کی صحابیت کے انکار کو کفر جانتے ہیں۔ اب مسئلہ یہ نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ بشیر حسین کے تجویز کردہ معیار صحابیت پر پورے اترتے ہیں یا نہیں۔ ارکان اسمبلی کے سامنے مسئلہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے بارے میں جو سنی عقیدہ ہے اسے اس ملک میں کس طرح آئینی تحفظ دیا جا سکتا ہے۔ اہل سنت چاہتے ہیں کہ آپ کی شان میں گستاخی کی سزا مرتد کی سزا قرار دی جائے اور صحابہ کو صحابہ سمجھنے میں معیار وہ رکھا جائے جو اہل سنت اپنی کتابوں میں لکھ چکے اور طے کر چکے ہیں۔ شیعہ جن صحابہ کی عزت کا تحفظ چاہتے ہوں ان کی صحابیت کا فیصلہ بے شک ان کے معیار پر کیا جائے لیکن اہل سنت کے بزرگوں کی عزت کا تحفظ خود ان کے عقیدہ کے مطابق ہو...... یہ کہاں کا انصاف ہے کہ صحابہ ؓ کی عزت کے تحفظ کا بل تو سنی پیش کریں اور صحابیت کا معیار شیعہ پیش کریں، یہ صرف مدعی کا حق ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کی وضاحت کرے۔ مستغیث ہی اپنے استغاثہ کو اصل صورت میں پیش کر سکتا ہے۔

تحفظ ناموس صحابہ بل پاس کئے بغیر پاکستان میں فرقہ وارانہ تشدد کا خاتمہ نہیں ہو سکتا

اس تفصیل کی روشنی میں اہل سنت کا یہ مؤقف کہ شیعہ صحابہ کرام ؓ کے منکر ہیں اور انہیں برا کہتے ہیں اتنا کھل کر سامنے آ جاتا ہے کہ اب اس میں کسی منصف مزاج کو کسی قسم کا کوئی تردد باقی نہیں رہتا۔

اہل سنت عقیدے میں صحابہ ؓ میں نیک و بد کی کوئی تقسیم نہیں۔ قرآن کریم میں تمام صحابہ ؓ سے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

وکلا وعد اللہ الحسنیٰ (پ27 الحدید)

منافقین کو اللہ تعالیٰ، اس کے رسول برحق اور صحابہ نے کبھی صحابہ میں سے نہیں سمجھا...... انہیں بار بار

وما ھم بمؤمنین (پ1 آیت 8)

ان کے دلوں میں ایمان نہ تھا لیکن جن کے ایمان کی حضور اکرم ﷺ نے انہیں جنتی کہہ کر خبر دی ان کے ایمان میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین سے خلافت کا وعدہ کیا تھا۔ دنیا نے دیکھا کہ خلافت کن کن کو ملی؟ جن کو ملی وہ یقیناً مومنین میں سے تھے کیونکہ وعدہ اُن پر پورا ہوا، خلفائے راشدین ؓ کے ایمان میں اب کیسے کسی کو کوئی شک ہو سکتا ہے۔

حضور ﷺ کی مجلس میں جو منافقین آتے یا وہ خود نکل جاتے یا نکال دیئے جاتے حضور ﷺ کا ان کے نکالنے میں کسی قدر تاخیر کرنا یہ سب امر الٰہی سے تھا لیکن حضور ﷺ کا دنیا سے سفر آخرت اس وقت پیش آیا جب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی اپنی جگہ نکھر چکا تھا۔ کوئی بات اندھیرے میں نہ رہی تھی۔ حضور ﷺ دنیا سے نہایت کامیاب ہو کر رخصت ہوئے۔ منافقین مومنین سے کلی طور پر الگ ہو گئے۔ ایسا نہیں جیسا کہ خمینی کہتا ہے کہ حضور ﷺ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکے تھے۔ استغفر اللہ العظیم

''جو نبی بھی آئے وہ انصاف کے نفاذ کیلئے آئے ان کا مقصد بھی یہی تھا کہ تمام دنیا میں انصاف کا نفاذ کریں لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے یہاں تک کہ ختم المرسلین جو انسان کی اصلاح کیلئے آئے تھے اپنے زمانے میں کامیاب نہیں ہوئے۔''

(دیکھئے اتحاد و یکجہتی شائع کردہ خانہ فرہنگ ایران)

بشیر حسین نے عربوں کی طبیعت اور ان کے باطنی رجحانات پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ عنایت اللہ خان مشرقی کی ایک عبارت پیش کی ہے لیکن اس بات پر وہ ایک سطر بھی نہیں دکھا سکا کہ عربوں پر کئے گئے اس عام تبصرہ میں حضرت علی ؓ داخل نہیں تھے، آخر تھے تو وہ بھی عرب......

اب جس راہ سے شیعہ سیدنا حضرت علی ؓ کو اس عموم سے لا باہر کریں گے۔ اہل سنت کیا اسی راہ سے دوسرے خلفائے راشدین کو بھی بچھڑے کی پرستش سے محفوظ و مصئون ثابت نہ کر سکیں گے۔؟

دنیا ہر سال دیکھتی ہے کہ یہودیوں کی بچھڑے کی پرستش ایک مختلف صورت میں کن لوگوں میں پائی جاتی ہے اور کون ایک جانور پر ہر سال نذریں چڑھاتے ہیں۔

بشیر حسین موصوف کا مذکورہ پمفلٹ جو تمام ارکان اسمبلی کو بھیجا گیا ہے اس میں اس نے شیعہ سنی اختلافات کو اسی طرح اچھالا ہے جیسا کہ شیعہ صدیوں سے اچھالتے آئے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اسمبلی اُن کا فیصلہ کیا کر سکے گی اسمبلی کو یہ فیصلہ نہیں کرنا کہ دونوں فرقوں میں سے کون حق پر ہے اور کون نہیں...... تحفظ ناموس صحابہ کے بل کا مقصد یہ ہے کہ جن صحابہ کو سنی اپنے اکابر صحابہ سمجھتے ہیں اور شیعہ انہیں صحابی ہونا تو درکنار مومن بھی نہیں سمجھتے ان کی عزت و ناموس کو اس ملک میں کیسے تحفظ دیا جا سکتا ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ کی صحابیت کا انکار کفر ہے۔ اب جو لوگ اہل سنت کے اس درجے کے اکابر کو برا بھلا کہیں، ان کی زبان و قلم کو اس تبرا سے روکنے کے لئے تحفظ ناموس صحابہ کا بل پاس کرنا اس لئے ضروری ہے کہ اس کے بغیر پاکستان میں سنی شیعہ فرقہ وارانہ فضا ہرگز پُرامن نہیں ہو سکتی۔

صحابہ کرام پر دلآزار حملے

مؤلف مذکور نے صحابیت کا مقام گرانے کیلئے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، موصوف نے اس کے لئے جو عنوان اختیار کئے ہیں ان کی ایک جھلک ذیل میں ملاحظہ ہو۔ اس کی اشاعت سے موصوف نے قوم کے دو حصوں کو ایک دوسرے کے قریب کرنے کی کوشش کی ہے یا اس نے دونوں کے فاصلے اور طویل کر لئے ہیں۔ اس کا فیصلہ ہم خود معزز اراکین اسمبلی پر چھوڑتے ہیں، ہماری رائے میں اس پمفلٹ کی اشاعت نے مسلمانوں میں ''بل تحفظ ناموس صحابہ'' کی ضرورت اور نمایاں طور پر اجاگر کر دی ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ اس بل کے پاس کئے بغیر ملک میں فرقہ وارانہ شاید ہی کبھی قائم ہو سکے۔

پمفلٹ مذکور کی زبان تبرّا ملاحظہ ہو۔

(۱) احادیث و قرآنی آیات تصریح کے طور پر یہ ثابت کرتی ہیں کہ بعض صحابہ صحبت کے معنی سے نکل گئے۔ (صفحہ ۱۸)

(۲) عجیب و غریب احادیث صحابہ کے حوالے سے آ گئی ہیں جو نور نبوت سے محروم ہیں۔ (صفحہ ۱۹)

(۳) فریقین صحابہ کہلائے ایک طرف رسول اور دوسری جانب کفار۔ (صفحہ ۲۶)

(آنحضرت ﷺ اعلان نبوت سے پہلے اہل مکہ کے ساتھ ملے جلے رہتے تھے، اس دور کے اعتبار سے آپ کو ان کا رفیق کہا گیا کہ تمہارا ساتھی کسی جنون میں مبتلا نہیں، وہ خدا کا رسول ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ آغاز وحی کے بعد کفار کے ساتھ مل جل کر رہتے تھے، یہاں باعتبار ماسبق کے آپ کو تو ان کا ساتھی کہا گیا ہے۔ انہیں حضور ﷺ کا صحابی نہیں کہا گیا تا کہ صحابہ کا تقدس مجروح نہ ہو۔)

ما بصاحبکم من جنة (السبا)

اور ما ضل صاحبکم (النجم)

میں صاحب کا لفظ آپ ﷺ کے لئے وارد ہے اور وہ بھی باعتبار عہد سابق کے ...... کفار کو کسی جگہ صحابہ نہیں کہا گیا، مؤلف مذکور کا یہ کھلا جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے کہ فریقین صحابہ کہلائے ...... سو رسالت کے کسی مرحلے میں کفار کو صحابہ نہیں کہا گیا۔)

(۴) یقیناً ایک دوسرے کے صحابی ہی تھے مگر نبی کی صحبت کے باوجود کافر ہی رہے۔ (صفحہ ۲۶)

(حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ جیل میں جو دو آدمی تھے انہیں بھی حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ نہیں کہا کہ میرے دو ساتھیو بلکہ فرمایا میرے جیل کے دو ساتھیو ......تاکہ مطلق صحابی کا تقدس مجروح نہ ہونے پائے......کافر کیسے نبی کے صحابی ہو سکتے ہیں۔)

(۵) دین کے بجائے دنیا کے پرستار صحابی (صفحہ ۳۲)

(مؤلف کی پیش کردہ آیت میں دنیا کا آخرت سے تقابل ہے دین سے نہیں اس نے دین و دنیا میں تقابل کر رکھا ہے۔ افسوس)

(۶) دنیا چاہنے والے صحابہ صفحہ (۳۳)

(ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة ممنوع دعا تو نہیں ہے تو دنیا چاہنا کیا کوئی عیب ہے؟)

(۷) خائن صحابی (صفحہ ۳۸)

(روزنامہ جنگ لاہور میں یہ سرخی نہیں۔ یہ روزنامہ پر کھلا افتراء ہے۔ خائن صحابی مؤلف کے اپنے الفاظ ہیں۔)

(۸) سرکاری مال ہڑپ کرنے والے صحابی (صفحہ ۳۹)

(یہ سرخی بھی روزنامہ جنگ لاہور ۵ دسمبر ۱۹۹۱ء پر افتراء کی شہادت ہے۔ واقعہ میں کوئی مال ہڑپ نہیں ہوا)

(۹) جہاد سے منہ پھیرنے والے صحابی (صفحہ ۹۳)

(۱۰) معیار صحابیت کس قدر گر چکا تھا (صفحہ ۴۰)

(۱۱) اس نام کے رضی اللہ عنہ خالد بن ولید نے بلا عدت گزارے ایک صحابی کی بیوہ سے جشن منایا اور سیف اللہ کا تمغہ پایا۔

(۱۲) بیعت رضوان والوں نے تو راہ فرار کی تمام حدیں توڑ دیں۔ (صفحہ ۵۴)

(یہ بیعت جس معرکہ کے لئے لی گئی تھی وہ معرکہ پیش ہی نہ آیا، جنگ کے بغیر صلح نامہ طے پا گیا، یہ جنگ سے فرار کا سوال کیسے پیدا ہو گیا اور پھر اس پر یہ مضحکہ خیز تبصرہ کہ بیعت رضوان والوں نے راہ فرار کی تمام حدیں توڑ دیں اگر یہ بڑی جہالت اور صریح شرارت نہیں تو اور کیا ہے۔)

(۱۳) مزید سنیئے کہ بیعت رضوان والوں نے کیا کیا گل کھلائے۔ (صفحہ ۵۶)

(۱۴) ایک اور رضی اللہ عنہ کا کردار ملاحظہ ہو۔ (صفحہ ۵۸)

معزز ارکان اسمبلی!

ہم کہاں تک اس دل آزار فتنہ پرور پمفلٹ کے حوالے پیش کریں...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اثنا عشری شیعوں کا یہ موقف صحیح ہے یا نہیں، یہ فیصلہ کرنا آپ کا کام نہیں، نہ قومی اسمبلی کوئی مناظرے کا میدان ہے کہ تحقیق کرے کہ صحابہ کے بارے میں شیعوں کا موقف درست ہے یا سنیوں کا......اسمبلی کے سامنے مسئلہ صرف یہ ہے کہ ملک میں فرقہ وارانہ امن قائم کرنے کیلئے اپنے بزرگوں کی عزت اور ناموس بذریعہ قانون محفوظ کرنے کا ہمیں حق ہے یا نہیں۔

آپ حضرات نے یہ دیکھنا ہے کہ اہل السنة والجماعة کے ہاں شیعوں کے پیش کردہ ان واقعات کی کیا حقیقت ہے اور وہ اپنے بزرگوں کے حق میں جو علمی اور تعظیمی مواد رکھتے ہیں ان کے ساتھ اس قوم کو اپنے اعتقادی تحفظات کے ساتھ زندہ رہنے کا حق حاصل ہے یا نہیں......اگر ہے تو آپ ان نفوس قدسیہ کی عزت و ناموس کو قانونی تحفظ دے کر ان زبانوں پر تالے ڈالیں جو دن رات صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف تبرا کا لاوا اگلتی ہیں اور پریس پر بھی کڑی پابندی عائد کی جائے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دوسرے کسی صحابی پر بشمول سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کوئی دل آزار تحریر شائع کر سکے۔

معزز ارکان اسمبلی! یہی ایک راہ ہے، جس کے ذریعہ اس ملک میں اصولی بنیادوں پر فرقہ وارانہ امن قائم ہو سکتا ہے۔ آپ ملک و دین کی اس خدمت میں اپنے تاریخی نقوش چھوڑیں۔ آئندہ آنے والی نسلیں بھی آپ کو دعا دیتی رہیں گی۔

صحابہ کی شان میں گستاخی کی سزا

صحابہ رضی اللہ عنہم کی گستاخی کرنا اور انہیں برا بھلا کہنا عام گالی گلوچ نہیں اس کا پس منظر دیکھا جائے گا۔ اگر یہ گستاخی ان حضرات کے کفر و ضلال کے عقیدے سے ہو تو اس کی سزا اور ہے اس کے بغیر عام سطحی گفتگو کے طور پر ہو تو اس کی سزا اور ہے۔ یہ فیصلہ کسی عام فقیہ کا نہیں اسلامی سپریم کورٹ کے چار ججوں (ائمہ اربعہ) میں سے اس کا ہے جسے امام دار الہجرت کہا جاتا ہے۔ قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

من شتم احداً من اصحاب النبی ابابکر و عمر و عثمان او معاویة او عمرو بن العاص فان قال کانوا علیٰ ضلال و کفر قتل وان شتمهم بغیر هذا من مشاتمة الناس نکل نکالاً شدیداً۔ (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۳۰۸ طبع بیروت)

ترجمہ: جس نے صحابہ میں سے کسی کو گالی دی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو...... کسی کو بھی اگر اس عقیدے سے گالی دے کہ وہ کفر اور گمراہی میں تھے تو سزا اس کی سزائے موت ہے اور اگر کوئی ان کو اس طرح برا بھلا کہے جیسے لوگ آپس میں گالی گلوچ ہو جاتے ہیں تو پھر انہیں سخت تکلیف میں ڈالا جائے گا (کوڑے لگائے جائیں گے)

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمان ملا علی قاری رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں مرقات جلد ۱۱ صفحہ ۲۷۳

وقد صرح بعض علمآئنا بانه یقتل من سبّ الشیخین ففی کتاب السیر من کتاب الاشباه والنظائر للزین بن نجیم کل کافر تاب فتوبته مقبولة فی الدنیا و الاخرة الا جماعة الا لکافر بسبّ النبی ﷺ وسبّ الشیخین او احدهما او بالسحر او بالزندقة اذا اخذ قبل توبته وقال سبّ الشیخین ولعنهما کفر۔

ترجمہ: ہمارے بعض علماء نے تو بہت کھل کر بات کہہ دی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے کی سزا سزائے موت ہے جو کافر توبہ کرے اس کی توبہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ لائق قبول ہے مگر وہ فرقہ جو نبی پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یا ان میں سے کسی ایک کو برا بھلا کہنے سے کافر ہوا یا جادو اور زندقہ کے باعث کافر ہوا تو اس کی توبہ بھی قبول نہیں، اگر وہ توبہ

جو شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا میں سے کسی کو بھی برا کہے اس کی سزا پھانسی ہونی چاہیے

CamScanner

سے پہلے ارتکاب جرم میں پکڑا جائے ،حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو برا بھلا کہنا کفر ہے۔

معزز ارکانِ اسمبلی

جب تک گستاخانِ صحابہ واہل بیت کو اس قانونی گرفت میں نہیں لیا جاتا اور ان پر شرعی سزائیں جاری نہیں کی جاتیں ،ملک میں فرقہ وارانہ امن کبھی قائم نہ ہوسکے گا......آپ ہمت اور جرأت سے آگے بڑھیں اور بل تحفظ ناموس صحابہؓ پاس کر کے اپنے خیمے جنت میں لگوا لیں۔ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

ہمارے لاکھ سلام ہوں حضرت حسنؓ اور حسینؓ پر اور ہماری برأت ہے حجر بن عدی کے اس عمل سے ،ہم پاکستان میں بھی حضرت معاویہؓ سے صلح چاہتے ہیں ہمیں چاہئے کہ حضرت حسنؓ کے اس عظیم فیصلے کیخلاف ہر عمل بغاوت کو روکیں۔

سعادت مند ہیں وہ جو اس باب میں حسنی اور حسینی بنیں اور بدقسمت ہیں وہ جو حجری بن کر حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے خلاف بغاوت کریں۔

حجر بن عدی صحا

بی نہ تھا نہ وہ حضرت علیؓ کے سوا کسی دوسرے سے روایت لیتا تھا۔

اکثر المحدثین لا یصحون له صحبة

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۵۰)

ترجمہ: ''اکثر محدثین اس کے صحابی ہونے کی تصدیق نہیں کرتے۔''

موعظہ عبرت

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) فدا حسین نقوی نے مئی ۱۹۹۳ء میں بشیر حسین بخاری کی ایک نہایت غلیظ تحریر ''معیار صحابیت'' کے نام سے شائع کی جس میں اس نے صحابہ کے بارے میں لکھا:

''ان میں اچھے بھی تھے اور برے بھی جس کے بیان کرنے میں کوئی قدغن نہیں لہٰذا اسے کسی طرح بھی قابل پھانسی یا گردن زدنی قرار دینا انصاف کے منافی ہے۔ (صفحہ ۹)

آپ نے اہل بیت کے بارے میں یہ جملہ کبھی کسی سے نہ سنا ہوگا کہ:

''ان میں اچھے بھی تھے اور برے بھی اور بروں کو برا کہنے میں کوئی قدغن نہ ہونی چاہئے کہ انہیں برا کہنے پر کسی کو قابل پھانسی قرار دیا جائے۔''

یہ اس لئے کہ ہم اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدہ میں سب صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظام قابل عزت اور لائق تکریم ہیں۔ان میں اچھے اور برے کی تقسیم نہیں ،یہ سب اچھے تھے،ان میں یہ تفریق پیدا کرنا ایک شرارت ہے جسے دبانے کیلئے وفاقی اسمبلی میں بل پاس ہونا چاہئے اور جو شخص حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ ،حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ ،حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ یا حضرت فاطمۃ الزہراءؓ میں سے کسی کو برا کہے اور اسے غیر مومن یا غیر مومنہ سمجھے اس کی سزا پھانسی ہونی چاہئے۔

یہ بات شیعوں کا کوئی مولوی کہتا تو اس کی دلائل سے تردید کی جاتی لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ یہ بات ایک سابق فوجی کہہ رہا ہے،اس سے اندازہ کیجئے کہ یہ لوگ ساری عمر فوج میں گزار کر بھی یہ بات سمجھ نہیں پاتے کہ پاکستان میں فرقہ وارانہ فضا پیدا کرنا ملک کے سیاسی مستقبل کے لئے کتنا مضر ہے......جو حضرات آج سے چودہ سو سال پہلے اپنے خیمے جنت میں لگا چکے ان میں آج اچھے اور برے کی تقسیم کرنا اگر پوری تاریخ ملت کے خلاف ایک بغاوت نہیں تو اور کیا ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار

ایک شیعہ فوجی کا کردار آپ کے سامنے آچکا ہے اس سے آپ شیعہ افسران اور انتظامیہ کے اندرونی مذہبی کردار کو بھی آسانی سے جانچ سکتے ہیں......سو اب اس کے سوا چارہ نہیں کہ سب صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظام کی عزت و عظمت کو قانونی طور پر تحفظ مہیا کیا جائے تاکہ کسی مفسد اور ملحد افسر کا کوئی عمل پاکستان کے اہل السنۃ والجماعۃ کے مذہبی حقوق اور پاکستان کی سالمیت کو کوئی نقصان پہنچا نہ سکے۔

یہ ریٹائرڈ فوجی اب سرگودھا کے شیعی مرکز تحقیقات کے ناظم اعلیٰ ہیں۔انہوں نے مذکورہ بالا غلیظ تحریر پاکستان کی قومی اسمبلی کے ایک ایک ممبر کو بھیجی اور تحفظ ناموس صحابہؓ کے شتی مطالبہ کو یکسر چیلنج کر دیا۔

جو حضرات آج سے چودہ سو سال پہلے اپنے خیمے جنت میں لگا چکے ہیں ان میں آج اچھے اور بُرے کی تقسیم کرنا پوری ملت اسلامیہ کے خلاف بغاوت نہیں تو اور کیا ہے؟

اس موقع پر مسلم ممبرانِ قومی اسمبلی کا فرض تھا کہ اسمبلی میں اس تحریر کے حوالہ سے اس فوجی کرنل اور شیعی مولوی بشیر حسین بخاری دونوں کو قانون کی زد میں لینے کی تحریک کرتے اور قومی اسمبلی میں صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظام کی عزت وعظمت کو قانونی تحفظ مہیا کرتے ،مگر افسوس کہ اُن پر اس غلیظ تحریر سے جوں تک نہیں رینگی۔

ہم نے اُن میں سے بعض کو اس طرف متوجہ کیا کہ اگر ممبران اسمبلی نے اس ریٹائرڈ فوجی کرنل کی اس شرارت پر مزید سکوت اختیار کیا تو پھر اللہ رب العزت کی غیرت جوش میں آجائے گی اور پھر اس اسمبلی پر خدا کا وہ قہر برسے گا کہ اسمبلی اپنا وقت پورا کرنے سے پہلے ٹوٹ جائیگی۔

چنانچہ اسی طرح ہوا اور ملک میں وہ حالات پیدا ہوگئے کہ الامان والحفیظ......اب دوبارہ الیکشن ہو چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے پھر ہمیں ایک منتخب حکومت دی ہے......اے معزز ارکان اسمبلی! پچھلے لوگ جا چکے اب آپ اس حکومت کا ستون ہیں۔

خدارا آپ ہوش کے ناخن لیں اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے اس قہر سے بچائیں جو پہلی اسمبلی کے ارکان پر بے دریغ برسا ہے اور دنیا نے اس کا تماشا دیکھ لیا ہے۔

اس غلیظ تحریر کا یہ منصفانہ اور حکیمانہ جواب اب ان جملہ نو منتخب ارکان اسمبلی کی خدمت میں بھیجا جا رہا ہے۔خدارا اسے پوری تنقیدی نظر سے دیکھیں......حقیقت حال انشاء اللہ العزیز آپ سب حضرات پر کھل جائے گی۔اس پر آپ نے اگر قومی اسمبلی میں کوئی جرأت مندانہ قدم اٹھایا تو پاکستان انشاء اللہ ایک امن کا گہوارہ بن جائے گا اور شیعی ملاؤں کی لگائی فرقہ وارانہ آگ یہاں ہمیشہ کیلئے بجھ جائے گی۔

آسمان ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی

اہلسنت والجماعت کے نزدیک سب صحابہ کرام اور اہل بیت عظام قابل عزت اور لائق تعظیم ہیں،ان میں اچھے اور برے کی تقسیم نہیں، یہ سب اچھے تھے،ان میں یہ تفریق پیدا کرنا بہت بڑی شرارت ہے

واہ مولا کیسی سزا ہے قتل حسینؓ کی
اپنا ہی سینہ پیٹتے ہیں محبت کے نام پر

ہم فرقہ وارانہ فسادات سے کیسے بچ سکتے ہیں؟

تحریر
پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی حویلیاں

ملت جعفریہ کے ہاں سانحہ کربلا کی یاد میں بالخصوص ماہ محرم کے حوالہ سے بہت سی رسومات رائج ہیں جنہیں مذہب شیعہ کا جزو تسلیم نہ کرنے کے باوجود علامات و مظاہر تشیع کی لازمی شبیہی و ثقافتی اور شہ رگ کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ ان مراسم محرم میں ذوالجناح، تعزیہ، علم، سینہ زنی، زنجیر زنی، آگ پر ماتم، نوحہ خوانی، قاسم کی مہندی، علی اصغر کا جھولا، شبیہ تابوت وغیرہ نمایاں ہیں، بالخصوص تعزیہ، ذوالجناح، نوحہ خوانی اور ماتم کے بغیر کسی جلوس عاشورہ کا تصور بھی محال ہے۔

نائب امام مہدی خمینی "مجالس عزا" کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"مگر وہ مجالس جو روضہ (شہدائے کربلا) کے نام سے شیعہ علاقوں میں برپا ہوتی ہیں تمام تر نقائص کے باوجود جو کچھ دستور دینی و اخلاق اور اشاعت فضائل و تقسیم مکارم اخلاق ہے ان ہی مجالس کا نتیجہ ہے، آسمانی قوانین اور دین خدا جو کہ علی کے پیرو اور اولی الامر کے اطاعت گزار اہل تشیع کا مذہب ہے انہی مقدس مجالس کے زیر سایہ ہے جن کا نام عزاداری اور علامت و نوعیت اشاعت دین و احکام خدا ہے اور جو اب تک برپا ہوتی رہی ہیں اور آئندہ بھی ہوتی رہیں گی، وگرنہ جمعیت شیعہ دیگر گروہوں کے مقابلے میں کامل اقلیت میں تبدیل ہو جاتی اور اگر یہ بنیادی ادارہ جو عظیم دینی تاسیسات میں سے ہے نہ ہوتا، تو اب تک اس دین حقیقی کا (جو مذہب شیعہ ہے) نام و نشان بھی باقی نہ رہ پاتا اور باطل مذاہب و مسالک جن کی بنیاد حقیقۃً بنی ساعدہ میں (بیعت امام وخلافت ابوبکرؓ کے ذریعے) رکھی گئی تھی اور جس کی عمارت دین کی بنیادیں مسمار کر کے کھڑی کی گئیں حق (یعنی مذہب شیعہ) کی جگہ لے لیتے۔"

خمینی ایک دوسرے موقع پر ماتم کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے بیان کرتا ہے:

> سُنّی قیادت کے تساہل وتغافل سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اہل تشیع نے پاکستان میں وہ کامیابی حاصل کی ہے جس کا اڑھائی فیصد کی حامل کوئی بھی اقلیت تصور نہیں کر سکتی تھی ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

"امام حسینؑ نے اپنی شہادت سے اسلام کو نجات بخشی اور اسلام کی عظمتوں کو پامال ہونے سے بچالیا، لہٰذا امام حسینؑ کی مجالس عزا منعقد کرنا اسلام کی بقا کا ذریعہ ہے، جو لوگ سید الشہداء کی مجالس کی ممانعت کرتے ہیں وہ اسلام کی حقیقت سے بالکل نا آشنا ہیں، عزاداری سید الشہداء ہی نے آج تک اسلام کا تحفظ کیا ہے، ہماری اسلامی تحریک کی کامیابی عزاداری سید الشہداء کی مرہون منت ہے عزاداری کی مخالفت کرنے والے ناداں ہی نہیں بلکہ سازشی بھی ہو سکتے ہیں اور غیروں کے آلہ کار بھی، جس شہید نے اسلام کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے اس کے غم میں ماتم کرنا انسانیت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے، حضرت امام حسینؑ کی عزاداری ہمارے مذہب کی بنیاد ہے اور غم حسینؑ میں گریہ کرنا ہمارے مذہب کی علامت ہے، ہم چاہتے ہیں کہ عزاداری کے ذریعہ اپنے دین کا تحفظ کریں، امام حسینؑ پر گریہ کرنا اور مجالس عزاداری کرنا احیاء اسلام کا بہترین وسیلہ ہے، اگر امام حسینؑ نہ ہوتے تو معاویہ و یزید اور ان کے پیروکار اسلام کا نام و نشان تک باقی نہ رہنے دیتے ہمیں چاہئے کہ یزیدی کردار نہ اپنائیں اور حسینی بن کر اسلام کا بول بالا کر دیں۔"

(" کلام امام" اردو، ناشر ماہنامہ جہاد قم صفحہ 112،108)

موصوف محرم الحرام کی مناسبت سے ایک خطبہ (جسے باقاعدہ صدائے جمہوری اسلامی ایران نے نشر کیا تھا) میں بیان کرتے ہیں:

"اب الحمدللہ ہماری تعداد کافی بڑھ گئی ہے جس کی دوسروں کے مقابلے میں ہمیں حفاظت کرنی چاہئے۔ ہماری بقاء کا سب سے اہم راز سید الشہداء کی قربانی ہے، شاید یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ صرف ایک گریہ ہے ایسا ہرگز نہیں ہے ہمارا گریہ سیاسی اجتماعی اور نفسیاتی مسئلہ ہے، یہ گریہ، یہ اجتماعات ہمارے مذہب کی حفاظت کرتے ہیں، عاشورہ کے دن جو ہمارے جلوس نکلتے ہیں ان کے بارے میں یہ خیال نہ کریں کہ ان کو ہم لانگ مارچ کرنے سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ جلوس مارچ سیاسی تقاضوں کے مطابق ہے، شید الشہداء کی معصیت کے بارے میں ہم میں جو ہم آہنگی پائی جاتی ہے، یہ دنیا میں سب سے بڑی سیاسی قوت ہے اور دنیا میں نہایت اہم ترین نفسیاتی قوت ہے اس سے تمام مومنین کے قلوب باہم مربوط ہو جاتے ہیں ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہئے اور ہمارے نوجوانوں کو اس

> جو لوگ مجالس عزا کی مخالفت کرتے ہیں وہ اسلام کی حقیقت سے بالکل نا آشنا ہیں۔ عزاداری سید الشہداء نے ہی آج تک اسلام کا تحفظ کیا ہے اور ہماری اسلامی تحریک عزاداری کی مرہون منت ہے۔ (ایرانی شیعہ راہنما خمینی)

"تعزیہ داری، شیعہ مذہب کی اشاعت و ترویج کا واحد اور مؤثر ذریعہ ہے اسی لئے جمہور علماء شیعہ نے ہر دور میں نہ صرف تعزیہ داری کی اہمیت بیان کی ہے بلکہ خنجر بردار ماتمی جلوسوں کو مذہب شیعہ کی شہ رگ قرار دیا ہے"

نکتے کی طرف متوجہ رہنا چاہیے۔"

مشہور شیعہ ذاکر علامہ اثیر جاڑوی لکھتا ہے:

"اب اگر کوئی اٹھ کر یہ کہہ دے کہ ان مجالس کا کوئی فائدہ نہیں، ذاکروں کو نہ سنا جائے وغیرہ وغیرہ اسے ادب سے گزارش کردی جائے کہ سرکار آپ تشریف لے جائیں نہ سنیں، ہمیں آیت اللہ العظمیٰ خمینی نے اجازت دی ہے، ہم تو مجلس کرائیں گے بھی اور سنیں گے بھی، اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ مخالف اہل بیت قوتوں نے جتنی قوت انسدادِ عزاداری پر صرف کی ہے اتنی کسی چیز پر صرف نہیں کی۔"

آج بھی دیکھئے مخالفین اہل بیت نے نمازِ اہل بیت، خمس اہل بیت اور روزہ اہل بیت وغیرہ پر نہ کبھی اعتراض کیا ہے اور نہ ہی ان امور کو روکنے کی کوشش کی ہے لیکن مخالفین کی ہر نسل نے مختلف حیلوں اور بہانوں سے راہِ عزاداری میں روڑے اٹکانے کی مذموم کوشش ضرور کی ہے حتیٰ کہ جہاں ان کا بس سرکاری ذرائع سے نہیں چلا تو ان لوگوں نے دھونس دھاندلی اور بزور قوت وطاقت بھی روکنے کی کوشش کی ہے۔

(عقائد الابرار اردو ترجمہ کشف الاسرار صفحہ 234، بر حاشیہ جامعۃ الغدیر احمد پور سیال ضلع جھنگ)

علامہ اثیر جاڑوی اسی کتاب کے ضمیمہ میں دھمکی نما تبرّا کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"جب سے شیعہ فکر و دولت نے پاکستان کو وجود دیا ہے اس وقت سے ہر قدم پر شیعہ تلخی کا جواب نرمی سے دیتے ہیں تاکہ ملک انتشار کا شکار نہ ہو اور دشمنانِ پاکستان موقع پا کر ہمارے وطن عزیز کو نقصان ہی نہ پہنچادیں۔ ورنہ شیعہ کے قلم سے زیادہ کوئی قلم اور شیعہ کے بیان سے زیادہ کسی میں قوتِ بیان نہیں، ہم آج بھی مسلمانانِ مملکت خداداد کی خدمت میں دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ خود بھک منگے مولویوں کے منہ میں لگام، ناک میں نکیل اور گلے میں پٹے ڈالیں جن کی زبانیں کترنی کی طرح شیعہ معتقدات اور تاریخی مسلمات کو کاٹتی رہتی ہیں، بڑی غلط فہمی ہوگی اگر ہمارے صبر کو بزدلی سمجھ لیا گیا اور ہماری حب الوطنی کو قلت مواد پر محمول کیا گیا، یہ گستاخ قلم جو آل محمد سے بڑھ کر اب خود سرورِ کونین کی عبائے عظمت میں شگاف ڈالنے لگے ہیں اگر روکے نہ گئے تو پھر مجبور ہو کر بدر و حنین کے بھگوڑوں، خیبر و خندق کے شکست خوردہ ذہنوں، فتح مکہ کے نو مسلم فتنہ پردازوں، جنازہ رسول ﷺ کو چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں پناہ لینے والے اختلاف پروروں سرورِ کونین ﷺ کے مرض الموت میں گستاخ زبانوں، عم رسول ﷺ کا جگر چبانے والی ماں کے بیٹوں اور پوتوں کے ایجنٹوں، تخت و تاج کے مالک مسلمان نما مشرکوں، دروازہ بنت رسول ﷺ کو نذرِ آتش کرنے والے سرپھروں، ترتیب قرآن کو بدل کر ترتیب نزول قرآن کے مطابق جمع کردہ قرآن کو جلا دینے والے سنگ دلوں، پہلوئے زہرا پر تازیانے لگانے والے بدمعاشوں، قرآن کریم کو نیزوں پر اٹھا کر اسلام کا مذاق اڑانے والے بزدلوں اور حادثہ کربلا کے بانیوں کا پوسٹ مارٹم کریں گے۔"

(حقیقت شرک ضمیمہ عقائد الابرار صفحہ 28,27 مطبوعہ جامعۃ الغدیر احمد پور سیال ضلع جھنگ)

حالیہ ماتمِ حسین رضی اللہ عنہ کی رسم حادثہ کربلا کے تقریباً تین سو برس بعد ایک ایرانی النسل شیعہ حکمران نے اپنے سیاسی مقاصد کے پیش نظر ایجاد کی، حالانکہ اس سے قبل کسی اسلامی خطے میں اس کا کوئی وجود نہیں تھا

مذکورہ تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ تعزیہ داری صرف اور صرف مذہب شیعہ کی اشاعت و ترویج کا واحد اور مؤثر ذریعہ ہے اسی لئے جمہور علمائے شیعہ نے ہر دور میں نہ صرف تعزیہ داری کی اہمیت کو بیان کیا ہے بلکہ نوحہ و ماتم پر بھرپور اصرار کرتے ہوئے اسے مذہب شیعہ کی شہ رگ بھی قرار دیا ہے۔

حالانکہ مروجہ ماتم اور مراسم عزا کتاب وسنت اور ائمہ اہل تشیع کی تعلیمات وارشادات کے تحت بھی بالکل ناجائز اور حرام ہیں۔ ماتم حسین رضی اللہ عنہ کی رسم حادثہ کربلا کے تقریباً تین سو برس بعد ایجاد ہوئی جس کی بنیاد ایک ایرانی النسل شیعہ حکمران نے اپنے سیاسی مقاصد کے پیش نظر ڈالی۔ اس سے پہلے کسی اسلامی خطے میں اس کا نہ کوئی وجود تھا اور نہ ہی کسی قریشی، ہاشمی، علوی، عربی النسل یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قریبی رشتہ داروں نے یہ غیر اسلامی رسم ادا کی۔

نبی اکرم ﷺ نے واشگاف الفاظ میں ایسی رسومات کی مخالفت کردی تھی۔

"لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَابِدَعْوَ الْجَاهِلِيَّةِ"

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز باب لیس من ضرب الخدود، حدیث نمبر 1297)

"وہ ہم میں سے نہیں ہے جس نے اپنے رخسار پیٹے، گریبان چاک کیا اور جاہلیت کی پکار، پکارے۔"

مروجہ ماتم سراسر خلاف شریعت اور ایک جاہلی رسم ہے جس کا احیا کرنے والوں کے متعلق نبی اکرم ﷺ کی یہ وعید شدید موجود ہے۔

"اَبْغَضَ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلٰثَةٌ مُلْحِعٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِءٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيْقَ دَمَهٗ"

(صحیح بخاری، کتاب الدیات، باب من طلب دم امری بغیر حق حدیث نمبر 6882)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تین شخص ناپسندیدہ ترین ہیں "حرم میں بے دینی کرنے والا، اسلام میں جاہلیت کے طریقے کا متلاشی، مسلمان کے خون ناحق کا جویاں تاکہ اس کی خون ریزی کرے۔"

مفتی احمد یار خان بدایوانی گجراتی "مبتغ فی الاسلام سنۃ الجاہلیۃ" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یعنی مسلمان ہو کر مشرکانہ رسوم کو پسند کرے اور پھیلائے جیسے نوحہ، سینہ کوبی، فال نکالنا وغیرہ، اس

سے روافض کو عبرت چاہئے کہ انہوں نے جاہلیت کی رسموں کو عبادت سمجھ رکھا ہے۔"

(مرآت المناجیح اردو ترجمہ وتشریح۔ مشکوۃ المصابیح جلد 1 صفحہ 147)

دین اسلام میں "شہادت" کا تعلق رنج وغم اور حزن والم سے ہرگز نہیں ہے۔ یہ مرتبہ تو ایک مرد مومن کے لئے فوز وفلاح اور کامیابی وکامرانی کا بلند ترین اور ارفع واعلیٰ مقام ہے۔ شہادت فی سبیل اللہ وہ سعادت عظمیٰ ہے جس کی تمنا وآرزو خود خاتم الانبیاء والرسل نے بایں الفاظ میں فرمائی۔

"وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اِنِّيْ اُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيٰ ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيٰ ثُمَّ اُقْتَلُ

(صحیح بخاری، کتاب التمنی، باب ماجاء فی التمنی ومن تملی الشہادۃ)

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میری آرزو یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔"

مذکورہ تصریحات سے یہ حقیقت معلوم ہوئی کہ "شہادت" ہرگز رنج والم اور سوگ وماتم کرنے والی چیز نہیں ہے۔ اگر شہادت ماتم کرنے والی چیز ہوتی تو عہد رسالت میں آپ ﷺ خود حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بدرجہا افضل شہادتوں پر ضرور ماتم فرماتے، دور نبوت دور خلافت راشدہ غرضیکہ اسلام کی تاریخ کا کون سا دور ہے جو ان شہادتوں اور قربانیوں سے خالی ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ دین اسلام میں ماتم کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ جس گھر میں کسی موت واقع ہوئی ہو تو سوگ کی کیفیت کی زیادہ سے زیادہ تین دن کے لئے اجازت ہے۔ اس میں بھی مراسم عزا نوحہ، گریہ اور سینہ کوبی کی سختی کے ساتھ مخالفت کی گئی ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی تاریخ شہادت سے قبل ہر سال پورے دس

مراسم عزاداری اور دیگر شیعی عقائد کی تشہیر سے متعلق ذرائع ابلاغ کی پالیسی پاکستان کی غالب ترین مسلم اکثریت کے ساتھ نہ صرف کھلی زیادتی، بلکہ اشتعال انگیز فعل اور فرقہ پرستی کو فروغ دینا ہے

تن تک پھر چہلم کے موقع پر بھی سوگ اور مراسم عزا (نوحہ وماتم وغیرہ) بجالانا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاں بدترین مذاق ہے وہاں ان کی شدید ترین توہین بھی ہے۔

چونکہ اہل تشیع نے ان مراسم عزا کو ان کی اپنی توضیح کے مطابق دین اسلام کے بالمقابل اور متوازی شیعہ مذہب کی اعلیٰ ترین عبادت اور شہ رگ قرار دے دیا ہے۔ اگر اہل تشیع قرآن، حدیث، ائمہ کی تعلیمات اور اپنے اسلاف کے طریقے کے برخلاف مراسم عزا کو ضروری اور عبادت الٰہی سمجھتے ہیں تو یہ متاخرین شیعہ کا یقیناً ایک مذہبی حق ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کا دائرہ ان کے گھروں اور عبادت گاہوں کی چار دیواری تک محدود رہنا ضروری ہے۔

ماتمی جلوسوں کو پبلک مقامات، بازاروں اور انہیں برخلاف شریعت اور حرام سمجھنے والوں کے گھروں کے سامنے سے گزارنا یقیناً شرعاً، قانوناً اور اخلاقاً کسی طرح بھی جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

محرم الحرام، حرمت والے چار مہینوں میں سے ایک ہے جس کا احترام ملحوظ رکھنے کی خاطر شریعت مقدسہ نے سخت تاکید کی ہے، لیکن حادثہ کربلا سے اس کی حرمت کا کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ یہ حادثہ تو نبی اکرم ﷺ کی رحلت سے بھی پچاس برس بعد پیش آیا ہے لہٰذا دینی اعتبار سے اس سانحے کا یوم عاشورہ سے کسی قسم کا تعلق سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سنی قیادت کی مداہنت اور تساہل وتغافل سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اہل تشیع نے پاکستان میں وہ کامیابی حاصل کی جس کا اڑھائی فیصد کی حامل کوئی اقلیت تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج محرام الحرام کے دوران پاکستان مکمل طور پر ایک شیعہ ریاست کا تصور پیش کر رہا ہوتا ہے۔ سرکاری وغیر سرکاری ذرائع ابلاغ بالخصوص ریڈیو اور ٹیلی ویژن مرکزی امام بارگاہ میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ شب عاشورہ اور شام غریباں کے پروگرام امام باڑے سے براہ راست نشر کئے جاتے ہیں۔ حکومت ان قومی اداروں کو خود عملی طور پر ایک فرقے کے قبضے میں دے دیتی ہے۔ مراسم عزا اور دیگر شیعی عقائد کی تشہیر سے متعلق ان اداروں کے پالیسی پاکستان کی غالب ترین مسلم اکثریت کے ساتھ کھلی زیادتی ہے یہ نہ صرف ایک اشتعال انگیز فعل ہے بلکہ یہ فرقہ پرستی کو فروغ دیتا ہے۔ ملک کے امن وامان کو تہہ بالا کرنا اور شیعہ سنی تصادم کی راہ ہموار کرنا ہے بلکہ پاکستان کے آئین اور حکومت کی اس مسلمہ پالیسی کے بھی خلاف ہے کہ کسی ایک فرقہ کے نظریات اور اختلافی مسائل کو ریڈیو، ٹیلی ویژن پر پیش نہ کیا جائے۔

لیکن جب ان اداروں کے پروگراموں بالخصوص محرم الحرام کے پہلے دس دن کے پروگراموں پر نظر ڈالی جائے تو ہمارا ریڈیو اور ٹیلی ویژن پاکستان کا نہیں بلکہ ایران کا نظر آتا ہے۔ ان دنوں کے تقریباً سارے پروگرام، نوحوں، مرثیوں، مسالموں، مجلسوں اور اسی قسم کی دوسری بدعات وخرافات سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان پروگراموں کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ حکومت پاکستان ایران کی بنی بویہ اور صفوی حکومتوں کی جانشین کر سرکاری طور پر ماتم کرا رہی ہے۔

حکومت پاکستان یقیناً اس تاریخی حقیقت سے واقف ہوگی کہ مسلمانوں کا سوادِ اعظم ماتم، نوحے سینہ کوبی اور دیگر مراسم عزا کو اپنے دینی عقیدے کے خلاف جانتا ہے اور یہ مراسم صرف شیعی فرقے کے ساتھ مخصوص ہیں جنہیں پہلی مرتبہ موجودہ شکل چوتھی صدی ہجری میں بنی بویہ کے حکمران معز الدولہ نے دی تھی۔ معلوم نہیں یہ

محرم اور چہلم کے موقع پر خنجر بردار ماتمی جلوسوں کو امام باڑوں کی چار دیواری تک محدود کرنے سے نہ صرف ہمارا پیارا وطن امن کا گہوارہ بنے گا بلکہ سکیورٹی کے نام پر اربوں روپے کے اخراجات سے بھی نجات مل جائیگی

بدعت سیئہ وضلالہ قیام پاکستان کے بعد کن مصلحتوں یا کس سازش کے تحت ہمارے قومی اداروں میں ریاستی دہشت گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رائج کردی گئی۔

مسلمانوں کی وسیع القلبی اور رواداری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے گذشتہ تین عشروں سے ان اداروں کے شیعہ افسران اور فرقہ پرست غالی شیعہ علماء کی ہمت اس قدر بڑھ چکی ہے کہ وہ کھلم کھلا ریڈیو اور ٹی وی پر اپنے عقائد کا پرچار کرنے لگے ہیں۔ یہ روش محرم کے صرف دنوں تک ہی محدود نہیں ہوتی بلکہ اس کے بعد بھی مختلف پروگراموں بالخصوص ''اپنی بات'' میں شیعہ علماء اور ذاکرین کی مدح وتوصیف میں خطوط تیار کروا کر انہیں نہایت ہی دیدہ دلیری سے اور خوب بڑھا چڑھا کر عوام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

یہ پالیسی کھلی شرانگیزی اور ملک کے آئین و سالمیت کے خلاف ہے جس کا مقصد دنیا کے سامنے پاکستان کو ایک شیعہ ریاست کے طور پر پیش کرنا ہے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ریڈیو اور ٹی وی پر شیعی عقائد پر مبنی یہ پروگرام صرف اہل سنت کے جذبات کو مجروح کرنے یا انہیں شیعہ مذہب کی طرف راغب کرنے کے لئے پیش کئے جاتے ہیں کیونکہ اہل تشیع تو ان دنوں پروگرام سننے کے بجائے خود ماتم ونوحہ میں مصروف رہتے ہیں۔

مزید برآں محرم الحرام کی آمد سے ایک ماہ بیشتر ہی ملک بھر میں تھانے کی سطح سے لیکر اوپر تک امن کمیٹیوں کا قیام، ضلعی وصوبائی سطح پر اتحاد بین المسلمین کے عنوان سے کانفرنسز کا انعقاد، ضلع بندیاں، نظر بندیاں، زبان بندیاں اور دیگر کئی پابندیاں عائد کردی جاتی ہیں۔ ان کی زد میں بسا اوقات ان لوگوں کے نام بھی شامل کردیئے جاتے ہیں جو دارفانی سے دارالبقا کی طرف رحلت کرچکے ہوتے ہیں۔ درجنوں شہر حساس قرار دے دیئے جاتے ہیں جنہیں باقاعدہ فوج کے حوالے کردیا جاتا ہے اسی طرح عشرہ محرم میں تمام حکومتی فورسز، انتظامی مشینری، خفیہ ایجنسیاں اور اعلیٰ حکام سمیت حالت جنگ کا نقشہ پیش کررہے ہوتے ہیں۔

ان دنوں ملک میں لاء اینڈ آرڈر کے مسائل میں شاہراؤں، دکانوں، بازاروں کی بندش، چوکوں پر رکاوٹوں، پولیس، رینجرز اور آرمی کے فلیگ مارچ اور نقل وحرکت کی وجہ سے ہر طرف خوف وہراس کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ملکی معیشت کا پہیہ جام اور کاروبار زندگی مفلوج ہوکر رہ جاتا ہے۔ نیز ان ماتمی جلوسوں کی حفاظت کے لئے پوری سرکاری مشینری اور تمام ملکی وسائل جھونک دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ ان جلوسوں کی خود شیعہ مذہب میں بھی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ یہ جلوس فرض ہیں نہ سنت ومستحب، کسی بھی معتبر شیعہ کتاب میں ان کی کوئی شرعی حیثیت نہیں بیان کی گئی اور نہ ہی ائمہ سے ان جلوسوں کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ انڈونیشیا سے مراکش تک پاکستان

> **آج محرم کے دوران پاکستان مکمل طور پر ایک شیعہ ریاست کا تصور پیش کررہا ہوتا ہے، حکومت قومی اداروں کو خود عملاً ایک فرقے کے قبضے میں دے دیتی ہے**

کے علاوہ کسی بھی اسلامی ملک میں ماتمی جلوسوں کے ذریعہ پورے ملک کو جام کرنے کا کوئی اہتمام نہیں ہوتا۔ گذشتہ سطور میں شیعہ علماء ومجتہدین کی تصریحات کی روشنی میں یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ ماتمی جلوس شیعہ مذہب کے فروغ اور سیاسی قوت کے مظاہرے کا ایک مؤثر ترین ہتھیار ہیں جن کا عبادت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

اگر بالفرض مراسم عزا ان کے ہاں عبادت ہے تو کیا یہ عبادت انفرادی طور پر نہیں ہوسکتی؟ کیا اس عبادت کے لئے جماعت شرط ہے؟ اگر جماعت شرط ہے تو کیا ایک گھر کے تمام افراد مل کر اپنے گھر میں یہ عبادت ادا نہیں کرسکتے؟ کیا ایک محلّہ کے باشندے اپنے محلّے کی محفوظ عبادت گاہ میں ماتم کی جماعت نہیں کرسکتے؟ کیا اس ماتمی عبادت کی ادائیگی کے لئے تمام شرکاء کا چھریوں، خنجروں اور دیگر اسلحہ سے لیس ہوکر سڑکوں پر آجانا اور ملک بھر کی شاہراہوں کو بلاک کردینا بھی ضروری ہے؟ پھر کیا اس مسلح ہجوم کا اپنی عبادت ماتم کی بجا آوری کے لئے اہل سنت کی مساجد، مدارس اور گھروں کے سامنے اکٹھا ہونا اور دھرنا دینا بھی کوئی لازمی اور ضروری امر ہے کہ اس کے بغیر عبادت کے تقاضے پورے نہیں ہوتے؟

مذکورہ حقائق کی روشنی میں اور ملک کے عظیم تر مفاد کے بہانے ارباب اقتدار اور مخلص ومحب وطن عوام کی توجہ اس طرف مبذول کرائی جاتی ہے کہ انہوں نے جہاں ملک کو دہشت گردی اور طالبانائزیشن سے پاک کرنے کے لئے لال مسجد اور جامعہ حفصہ، مالاکنڈ ڈویژن اور وزیرستان میں خاموش آپریشن، ''آپریشن راہ حق'' اور ''آپریشن راہ نجات'' کے نام سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں اہلکاروں کی قربانیاں دے کر جہاں اور سخت قدم اٹھائے ہیں وہاں بدرجہا آسان ترین قدم اٹھاتے ہوئے محرم الحرام اور چہلم کے موقع پر کم از کم مراسم عزا بالخصوص ماتمی جلوسوں کو امام بارگاہوں کی چار دیواری تک محدود کردیں تو اس سے ملک نہ صرف امن وامان کا گہوارہ بن جائے گا بلکہ ارباب اقتدار کے اس اقدام سے ہمارا پیارا ملک پاکستان سکیورٹی کے نام پر ہر سال خرچ ہونے والے اربوں روپوں کے اخراجات سے بھی بچ جائے گا۔

اللہ تعالیٰ اس ملک کو اندرونی وبیرونی اور داخلی وخارجی سازشی عناصر سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔ آمین

موجودہ حالات کے تناظر میں

کٹ جاتی ہے گردن کوئی دلگیر نہیں ہے
روشن خیال لوگوں کا ضمیر نہیں ہے
اس عہد میں کوئی عدل کی زنجیر نہیں ہے
مانگیں قصاص کس سے، جہانگیر نہیں ہے
حالات دگرگوں ہیں زمیں تنگ ہے جن پر
حیرت ہے کہ اُن ہاتھوں میں شمشیر نہیں ہے
اسلاف کی میراث بھی کھو بیٹھے ہیں ہم لوگ
آنکھوں میں وہ کردار مشاہیر نہیں ہے
گھر گھر میں میسر ہیں اب آلات شیطانی
طاقوں میں بھی قرآن کی تفسیر نہیں ہے
ہے وقت سنبھلنے کا سنبھل جائیں تو بہتر
ورنہ تو سنبھلنے کی بھی تدبیر نہیں ہے
اس قوم کی حالت پہ تڑپنے کے لئے اب
اقبالؔ کوئی حالیؔ کوئی میرؔ نہیں ہے

(محمد زبیر معاویہ، لاہور)

شہداء کا ماتم کیوں؟

علامہ فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے

زندہ قومیں اپنے بزرگوں، قومی تشخص کے معماروں اور اپنے روحانی پیشواؤں کا ماتم نہیں کرتیں، نہ ہر سال ان کی موت کے دن کو سوگواری کا دن قرار دے کر ان کے غم میں سینہ کوبی کرتی ہیں اور نہ ماتم ونوحہ کو اپنے مذہب کا شعار ہی قرار دیتی ہیں، زندہ وہی قوم رہے گی جس نے اپنے بزرگوں کو سال میں ایک دن یاد دو دن آہ وبکا اور نالہ وفغاں کا ہدیہ پیش کرنے کے بجائے ان کی زندگی کے ہر نقش کو اپنی عملی زندگی کا شعار بنالیا صرف اور صرف ایسی قوم ہی دنیا پر اپنے مذہب وتمدن اور اپنی تہذیب وثقافت کا سکہ جما سکتی ہے جو قوم رونے پیٹنے اور نوحہ وماتم کو اپنا شیوہ بنالے، لہو ولعب کو اپنا زندگی کا دستور بنالے، اپنے بزرگوں کی علمی اور عملی میراث کو برباد کردے، دین ومذہب اور بزرگوں کے نام کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنالے، دینی شعائر اور مذہبی عقائد وعبادات کو بازیچہ اطفال بنا کر رکھ دے وہ دنیا میں کبھی ایک قوت قاہرہ کی حیثیت سے نہیں ابھر سکتی اور نہ اقوام عالم کی صف میں کوئی اہم مقام حاصل کرسکتی ہے۔

اس وقت مسلمانوں کو ایک سازش کے تحت اسلام کے نام پر کئی متحارب گروپوں میں تقسیم کردیا گیا ہے جس سے اصل دین سے غافل ہو کر گروہ سازی اور گروہ پروری کے مہلک مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں گروہ پروری کی خاطر اصل دین میں تحریک وتغییر، دین میں ابتداء واختراع، اصل دین کے کتمان اور خودساختہ دین ومذہب کی ترویج واشاعت ایسے کبائر ذنوب تک کا ارتکاب کیا جارہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے کہ:

"اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو یعنی قرآن حکیم کو سینے سے لگالو اور اس کے تمام احکام کی تعمیل کرو۔"

> جو قوم رونے پیٹنے، نوحہ وماتم کو اپنا شیوہ بنالے دنیا میں کبھی ایک قوت قاہرہ کی حیثیت سے نہیں ابھر سکتی اور نہ ہی اقوام عالم کی صف میں کوئی اہم مقام حاصل کرسکتی ہے

پیغمبر ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے ہی میں فلاح ونجات ہے جو اس راہ سے ہٹ گیا وہ سیدھا جہنم میں پہنچا۔"

اسلام ماتم ونوحہ اور کھیل کود کا مذہب نہیں، اسلام عمل کا دین ہے۔ اسلام اختراع وابتداع کا دین نہیں اسلام اطاعت واتباع کا دین ہے۔ شہداء کے بارے میں قرآن حکیم کا واضح اعلان ہے۔

" وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ "

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوگئے ان کو مت کہو کہ وہ مردے ہیں۔"

شہیدوں کو مردہ ہونے کے باوجود مردہ سمجھنے اور مردہ کہنے سے روک دیا اس لئے نہیں کہ وہ مردہ نہیں ہیں بلکہ اس لئے کہ انہوں نے اپنے خون سے کشتِ اسلام کو سیراب کیا ہے اور ملکِ جان کی رضا جوئی کی خاطر اپنی جان اس کے حوالے کردی ہے، اس طرح ان کا مقام عام مردوں سے بلند وبالا ہے اور عالم برزخ میں ان کو بہت اعلیٰ وارفع زندگی حاصل ہے۔ لہٰذا ان کو مردے سمجھ کر ان کے فراق میں ماتم ونوحہ کو اپنا شعار نہ بنانا، بلکہ اس عظیم کام میں اور دین کی اس بے مثال خدمت میں ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنا، انہوں نے اپنی قیمتی متاع اور پیاری جان کی قربانی دے کر قوم کو زندگی بخشی ہے اور اسلام کا کلمہ بلند کیا ہے۔

بقول عزیز ؎

شہید کی جو موت ہے قوم کی حیات ہے
شہید کا جو خون ہے وہ قوم کی زکوٰۃ ہے

اس لئے تم رونے دھونے، بال نوچنے، ماتم ونوحہ گری اور سالیانہ رسوم کے پردوں میں ان کی خدمات کو نہ چھپا دینا اور نہ ان کے کارناموں کی اہمیت کو گھٹانے کی کوشش کرنا۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی میدان کربلا میں کلمہ گویان اسلام کے ہاتھوں شہادت ایک المیہ اور ایک المناک حادثہ ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ایک عظیم مقصد کی خاطر اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان کی قربانی دی۔ محبانِ حسین رضی اللہ عنہ اور شیعانِ علی رضی اللہ عنہ اگر واقعی ان حضرات کے ساتھ مخلصانہ محبت رکھتے ہیں تو انہیں ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے باطل اور بدی کے مقابلے میں سینہ سپر ہو کر ان کو مٹانا چاہئے۔ سال بہ سال سینہ کوبی، نوحہ گری، ماتم سازی اور اسپ نوازی سے آخر دین کی کونسی خدمت انجام پاتی ہے، سو اس کے اس سوانگ کے پردے میں ہر سال شہر بہ شہر فساد اور قتل وخونریزی کا بازار گرم کیا جاتا ہے اور اصحاب رسول ﷺ پر سب وشتم کرکے سواد اعظم اہلسنت وجماعت کی دلآزاری کی جاتی ہے۔

> شہداء کا ماتم ونوحہ خود شیعہ مذہب کی رو سے بھی حرام اور ناجائز ہے اس کی صراحت شیعہ کی معتبر کتابوں میں موجود ہے

حالانکہ شہداء کا ماتم ونوحہ خود مذہب شیعہ کی رو سے بھی حرام اور ناجائز ہے۔ جیسا کہ شیعوں کی معتبر کتابوں میں اس کی صراحت موجود ہے چند حوالے بطور مشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ فرمائیں۔

مصیبت کے وقت صبر کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" اذا ذهب الصبر ذهب الايمان "

(اصولی کافی صفحہ 240)

بقیہ صفحہ 22 فاروقی شہید ؒ کا پیغام

رہے۔ ہمارے حلقے کے کئی قابل قدر لوگ سدراہ ہوئے تب بھی ہم نے ان کی مخالفت میں زبان تک نہ کھولی، جھوٹے الزامات من گھڑت پروپیگنڈے، چائے کی پیالی میں طوفان برپا کرنے والے کئی مہروں کی طرف توجہ کئے بغیر ہم اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہے۔ کئی برگزیدہ لوگوں نے سپاہ صحابہ کے خلاف اپنے دستور میں قدغن لگائیں کئی طرف سے طعنوں کی بارش ہوتی رہی، گالیوں کا شور اٹھتا رہا، الزامات کی بوچھاڑ ہوتی رہی، من گھڑت خبروں اور جھوٹے بیانات کی آڑ میں کئی لوگ دکانداری کرتے رہے، ہمارے کارکنوں کو گرفتار کرکے انہیں سپاہ صحابہ چھوڑنے پر مجبور کیا جاتا رہا، مقدمات کی آڑ میں کئی لوگوں کو سپاہ صحابہ سے منحرف کیا گیا، حکومتی مراعات کا لالچ دے کر کئی مہربانوں نے ضمیروں کی منڈی سجائی، سپاہ صحابہ کے خلاف حکومتی اپریشنوں کی گنگا میں ہاتھ دھونے کیلئے کئی مقدس لوگ آگے بڑھے۔

ہر جگہ ہم نے اپنے کام سے کام رکھا، مخالفت کرنے والے بزرگوں کا بھی احترام کیا، طعنہ دینے والے اکابرین کی عقیدت میں بھی فاصلہ پیدا نہ ہونے دیا۔

صحابہ کرام کے نام پر یہاں کئی جماعتیں کام کررہی ہیں۔ ہمارے لئے ہر بزرگ قابل احترام ہے ہر ایک نیک نیتی سے اپنی منزل کی طرف گامزن ہے۔ ہمارے لئے سب کا احترام واجب ہے۔ خوش دلی اور خوش اخلاقی ہمارا طرہ امتیاز ہے۔ بغض وعناد اور تعصب و تنگ نظری کو ہم نے دیس نکالا دیا ہوا ہے...... ہمارا اختلاف صرف اسلام دشمنوں سے ہے، ہماری لڑائی صحابہ کرام کی تکفیر کرنے والوں سے ہے۔ ہم اپنے مخالفین کے خلاف بھی آئینی جدوجہد کررہے ہیں، ہماری منزل ناموس صحابہ کا تحفظ اور غلبہ اسلام ہے۔ ہم اس میں کس قدر کامیاب ہوئے ہیں، کچھ جواہر پارے میں نے سامنے رکھ دیئے ہیں، کچھ تاریخ کے فیصلے کے لئے چھوڑ دیئے گئے ہیں، اگر ہماری نیت اور ارادے درست ہوں گے تو کامیابی سے ساری دنیا مل کر بھی روک نہیں سکتی۔ اگر ہم لوگ بدنیت اور مفاد پرست ہوں گے تو کسی کو ہمارے خلاف جدوجہد کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی، ہم خود ہی ختم ہوجائیں گے۔

(جاری ہے)

بقیہ صفحہ 35 شہداء کا ماتم کیوں؟

"جب صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹا تو ایمان جاتا رہا۔"

امام زین العابدین ؒ فرماتے ہیں:

"الصبر من الایمان بمنزلة الرأس من الجسد الایمان لمن لا صبر له"

(اصول کافی ص240)

"صبر کا ایمان سے وہی تعلق ہے جو سر کا باقی بدن سے جس میں صبر نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں۔"

حضرت علی ؓ جب آنحضرت ﷺ کو غسل دے رہے تھے اس وقت فرمایا:

"لولا أنك امرت بالصبر ونهيت عن الجزع لا نفذ نا عليك ماء الشؤن"

(نہج البلاغہ: جلد2: صفحہ256)

"اگر آپ نے صبر کا حکم نہ دیا ہوتا اور جزع فزع سے منع نہ فرمایا ہوتا تو ہم (آپ پر رو رو کر) آنکھوں کا پانی بہادیتے۔"

حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ ؓ کو بھی اپنی وفات سے پہلے صبر وتحمل کی تلقین کی اور ماتم ونوحہ سے منع فرمایا۔

ترجمہ: "ابن بابویہ بسند معتبر از امام محمد باقر روایت کردہ است کہ حضرت رسول در ہنگام وفات خود بحضرت فاطمہ گفت اے فاطمہ! چوں بمیرم روئے خود رابرائے من نخراش وگیسوئے خود راپریشان مکن دواویلا مگو ودبرمن نوحہ مکن ونوحہ گران رامطلب"

(حیات القلوب، جلاء العیون، فروع کافی)

"ابن بابویہ نے سند معتبر کے ساتھ امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے اپنی وفات کے وقت حضرت فاطمہ ؓ سے فرمایا! اے فاطمہ! جب میری وفات ہوجائے تو میری جدائی میں اپنا چہرہ زخمی نہ کرنا، اپنے بال نہ بکھیرنا، واویلا نہ کرنا اور مجھ پر ماتم ونوحہ نہ کرنا اور ماتم کرنے والوں کو نہ بلانا۔

خود حضرت امام عالی مقام ؓ نے میدان کربلا میں اپنی شہادت سے پہلے اپنی ہمشیرہ کو وصیت فرمائی جس میں ان کی شہادت پر ماتم ونوحہ گری سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔

"اے خواہر گرامی گرا سوگندی دہم کہ چوں من از تیغ اہل جفا بعالم بقا رحلت نمایم گریبان چاک مکنید ورد مخراشید واویلا مگوائید۔ (جلاء العیون: صفحہ387)

ترجمہ: "اے ہمشیرہ محترم! میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ جب میں اہل جفا کے ہاتھوں شہید ہوجاؤں تو تم کپڑے نہ پھاڑنا نہ نوچنا اور واویلا نہ کرنا۔"

حیرت ہے کہ یہ محبان اہل بیت ائمہ اہل بیت کے احکام کی بھی پرواہ نہیں کرتے اور ان کے احکام کے خلاف ہر سال ان کا ماتم ونوحہ برپا کرتے ہیں۔ کیا اسی کا نام محبت حسین ؓ ہے اور کیا یہی محبت اہل بیت کی علامت ہے؟

اس وقت ملک میں سب سے بڑا مسئلہ ملک میں امن وامان کے قیام کا ہے اس لئے تمام اہل وطن کو بلا امتیاز مسلک وطن کی حفاظت، اس میں امن وسلامتی کی فضا قائم کرنے اور اس میں اسلامی آئین کے نفاذ کی کوشش کرنا چاہئے۔ وہ سرگرمیاں جو ملک کی سلامتی کے خلاف ہیں اور معاشرے کے بگاڑ اور ملکی ماحول میں شر وفساد اور غیر یقینی حالات پیدا کرنے کی ذمہ دار ہیں ان سے کلی طور پر اجتناب کرنا چاہئے۔ ہم سب ایک ہی کشتی میں سوار ہیں، اگر کشتی محفوظ ہوگی تو ہم بھی محفوظ رہیں گے، اس لئے ہمیں اس کشتی کی خیر منانی چاہئے۔ (از "خلافت راشدہ جنتری 1987ء")

حیرت ہے کہ یہ محبان اہل بیت، آئمہ اہل بیت کے احکام کی بھی پیروی نہیں کرتے، ان کے احکام کے خلاف ہر سال ماتم ونوحہ برپا کرتے ہیں، کیا اسی کا نام محبتِ حسین رضی اللہ عنہ ہے؟

نرخ نامہ اشتہارات برائے
سلسلہ وار نظام خلافت راشدہ خیرپور

بیک ٹائٹل فل رنگین	30,000
اندرونی ٹائٹل رنگین	20,000
اندرونی بیک ٹائٹل رنگین	20,000
اندرونی فل صفحہ 1 کلر	5,000
اندرون نصف صفحہ 1 کلر	3000
اندرون چوتھائی صفحہ	1000
اندرون فل کالم	1000
اندرون نصف کالم	1000

منجانب: منیجر اشتہارات نظام خلافت راشدہ
ناموس صحابہ کی جدوجہد میں شریک ہونے کیلئے اشتہارات دیجئے

کربلا میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس اونٹ تھے.....گھوڑے نہیں......!!!

امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس کربلا میں بتیس گھوڑے تھے؟

حقائق کی روشنی میں جواب کا دوسرا حصہ

بریلوی مکتب فکر کے نامور عالم دین
مولانا محمد علی کے قلم سے

گزشتہ سطور (شمارے) میں ہم نے یہ ثابت کیا تھا کہ امام عالی مقام کے ساتھ گھوڑا نہیں بلکہ اونٹ یا اونٹنی تھی۔اس پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ بہت سی کتب میں امام عالی مقام کے ساتھ ایک نہیں بلکہ بتیس گھوڑے تھے جیسا کہ الکامل فی التاریخ میں یوں موجود ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

الکامل فی التاریخ

ترجمہ:

''پھر جب عمر بن سعد نے ہفتہ یا جمعہ کے دن یوم عاشورہ کو صبح کی نماز پڑھی وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلا اور امام حسین نے بھی اپنے ساتھیوں کو تیار کیا ان کے ساتھ صبح کی نماز ادا فرمائی، امام حسین کے ساتھ بتیس گھوڑ سوار تھے اور چالیس آدمی پیدل تھے، آپ نے زہیر بن قین کو لشکر کی دائیں جانب اور حبیب بن مطہر کو بائیں جانب مقرر کیا اور جھنڈا اپنے بھائی عباس کو عطا فرمایا۔''

(1۔الکامل فی التاریخ جلد نمبر 4 صفحہ 59 سنہ احدی و ستین ذکر مقتل حسین مطبوعہ بیروت)

(2۔البدایۃ والنہایۃ جلد 8 صفحہ 178 سنہ احدی و ستین مطبوعہ بیروت)

(3۔تاریخ طبری جلد نمبر 6 صفحہ 240 تا 248 ۶۱ھ مطبوعہ بیروت ذکر الخبر عما کان فیہامن الاحداث)

ان تین کتب کے حوالہ سے معلوم ہوا کہ امام عالی مقام کے ساتھ بتیس گھوڑے سوار تھے لہٰذا یہ کہنا درست نہیں کہ آپ کے پاس کوئی گھوڑا نہ تھا؟

جواب اول:

انہی کتب تاریخ سے ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ امام عالی مقام جب مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو گھوڑے کی بجائے اونٹ پر سوار تھے راستہ میں فرزدق شاعر ملا تو اس وقت بھی اونٹ پر سوار تھے پھر جب کربلا پہنچے تو بھی اونٹ پر سوار تھے اور کربلا میں اترنے کے بعد جس سواری کو باندھنے کا حکم دیا وہ بھی اونٹ ہی تھا، ایک دو مرتبہ آپ نے مدمقابل سے گفتگو فرمائی تب بھی آپ اونٹ پر سوار تھے اور اگر یہ کہا جائے کہ آپ نے مدینہ منورہ سے کربلا تک کا سفر واقعی اونٹ پر کیا لیکن کربلا میں آپ کے محبین نے آپ کو یہ گھوڑے دیئے تھے تو اس بارے میں محبین کا طرز عمل پر ہم ایک مشہور شیعہ کا حوالہ پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

مقتل ابی مخنف:

ترجمہ:

''امام حسین علیہ السلام نے آواز دے کر پوچھا۔اے شیث بن ربعی، اے کثیر بن شہاب اور اے فلاں بن فلاں تم ہلاک ہو جاؤ، کیا تم نے مجھے اپنے پاس آنے کے لئے خطوط نہیں لکھے تھے اور یہ نہیں کہا تھا کہ ہمارا فائدہ اور نقصان مشترکہ ہوگا۔اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہم کچھ نہیں کر سکتے امام موصوف نے فرمایا اگر تم میرا یہاں آنا اچھا نہیں سمجھتے تو میں واپس لوٹ جاتا ہوں جدھر میرا دل کرے قیس بن اشعث نے کہا ''سواری سے اُترو، ابن زیاد کا حکم ہے۔'' پھر زہیر نے امام مظلوم کی طرف سے تقریر کی۔تو انہوں نے جواباً کہا ''ہم تمہارے صاحب (امام حسین) کو قتل کئے بغیر نہیں چھوڑیں گے اور ان کے متبعین کو بھی قتل کریں گے یا پھر تم یزید کی بیعت کر لو۔''

(مقتل ابی مخنف صفحہ 55 تا 56 مکتبہ حیدریہ نجف اشرف عراق)

یہ تھا محبین کا برتاؤ کہ جن سے گھوڑے ملنے کی توقع کون کر سکتا ہے؟ لہٰذا ثابت ہوا کہ کربلا میں گھوڑوں کا امام حسین علیہ السلام کو دیئے جانا عقلاً نقلاً ناممکن ہے نقلاً اس لئے کہ مدینہ منورہ سے کربلا تک آپ علیہ السلام کا سفر اونٹ پر ثابت ہے اور عقلاً کربلا والوں کا آپ کو قتل کرنے کی دھمکی دینے کے ساتھ گھوڑے دینا ناممکن ہے۔

جواب دوم:

مذکورہ تین کتب میں واقعہ اگرچہ تقریباً ملتا جلتا ہے لیکن ان میں سے سند صرف طبری نے ذکر کی۔بقیہ دو کتابوں میں سند مفقود ہے اور طبری کی ذکر کردہ سند سخت مجروح ہے کیونکہ اس کا مرکزی راوی لوط بن یحییٰ ابو مخنف ہے جو پرلے درجے کا کذاب ہے، اسماء الرجال میں اس کے بارے میں یوں لکھا ہے۔

میزان الاعتدال

ترجمہ:

''لوط بن یحییٰ ابو مخنف اخباری آدمی ہے۔ادھر اُدھر کی جوڑنے والا غیر معتبر آدمی ہے، ابو حاتم نے اسے متروک کیا، دار قطنی نے ضعیف کہا، ابن معین نے اس کی ثقاہت کا انکار کیا، مرہ نے ''لیس بشیء'' کہا۔ابن عدی نے کہا دل جلا شیعہ تھا بس خبریں لکھنے کا ماہر تھا۔

گھوڑوں والی روایت کا ایک ہی راوی لوط بن یحییٰ ابو مخنف ہے جو پرلے درجے کا کذاب ہے اسماء الرجال میں اس کو اخباری آدمی کہا گیا ہے

(میزان الاعتدال جلد دوم صفحہ 360 حرف لام مطبوعہ مصر)

لہٰذا ایسے کٹر اور حاسد شیعہ کی روایت اور محض خبری معتبر آدمی کی روایت اسے استدلال کیونکر ہو سکتا ہے؟

جواب سوم: البدایۃ والنہایۃ

ترجمہ:

''امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بیان میں رافضیوں اور شیعوں نے بہت سی جھوٹی باتیں بنا رکھی ہیں اور باطل خبریں گھڑ رکھی ہیں ہم نے جو کچھ ذکر کیا اتنا ہی

کافی ہے ہم نے جو واقعات ذکر کئے ہیں ان میں سے بھی بعض میں نظر ہے اگر ان باتوں کا ابن جریر وغیرہ حفاظ وآئمہ نے ذکر نہ کیا ہوتا تو میں انہیں ہرگز ذکر نہ کرتا ان میں اسے اکثر کا راوی لوط بن یحییٰ ابومخنف ہے وہ یقیناً شیعہ تھا اور ائمہ کے نزدیک حدیث میں ضعیف تھا لیکن اخباری اور حافظ ہے اور اس کے پاس ایسے واقعات و حکایات ہیں جو کسی اور کے ہاں نہیں ملتیں۔"

(البدایۃ والنہایۃ جلد نمبر 8 صفحہ 2-2 فصل وکان مقتل حسین رضی اللہ عنہ یوم الجمعۃ یوم عاشوراء مطبوعہ بیروت 61ھ)

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ شہادت امام حسین کے موضوع پر بہت سے واقعات من گھڑت ہیں۔ جن کو لوط بن یحییٰ نے گھڑا کیونکہ یہ شخص اخباری تھا ابن جریر نے جو واقعات اپنی تاریخ میں درج کئے وہ بھی بکثرت اسی لوط بن یحییٰ سے منقول ہیں اور خود طبری بھی تشیع سے خالی نہیں ہے اس کے بارے میں ہم تفصیل سے لکھ چکے ہیں گھوڑے کا جھوٹا واقعہ جس نے اختراع کیا اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور اس کا نام "ذوالجناح" ملا حسین کاشفی نے رکھا اور ایسا مشہور ہوا کہ شیعوں کا مابہ الامتیاز نشان بن گیا یعنی ذوالجناح نکالنے والا شیعہ ہے اور اس کا منکر سنی ہے حالانکہ تحقیق یہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے کربلا میں گھوڑے کا وجود تک نہ تھا شیعہ مؤرخین کا بادشاہ صاحب ناسخ التواریخ لکھتا ہے:

"میدان کربلا میں ذوالجناح موجود نہ تھا"

ناسخ التواریخ:

ترجمہ:

"پھر گھوڑا کودا اور آپ نے تلوار کھینچ لی، واضح ہو کہ امام عالی مقام کی سواری معتبر کتابوں میں دو ناموں سے مذکور ہے ایک گھوڑا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جس کا نام مرتجز تھا، دوسری سواری اونٹ تھی جس کو سناۃ کہتے تھے اور گھوڑا کہ جسے ذوالجناح کا نام دیا گیا ہے حدیث اخبار اور تاریخ کی کسی معتبر کتاب میں، میں نے اسکا نام نہیں دیکھا۔ اور ذوالجناح ایک شخص شمر بن لھیعہ کا لقب تھا اور کسی کے گھوڑے کا یہ نام میں نے نہیں سنا اور اگر چند گھوڑوں کا نام جناح ہو اور اس کے ساتھ "ذو" کا لفظ جوڑ کر ذوالجناح بنایا جائے تو بھی یہ گھوڑا امام حسین رضی اللہ عنہ کا نہیں ہو سکتا اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑوں کا نام جناح رکھیں پھر بھی ذوالجناح کہنا غلط ہے بہرحال اس نام کا گھوڑا کوئی نہ تھا۔"

(ناسخ التواریخ در احوال حضرت سید الشہداء جزء دوم از جلد ششم صفحہ 366 مرکب ہائے حسین مطبوعہ تہران)

امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس کربلا میں گھوڑے ہونے کا دعویٰ صرف روایت پرستی پر موقوف ہے، حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں

توضیح:

شیعہ مورخ کی مذکورہ تحریر سے چند امور ثابت ہوتے ہیں:

1-امام عالی مقام کی سواریاں صرف دو تھیں، ایک گھوڑا اور دوسری اونٹنی۔

2-مرتجز نامی گھوڑا دراصل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھوڑا تھا جو امام عالی مقام کو ملا۔

3-احادیث، اخبار اور تاریخ کی معتبر کتابوں میں ذوالجناح نام کے گھوڑے کا کوئی اتہ پتہ نہیں۔

4-امام عالی مقام کے کسی گھوڑے کا نام ذوالجناح نہیں ہو سکتا اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے مرتجز کا نام ذوالجناح ہو سکتا ہے۔

جب امام عالی مقام کی سواریاں صرف دو ہی تھیں، کیا یہ دونوں سواریاں واقعہ کربلا میں آپ کے پاس موجود تھیں؟ اس کا جواب علامہ طبری سے سنیئے:

تاریخ طبری:

ترجمہ:

" قاسم بن اصبغ بن بنانہ کہتا ہے کہ میں نے ایسے شخص سے سنا جو امام حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر میں موجود تھا کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کا لشکر مغلوب ہو گیا تو امام حسین رضی اللہ عنہ مسنات نامی اونٹنی پر سوار ہو گئے۔"

(تاریخ طبری جلد نمبر 6 صفحہ 258، 61ھ مطبوعہ بیروت)

الکامل فی التاریخ:

ترجمہ:

"پھر امام عالی مقام اونٹنی پر سوار ہوئے اور لوگوں کی طرف تشریف لے گئے اس زور سے بولے کہ تمام لوگوں نے آپ کی آواز سن لی۔"

(الکامل فی التاریخ جلد نمبر 4 صفحہ 61 ثم دخل سنۃ احدی وستین ذکر مقتل الحسین) مطبوعہ بیروت)

قارئین کرام! اس حوالہ سے بھی معلوم ہوا کہ امام عالی مقام کے پاس کربلا میں اونٹ تھا گھوڑا نہیں اور جن لوگوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے گھوڑے ثابت کئے اور دعوے کئے کہ کربلا میں امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء کے پاس گھوڑوں کے اثبات پر ہم سو حوالہ جات پیش کر سکتے ہیں یہ ان کا دعویٰ صرف روایت پرستی پر موقوف ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، حقیقت یہی ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس اونٹ تھا گھوڑا نہیں تھا جس کو ابھی ہم دلائل قاہرہ سے ہم ثابت کر چکے ہیں۔

امام حسین کے پاس میدان کربلا میں گھوڑا ہونے پر مولوی عبدالسلام کا بے اصل دعویٰ

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یقیناً اتنے خرافات ماہ محرم اور واقعہ کربلا کے لئے ایجاد نہ ہوئے تھے جتنے اس زمانہ میں ایجاد ہو چکے ہیں تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے زمانہ کے واعظین اور مصنفین کو جنہوں نے واقعہ کربلا کو رنگیلا پنی سے بیان کرنے کا طریقہ اپنایا اور کتابیں لکھیں ان کے ان افعال پر آپ نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مراتب ان کے لئے ذکر کئے تو اب ہمارے زمانہ میں تو ان سنی واعظین نے حدیں ہی توڑ دیں جیسا کہ گزر چکا ہے لیکن ان میں "نواسۂ سید الابرار" ہے یہ اس کتاب میں لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے:

"بعض لوگ بڑے دعوے سے دس ہزار روپے کا اعلان کرتے ہیں کہ اگر کوئی گھوڑے کے ہونے کا ثبوت دیدے تو دس ہزار روپیہ انعام دیں گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ سینکڑوں کتب میں سے کسی میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں آیا کہ آپ کے پاس اونٹ ہی تھے گھوڑا نہ تھا بلکہ تمام کتب معتبرہ میں اس امر کا واضح ثبوت بارہا ملا ہے کہ گھوڑے تھے۔ از خود جس پر سوار ہو کر سید الشہداء گر کر شہید ہوئے تھے وہ گھوڑا تھا اونٹ نہیں، عجیب بے وقوفی ہے کہ جس چیز کا کسی جگہ ذکر نہیں، اس کے متعلق کہنا کہ یہ کتب معتبرہ میں موجود ہے اور جس چیز کا متعدد کتب میں ذکر ہو اس کے وجود کا انکار ہو رہا ہے اور پھر اس پر دس ہزار روپے انعام کا اعلان کیا جا رہا ہے تو میں ایک کتاب کیا بلکہ ایک سو معتبر کتب سے ثبوت دے سکتا ہوں جیسا کہ میں اس کتاب میں اسکا ثبوت بھی دے چکا

ہوں چاہئے کہ فی الفور مجھے دس ہزار روپیہ بذریعہ ڈاک منی آرڈر کر دیا جائے۔

(شہادت نواسہ سید الابرار صفحہ 840،
اسب امام ؑ کے نام کی تحقیق مطبوعہ مکتبہ حامدیہ لاہور)

مذکورہ عبارت کی تردید:

مولوی عبدالسلام کا یہ دعویٰ ہی دعویٰ بلا تحقیق ہے ورنہ ہم نے گزشتہ اوراق میں چند معتبر کتب کے حوالہ جات اس بارے میں پیش کر دیئے ہیں کہ امام عالی مقام کے پاس مدینہ منورہ سے شہادت تک گھوڑا نہیں بلکہ اونٹ تھا۔ ان کے علاوہ اور بھی شیعوں کی ایک بڑی ضخیم اور معتبر کتاب اعیان الشیعہ جو دس جلدوں پر مشتمل ہے اس سے ہم اس مسئلہ کی تحقیق پیش کرتے ہیں کہ جس کے بعد کسی شک کی گنجائش نہیں رہتی۔

اعیان الشیعہ:

محمد بن حنفیہ کو جب معلوم ہوا کہ امام حسین کربلا کی تیاری کر رہے ہیں تو

ترجمہ:

''محمد بن حنفیہ نے امام حسین ؑ کی اونٹنی کی لگام پکڑ لی ،اس صورت میں امام حسین ؑ اونٹنی پر سوار ہو چکے تھے تو محمد بن حنفیہ نے عرض کی ،اے میرے بھائی! کیا تو نے میرے ساتھ وعدہ نہیں کیا تھا کہ میں کربلا جانے کے سفر میں غور وفکر کروں گا......''

تو جب امام حسین ؑ کی فرزدق شاعر نے راستے میں ملاقات کی تو امام حسین ؑ نے اس سے کوفہ والوں کا حال پوچھا، تو فرزدق نے کہا! ان کے دل تمہارے ساتھ ہیں اور ان کی تلواریں بھی تم پر ہیں، تو اس ساری گفتگو کے بعد حضرت امام حسین ؑ نے)
''اپنی اونٹنی کو آگے چلنے کے لئے حرکت دی اور فرزدق کو کہا! السلام علیک''

(اعیان الشیعہ جلد اول صفحہ 93تا95سیرۃ الحسین خروجہ الی العراق مطبوعہ بیروت)

اعیان الشیعہ:

امام حسین ؑ جب کربلا میں دوسری جمعرات کی محرم کی 61ھ کو پہنچے تو فرمایا، اس جگہ کا کیا نام ہے؟ کہا گیا کربلا، آپ نے فرمایا اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ کرب وبلا سے پناہ مانگتا ہوں پھر اپنے اصحاب پر متوجہ ہوئے...... پھر فرمایا کہ یہ کربلا ہے لوگوں نے کہا ہاں ابن رسول

ترجمہ:

''امام حسین ؑ نے فرمایا! یہ کرب و بلا کی جگہ ہے اُتر جاؤ ، ہماری سواریاں (اونٹنیاں) بٹھانے کی اور کجاووں کو اتارنے کی اور ہمارے مردوں کے قتل ہونے کی اور ہمارے خون گرانے کی یہی جگہ ہے۔''

(اعیان الشیعہ جلد اول صفحہ 598سیرۃ الحسین وصولہ کربلا مطبوعہ ببطبع جدید)

اعیان الشیعہ:

امام حسین ؑ کو جب میدان کربلا میں شمر نے روک لیا تو آپ نے فرمایا:

ترجمہ:

''امام حسین ؑ نے فرمایا! تمہارے نبی کی یہ بات تمہیں پہنچ چکی ہے کہ حسن وحسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔''
شیخ مفید نے کہا!
(اس خطبہ کے بعد) پھر ''امام حسین ؑ نے اپنی اونٹنی منگوائی اس پر سوار ہوئے اور بلند آواز سے ندا دی)''

(اعیان الشیعہ جلد اول صفحہ 602سیرۃ الحسین صفہ القتال مطبوعہ بیروت)

قارئین کرام! غور فرمائیں شیعوں کے خاتم المحققین الامام محسن الدین نے اپنی شہرہ آفاق کتاب اعیان الشیعہ میں اس بات کا فیصلہ کر دیا کہ جب امام حسین ؑ نے مدینہ شریف سے چلنے کا ارادہ کیا تو محمد بن حنفیہ نے آ کر ان کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی جس پر امام حسین ؑ سوار تھے اور روکنے کی کوشش کی لیکن امام حسین ؑ نہ رکے جب راستے میں پہنچے تو فرزدق شاعر سے ملاقات ہوئی تو اس سے کوفہ والوں کے حالات پوچھے تو اس نے جواب دیا کہ ان کے دل تمہارے ساتھ لیکن تلواریں بھی تم پر ہیں۔ امام حسین نے یہ جواب سن کر اپنی اونٹنی کو حرکت دی اور اسے السلام علیک کہا۔ جب امام حسین ؑ کربلا میں پہنچے تو اس جگہ کا نام پوچھا تو لوگوں نے کہا اس کا نام کربلا ہے تو آپ نے فرمایا:

''ہمارے والد نے اس مقام پر کھڑے ہو کر یہ فرمایا تھا کہ میرے حسین اور اس کے قافلے کے اونٹ یہیں بیٹھیں گے اور کجاوے بھی یہیں اتریں گے اور یہاں ہی ہمارے لوگ قتل ہوں گے۔''

اس کے بعد جب امام حسین ؑ نے جہاد کی تیاری کی اور آپ نے صف آرائی فرمائی تو اپنی اونٹنی منگوا کر اس پر سوار ہوئے۔

مذکورہ عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو گھوڑا نکالنے والے اور اس کی پوجا پاٹ کرنے والے ہیں جب ان کی ایک ضخیم کتاب کہ جس کی میں نے اگرچہ پوری عبارت باعث طوالت کے نقل نہ کی مگر مذکورہ الفاظ من وعن اعیان الشیعہ سے میں نے نقل کئے اور ان کا ترجمہ پیش کیا اس کے بعد کسی شیعہ کو تحقیقی طور پر حق نہیں پہنچتا کہ وہ امام حسین ؑ کا گھوڑا نکالیں اور اس پر نوحہ خوانی اور ماتم برپا کریں اور اس کو ذوالجناح کا نام دیں میں ان تمام چیزوں کی تردید کر چکا ہوں ذوالجناح نام تو کجا

> **شہادت حضرت حسین کے موضوع پر بہت سے واقعات من گھڑت ہیں جنہیں لوط بن یحیٰ نے گھڑا ہے کیونکہ یہ شخص اخباری آدمی تھا**

اصل میں وہاں گھوڑا ہی موجود نہ تھا تو پھر گھوڑا نکالنے اور ماتم برپا کرنے کا کیا معنی۔ پھر مجھے اپنے سنی مولوی محمد عبدالسلام پر افسوس ہے کہ اس نے بغیر تحقیق کے سو حوالہ گھوڑے کے نکالنے پر پیش کرنے کا دعویٰ کیا ہے یہ صرف روایت پرستی پر موقوف ہے کہ جس کی تحقیق میں پیش کر چکا ہوں اگر کوئی مولوی یہ ثابت کر دے کہ امام حسین ؑ کو اتنے گھوڑے کہاں سے ملے دینے والا کون تھا، منہ مانگا انعام پائے۔

اس لئے ان حوالہ جات کو پڑھ کر مولوی عبدالسلام کو چاہئے کہ'' مبلغ دس ہزار بذریعہ منی آرڈر روانہ کر دے۔'' کا مطالبہ آئندہ نہ کرے۔ ورنہ ان کو عظیم ندامت اٹھانی پڑے گی۔

نوٹ: مولوی عبدالسلام کے دعویٰ کو پڑھ کر میں خود ان سے ملنے ان کے گھر واقعہ دھوپ سڑی ساندہ کلاں لاہور گیا ،اور ملاقات پر پوچھا کہ گھوڑوں کی موجودگی کے بارے میں آپ نے حوالہ جات کس کتاب سے نقل کئے ہیں انہوں نے حیات الحنفی نامی کتاب کا ذکر کیا۔

جونا پید ہے میں نے گزارش کی کہ مجھے وہ کتاب دکھائی جائے انہوں نے کہا کہ اس وقت یہ کتاب سیالکوٹ کوٹلی لوہاراں میں کسی کے پاس ہے میں نے محفوظ رکھی ہوئی ہے منگوا کر آپ کو دکھاؤں گا میرے ساتھ قریب ہی آبادی کے ایک عالم دین محمد شرف الدین صاحب بھی تھے وہ اس

(باقی صفحہ 44پر)

فاضل دیوبند، فخر المدرسین، استاذ العلماء

حضرت شیخ مولانا عبدالحئی الحسینی گھوٹو نوراللہ مرقدہٗ

خالد الحسینی گھوٹکی
سندھ

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہٗ کے نہ صرف تلمیذ رشید تھے بلکہ حضرت مدنی رحمہ اللہ کے سچے عاشق تھے اس لئے خود کو الحسینی کہلواتے تھے، آپ جب بھی حضرت مدنی رحمہ اللہ کا تذکرہ فرماتے تھے تو فرطِ محبت میں آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل جاتے تھے، اسی طرح حضرت حیدری شہید رحمہ اللہ بھی حضرت شیخ الحدیث کے تلمیذ رشید تھے، حضرت حیدری شہید رحمہ اللہ نے آپ سے موقوف علیہ سے لے کر بخاری شریف جلد ثانی تک پڑھا، حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے درس بخاری شریف نے بہت شہرت حاصل کی، آپ کے درس میں بلوچستان، ایران، افغانستان، برما، بنگلہ دیش کے طلباء بڑے شوق سے شریک ہوتے تھے، آپ مجذوب الحال بزرگ تھے اور رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی سے آپ کو والہانہ محبت تھی، ہمیشہ حضور ﷺ کی محبت میں مخمور رہتے تھے اور یاد مدینہ منورہ کے لئے ہمیشہ ٹھنڈی ٹھنڈی آہیں بھرتے اور گرم آنسو بہاتے تھے، یہی وجہ تھی کہ آپ کو 100 بار سے زیادہ خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اس کے علاوہ آپ کو صحابہ کرام خصوصاً سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے محبت بھی قابل دید تھی، جب بھی تقریر کرتے تھے آپ کے اوپر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور سننے والوں پر بھی سحر طاری ہو جاتا تھا اسی دوران جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کا شان بیان کرتے تو خود بھی روتے تھے اوروں کو بھی خوب رُلاتے تھے، یہاں پر ہم قارئین کے لئے حضرت شیخ الحدیث کے حالات زندگی مختصر طور پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

فاضل دیوبند استاذ العلماء حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحئی الحسینی گھوٹو رحمہ اللہ بن مولانا حافظ محمد یونس رحمہ اللہ بن حاجی نور محمد بن محمد صالح بن لعل محمد بن چھتہ فقیر۔ 1351ھ بمطابق 14 جمادی الثانی بروز جمعۃ المبارک بستی جھنگل گھوٹو تحصیل و ضلع گھوٹکی سندھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی نے پہلے نصر اللہ نام رکھا لیکن اسی سال آپ مدرسہ قاسم العلوم گھوٹکی میں شرح وقایہ پڑھاتے تھے، شرح وقایہ پر مولانا عبدالحئی لکھنوی کا حاشیہ اور علم بحر، دیکھ کر اپنے بچے کا علمی نسبت پر عبدالحئی نام رکھا جیسے میرا بچہ بھی اسی طرح عالم دین بنے اللہ نے آپ کی نیک نیت کو قبول فرما کر حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کو ثانی عبدالحئی لکھنوی بنا دیا۔ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا حافظ محمد یونس رحمہ اللہ کو قطب الاقطاب حضرت سید تاج محمود امروٹی سے بیعت کا شرف حاصل تھا، حضرت امروٹی رحمہ اللہ امام الاولیاء شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے پیر مرشد تھے، حضرت شیخ الحدیث کے والد گرامی حضرت مولانا حافظ محمد یونس رحمہ اللہ حافظ صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ آپ علم فارسی اور ارشاد الصرف اور نحو میر پڑھانے میں یکتائے زمانہ تھے، ایران اور افغانستان سے طلبہ سفر کر کے آپ کے درس میں شریک ہو کر علم کی پیاس بجھاتے تھے

حضرت شیخ الحدیث کی ابتدائی تعلیم

حضرت شیخ الحدیث نے اپنے والد محترم کے چچا میانجی صاحبڈنہ سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد آپ نے مدرسہ قاسم العلوم گھوٹکی میں ماسٹر عبدالکریم ملک اور ماسٹر عبدالسلام سے باغ چنہ پرائمری سکول میں درجہ چہارم کا امتحان دے کر مزید دنیاوی تعلیم پڑھنے سے صاف انکار کر دیا، اسی دوران آپ کے والد محترم خانقاہ ہالیجی شریف تشریف لے گئے اور حضرت قطب الاقطاب حضرت حماد اللہ ہالیجوی سے مشورہ کیا کہ عبدالحئی مزید دنیاوی تعلیم حاصل کرنے سے انکار کرتا ہے اب آپ کا جو حکم ہو اسی پر حضرت ہالیجوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جو کام شروع کیا جائے اس کو مکمل کرنا چاہیے، آپ اپنے بچے کو سات جماعت (فائنل) مکمل کروائیں لیکن حضرت حافظ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میرا بچہ دنیاوی تعلیم سے بالکل بیزار ہے اسی پر قطب الاقطاب حضرت ہالیجوی نے فرمایا کہ میں سمجھ گیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بچے کو دنیا کے لئے نہیں بلکہ دین کی خدمت کے لئے پیدا کیا ہے۔ آپ اپنے بچے کو میرے پاس لے کر آئیں میں خود اس کو دینی تعلیم کی ابتدا کراتا ہوں، حضرت حافظ صاحب نے اپنے صاحبزادہ کو حضرت ہالیجوی رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کیا، حضرت ہالیجوی نے فارسی کے شعر سے دینی تعلیم کی ابتدا کروائی اسی دوران میانجی علی شیر جو گاؤں کے نیک صالح انسان تھے، نے حضرت شیخ الحدیث کی ہمت افزائی فرمائی اور کہا کہ آپ کے والد صاحب بھی عالم ہیں اور آپ بھی عالم بنیں کیونکہ دینی علم میں عزت ہے اس کے بعد حضرت نے درج ذیل ان حضرات سے فارسی کی تعلیم حاصل کی۔

(1) حکیم امام الدین بھٹو مول کی ماڑی

(2) فاضل دیوبند حضرت مولانا عبدالمجید چاکی دادلغاری فارسی میں سکندر زلیخا۔ کے کچھ اسباق آپ نے اپنے والد محترم سے رمضان المبارک کی تعطیلات میں گھر کے اندر پڑھے، آپ کے والد محترم نے فارسی کی تعلیم حضرت مولانا نور محمد عادلپوری سے حاصل کی تھی، مولانا نور محمد عادلپوری برصغیر میں فارسی کے امام تھے، حضرت شیخ الحدیث نے ارشاد الصرف حضرت مولانا عبدالفتاح میمن کنڈیاری ضلع نوشہرو فیروز والوں سے پڑھا، مولانا عبدالفتاح خود مدرسہ

> **ایک بار آپ کے پیرومرشد ناراض ہوگئے تو اسی صدمہ میں کھانا پینا چھوڑ دیا یہاں تک کہ حضرت عبدالرزاق ججوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور تین دعائیں دیں جو قبول ہوئیں**

قاسم العلوم میں طالب علم تھے، حضرت شیخ الحدیث نے ارشاد الصرف کو عام رواجی طرح سے پڑھایا تھا اس کے اندر کوئی خاص محنت نہیں کی تھی بلکہ آپ نے ارشاد الصرف کو دیکھ کر پڑھا تھا اس کے بعد آپ نے علم الصیغہ کے کچھ اسباق فاضل دیوبند حضرت مولانا قطب الدین ہالیجوی سے پڑھے، آپ نے نحو میر فاضل دیوبند حضرت مولانا عزیز اللہ ریاستی چھوان مولویوں کی بستی والوں سے پڑھے، حضرت مولانا عزیز اللہ نے اصطلاحات نحو کا ایک رسالہ تصنیف فرمایا تھا جس کا نام آپ نے منادیٰ رکھا تھا وہ قلمی نسخہ تھا وہ بھی حضرت شیخ الحدیث کو پڑھایا جس سے حضرت شیخ الحدیث کو ترکیب کرنے میں بڑا ادراک پیدا ہوا، اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث کو علم نحو پڑھنے کا شوق پیدا ہوا، آپ نے ادب کی کچھ کتابیں اور منطق میں تعریفات سے لیکر شرح تہذیب تک کی کتابیں علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی سے پڑھے، علامہ قاسمی فاضل دیوبند تھے، آپ نے 17 سال کی عمر میں دار العلوم دیوبند میں عربی میں منطق کا ایک رسالہ لکھا تھا وہ اتنا مقبول ہوا کہ دار العلوم دیوبند والوں نے اس رسالہ کو اپنے نصاب میں شامل کردیا، حضرت علامہ قاسمی رحمہ اللہ جب مدرسہ قاسم العلوم گھوٹکی چھوڑ کر مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی تشریف لے گئے تو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے بھی کراچی جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا، جب یہ خبر مدرسہ قاسم العلوم کے مہتمم حضرت پیر فخر الدین جیلانی (خلیفہ حکیم الامت حضرت تھانوی) کے فرزند مولانا سید حبیب اللہ شاہ کو ہوئی تو آپ نے حضرت شیخ الحدیث سے فرمایا کہ آپ کراچی نہ جائیں کیونکہ ہم نے استاذ العلماء فصیح اللسان حضرت مولانا عبدالرزاق ججوی کو اپنے مدرسہ میں رکھا ہے، آپ اپنی تعلیم حضرت ججوی سے حاصل کریں کیونکہ علامہ ججوی حضرت قاسمی سے بھی بڑے عالم ہیں اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث نے کراچی جانے کا ارادہ ملتوی کردیا اور حضرت ججوی رحمہ اللہ کی خدمت میں علم حاصل کرنے لگے، حضرت شیخ الحدیث نے شرح وقایہ کے دو جلد حضرت ججوی سے پڑھے، علامہ ججوی نے اپنے لائق فائق شاگرد کی لیاقت اور استعداد دیکھ کر ہدایہ اولین کو چھوڑ کر اسی جگہ پر ہدایہ اخیرین اور شرح جامی کی شروعات کرائی، حضرت شیخ الحدیث کے والد محترم کی روایت ہے حضرت مولانا عبدالرزاق ججوی کامل ولی اللہ اور انتہائی نیک صالح انسان تھے اور حضرت ججوی رحمہ اللہ کو روزانہ حضور ﷺ کی زیارت ہوتی تھی، حضرت ججوی رحمہ اللہ انتہائی سادگی پسند تھے، حضرت شیخ الحدیث سے فرماتے تھے کہ بیٹا عبدالحیٔ مجھے آٹھویں دن غسل کروایا کرو اور مجھے کپڑے بھی دھو کر دیا کرو، حضرت شیخ الحدیث نے اپنے استاذ محترم علامہ ججوی رحمہ اللہ کی خوب خدمت کی، ایک بار حضرت ججوی کسی بات پر ناراض ہوگئے تو اسی صدمہ میں حضرت شیخ الحدیث نے غم اور دکھ کی وجہ سے کھانا پینا چھوڑ دیا، کسی نے حضرت ججوی کو یہ خبر دی کہ عبدالحیٔ کا یہ حال ہے کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے اسی پر حضرت ججوی نے حضرت شیخ الحدیث کو بلایا اور بہت شفقت فرمائی، پھر اپنے ساتھ کھانا کھلایا، ایک بار حضرت ججوی رحمہ اللہ بیمار ہوگئے، حضرت کو اسہال کی تکلیف ہوگئی تو حضرت شیخ الحدیث نے اپنے استاذ محترم کا اسہال پائخانہ اپنے ہاتھوں سے صاف کئے جب حضرت ججوی نے یہ دیکھا تو فرمانے لگے کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ عبدالحیٔ اور اسکا والد حضرت مولانا حافظ محمد یونس پاگل ہیں کیا یہ کام پاگل کرتے ہیں؟ اس کے بعد حضرت ججوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عبدالحیٔ میں خوش ہو کر تجھے تین دعائیں دیتا ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ان دعاؤں کو قبول فرمائے گا۔

> آپ نے دورۂ حدیث کے امتحان دار العلوم دیوبند میں اول پوزیشن حاصل کی

فرمایا کہ:

(1) عبدالحیٔ اللہ تعالیٰ تجھے بڑا عالم بنائے گا۔

(2) اللہ تعالیٰ تجھے حج نصیب فرمائے گا۔

(3) اللہ تعالیٰ تیرا ایمان سے خاتمہ فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے حضرت ججوی رحمہ اللہ کی تین ہی دعاؤں کو قبول فرمایا۔ حضرت شیخ الحدیث نے تبلیغ کے سلسلہ میں یعنی جلسہ پر جاتے ہوئے حالت سفر میں جمعۃ المبارک کے دن انتقال فرمایا۔ حضرت ججوی رحمہ اللہ نے اپنے محبوب شاگرد حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کو اپنا ہم راز بنایا تھا، حضرت ججوی رحمہ اللہ اپنے شاگردوں یعنی تلامذہ کے لئے فرمایا کرتے تھے کہ محمد طیب میرے بھائی کا بیٹا ہے کیونکہ مولوی محمد ہاشم لغاری کو حضرت ججوی نے بھائی بنایا ہوا تھا اور فرماتے تھے کہ (مولانا) عبدالشکور دین پوری میرے مرشد کی اولاد ہے۔

حضرت شیخ الحدیث کے لئے فرماتے تھے عبدالحیٔ تو میرے علم کا نتیجہ ہے حضرت ججوی رحمہ اللہ جب حضرت شیخ الحدیث کو عبدالغفور (جو نحو کی کتاب ہے) توضیح تلویح بیضاوی پڑھاتے تھے تو حضرت شیخ الحدیث کو فرماتے تھے کہ عبارت میں پڑھتا ہوں اس کی تقریر آپ کریں جب حضرت شیخ الحدیث بیضاوی عبدالغفور توضیح تلویح بیان کرتے تھے تو حضرت ججوی خوشی کے اندر جھومتے تھے اور فرماتے تھے کہ جلد مدرسہ قاسم العلوم کو اپنا مدرس ملنے والا ہے، حضرت ججوی کے سامنے جب بھی حضرت مدنی حضرت نانوتوی حضرت گنگوہی کا تذکرہ ہوتا تھا تو حضرت ججوی کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے تھے، حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کو شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ سے محبت کا سبب بھی حضرت ججوی رحمہ اللہ کی تربیت کا اثر تھا۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے کچھ اور اساتذہ

(1) حضرت مولانا محمد اسماعیل بھٹو جامع مسجد گھوٹکی والے جو حضرت شیخ الہند تلمیذ رشید تھے ان کے پاس آپ نے منطق کبریٰ کا لفظ بلفظ پڑھا تھا، حضرت مولانا محمد اسماعیل بہت بڑے عالم تھے، آپ استاذ الکل ثانی کے نام سے مشہور تھے۔

(2) حضرت مولانا امید علی جیکب آباد سندھی جو استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالرزاق ججوی کے استاذ محترم تھے مولانا امید علی جیکب آبادی سندھی بھی حضرت شیخ الہند کے شاگرد تھے، حضرت شیخ الحدیث نے آپ سے قاضی مبارک اور حمد اللہ جیسی مشکل کتابیں پڑھیں حالانکہ آپ نے یہ کتابیں حضرت مولانا محمد اسماعیل رحمہ اللہ کے پاس پڑھی ہوئی تھیں، حضرت مولانا محمد اسماعیل تو مولانا امید علی جیکب آبادی کے استاذ تھے۔

(3) آپ نے حسب ذیل کتابیں دوبارہ استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالرحیم مولویوں کی بستی والوں سے پڑھیں۔

وہ کتابیں یہ ہیں:

(1) مسامرہ (2) توضیح تلویح (3) متنبی (4) عبدالغفور

حضرت مولانا عبدالرحیم رحمہ اللہ شیخ الحدیث مولانا محمد شریف اللہ رحیم یار خان والے کے والد محترم تھے، آپ بہت بڑے ذکی عالم تھے، ان کے لئے حضرت مولانا عبدالرزاق ججوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ مولوی عبدالرحیم میرا شاگرد ہے لیکن تدریس میں مجھ سے زیادہ ماہر ہے۔ حضرت ججوی یہ بھی فرماتے تھے کہ اگر مولوی عبدالرحیم زمیندار یعنی

جاگیر وارنہ ہوتے تو وہ دارالعلوم دیوبند کے مدرس ہوتے۔

مدرسہ قاسم العلوم گھوٹکی میں حضرت شیخ الحدیث کے کچھ ہم سبق ہم درس ساتھی۔

(1) پیر طریقت حضرت مولانا عبدالکریم بیر شریف ضلع لاڑکانہ سندھ

(2) خطیب اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری دین پور شریف

(3) حضرت مولانا مفتی عبدالحق چنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم گھوٹکی

(4) حضرت مولانا عبدالکریم مراد بروہی خضدار، پروفیسر جامعہ مدنیہ مدینہ منورہ

حضرت شیخ الحدیث ؒ نے 1953ء میں مدرسہ قاسم العلوم گھوٹکی میں حضرت مولانا عبدالرزاق جتوی ؒ سے دورہ حدیث پڑھا۔ دورہ حدیث میں خطیب اہل سنت مولانا عبدالشکور دین پوری آپ کے ساتھی تھے اسی سال 1953ء میں تحریک ختم نبوت شروع ہو چکی تھی اسی دوران حضرت شیخ الحدیث ؒ کو پہلی بار خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، حضرت شیخ الحدیث نے فرمایا کہ میں نے دیکھا

علامہ علی شیر حیدری شہید ؒ نے بخاری شریف سمیت مختلف علوم کی کتابیں آپ ؒ سے دارالہدیٰ ٹھیڑھی میں پڑھیں

کہ حضور ﷺ مدرسہ قاسم العلوم گھوٹکی میں تشریف فرما ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ مرزائی کتے میری نبوت پر حملہ آور ہیں اور آپ مدرسہ میں آرام سے بیٹھے ہو، اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث سکھر چلے گئے، وہاں پر جلوس نکالا جس کے بعد پولیس نے حضرت کو گرفتار کر کے ڈی ایس پی کے پاس لے گئے ڈی ایس پی نے حضرت شیخ الحدیث کے اوپر اتنا تشدد کیا کہ حضرت کے دانت ٹوٹ گئے اور حضرت کے دانتوں سے خون بہنے لگا یہ دیکھ کر حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ الحمد للہ حضور ﷺ کی نبوت کے لئے حضور ﷺ کی غزوہ احد والی سنت ادا ہو گئی اور فرمایا کہ اگر قیامت کے دن حضور ﷺ نے فرمایا کہ عبدالغنی میرے لئے کیا لائے ہو؟ تو عرض کروں گا کہ حضرت ﷺ آپ کی ختم نبوت کے لئے میں نے آپ ﷺ کی احد والی سنت ادا کی تھی، حضرت نے فرمایا کہ جب یہ عرض کروں گا تو مجھے امید ہے کہ حضور ﷺ کی مجھے شفاعت نصیب ہو گی اس کے بعد حضرت کو تھر (روہی) کے بیابان

ویران علاقے میں چھوڑ کر آئے اسی دوران حضرت کا گھر والوں سے رابطہ منقطع ہو گیا تھا، سب نے یہ سمجھا کہ شاید عبدالغنی فوت ہو گیا ہے اس لئے برادری کے رشتہ داروں نے شادی بیاہ کے تقریبات کو ملتوی کر دیا اس کے بعد دوبارہ حضرت نے جلوس نکالا، حضرت کو دوبارہ گرفتار کر کے سکھر سینٹر جیل میں رکھا گیا جہاں پر پہلے سے امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاری اور مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری، علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید ؒ کے والد محترم مولانا محمد علی جانباز ؒ قید تھے، حضرت شیخ الحدیث دوران جیل طلباء کو درسی کتابیں پڑھاتے تھے، آپ کافی عرصہ تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی شوریٰ کے رکن بھی رہے اور جماعت کو مفید مشوروں سے نوازتے رہے۔

دارالعلوم دیوبند شیخ الاسلام حضرت مدنی کی خدمت میں روانگی

حضرت شیخ الحدیث جب جیل سے رہا ہوئے تو حضرت مولانا عبدالرزاق جتوی ؒ کی کوشش اور مشورہ سے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، دیوبند جانے سے پہلے حضرت شیخ الحدیث ؒ کو خواب کے اندر ہر روز شیخ الاسلام حضرت مدنی ؒ کی زیارت ہوتی تھی، حضرت مدنی ؒ حضرت شیخ الحدیث کو خواب کے اندر مختلف طعام کھلاتے تھے، حضرت شیخ الحدیث نے طعام کا تعبیر علم حدیث سے کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے حضرت مدنی ؒ سے علم حدیث عطا فرمائے گا۔ آپ پاکستان بننے کے بعد سندھ میں پہلے اور آخری عالم تھے جو حضرت مدنی ؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حدیث پڑھنے کی سعادت حاصل کرنے گئے، آپ دارالعلوم دیوبند جاتے وقت قطب الاقطاب حضرت حماد اللہ ہالیجوی ؒ اور شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری ؒ کے سفارشی خطوط لے گئے تھے اسی وجہ سے حضرت مدنی ؒ نے حضرت ؒ کے اوپر بہت شفقت فرمائی، حضرت کا ہدیہ جو دو عدد سبز چائے کے ڈبے تھے قبول کر کے فرمایا کہ:

"جزاک اللہ احسن الجزاء"

یہ دیکھ کر طلباء حیران ہو گئے کہ حضرت مدنی ؒ طلباء کا ہدیہ قبول نہیں فرماتے لیکن حضرت شیخ الحدیث ؒ کا ہدیہ کیسے قبول فرمایا اسی پر حضرت ؒ نے فرمایا کہ یہ حضرت ہالیجوی قدس سرہٗ اور حضرت لاہوری ؒ کے خطوط کی برکت ہے۔ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ کا امتحان حضرت مولانا فخر الحسن مراد آبادی ؒ نے حسب ذیل کتابوں سے لیا، مشکوٰۃ، ہدایہ، ملا حسن میبذی، آپ نے دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث کے امتحان میں اول پوزیشن حاصل کی ہے داخلہ کے امتحان میں حضرت شیخ الحدیث نے فرمایا کہ میں نے دیوبند کے اندر حضرت مدنی ؒ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ حضرت میں اسی طرح آپ کے اوپر عاشق تھا جس طرح حضرت اویس قرنی حضور ﷺ پر عاشق تھے۔

آپ نے دارالعلوم دیوبند میں حسب ذیل علماء کرام سے حدیث کا علم حاصل کیا

(1) شیخ الاسلام حضرت سید حسین احمد مدنی سے بخاری شریف جلد اول، ثانی۔ ترمذی شریف جلد اول، ثانی

(2) مسلم شریف حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی ؒ سے۔ حضرت فرماتے تھے کہ میری آنکھوں نے مولانا بلیاوی جیسا عالم نہیں دیکھا، مولانا بلیاوی کا مسلم شریف کا درس مشہور تھا، مولانا بلیاوی کی تحقیق کے مطابق علامہ تفتازانی حنفی تھے لیکن جامد کے بجا مجتہد حنفی تھے جس طرح شاہ ولی اللہ حنفی تھے۔

(3) مولانا محمد جلیل نے موطا امام مالک پڑھایا۔

(4) مولانا ظہور احمد نے شمائل ترمذی پڑھایا۔

(5) نائب مہتمم مولانا مبارک علی نے طحاوی شریف پڑھائی۔

(6) مولانا فخر الحسن مراد آبادی ؒ نے نسائی اور ابن ماجہ پڑھایا۔

(7) قاری عتیق الرحمٰن نے تجوید پڑھایا، حضرت کو تجوید کی بھی سند حاصل تھی، دارالعلوم دیوبند میں شیخ الاسلام حضرت مدنی ؒ کا یہ طریقہ تھا کہ بخاری شریف جلد اول خود پڑھاتے تھے اور جلد ثانی طلبا سے پڑھاتے تھے اسی سال آخر میں حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی ؒ نے 13 طلباء کو عبارت پڑھنے پر مقرر فرمایا تھا ان میں ہمارے حضرت شیخ الحدیث ؒ بھی شامل تھے جب آخری حدیث آئی تو حضرت شیخ الحدیث کی عبارت پڑھنے کی باری آئی تو حضرت شیخ الحدیث نے آخری حدیث پڑھ کر بخاری شریف کا اختتام فرمایا اس کے بعد

CS CamScanner

حضرت مدنی ؒ نے تقریر فرما کر دعا فرمائی، دارالعلوم دیوبند میں طلباء کی دستار بندی نہیں ہوتی تھی، طلبا کو صرف سند ملتی تھی لیکن حضرت شیخ الحدیث نے شیخ الاسلام حضرت مدنی ؒ کی خدمت اقدس میں درخواست کی کہ حضرت پاکستان بن گیا ہے نامعلوم دوبارہ زیارت کا شرف حاصل ہوسکے یا نہ ہوسکے اس لئے ہمارے اوپر شفقت فرمائیں اور دستار بندی فرمائیں اس کے بعد حضرت مدنی ؒ نے درخواست قبول فرماتے ہوئے انڈیا کے بھاگل پور شہر سے تیرہ عدد (13) لنگیاں منگوا کر تیرھن (13) پاکستانیوں کو اپنے دست مبارک سے دستار بندھوائی، دستار بندی کے وقت حضرت شیخ الحدیث نے اپنی ٹوپی جیب میں رکھی تھی جیسے حضرت مدنی کا دست مبارک میرے سر پر لگے اور ہوا بھی اس طرح کہ حضرت مدنی ؒ نے دستار بندی کے وقت اپنا دست مبارک حضرت ؒ کے سر پر رکھ کر فرمایا کہ مولوی سندھی تمہارے پاس ٹوپی نہیں ہے حضرت نے اسی وقت جیب سے ٹوپی نکال کر سر پر رکھ لی۔ اسی طرح ہالیجی شریف میں بھی حضرت شیخ الحدیث نے بھی طریقہ استعمال کیا تھا اسی وقت حضرت ہالیجوی ؒ نے بھی فرمایا تھا کہ بیٹا آپ کے پاس ٹوپی نہیں ہے؟ اسی وقت حضرت نے ٹوپی جیب سے نکال کر پہن لی تھی۔ یہ واقعہ بیان کر کے حضرت شیخ الحدیث آبدیدہ ہوجاتے تھے اور فرماتے تھے میرے سر پر وقت کے دو قطب کے ہاتھ لگے ہوئے ہیں

(1) قطب الاقطاب حضرت حماد اللہ ہالیجوی ؒ

(2) شیخ الاسلام حضرت سید حسین احمد مدنی ؒ

دارالعلوم دیوبند میں آپ کے دورہ حدیث کے کچھ ساتھی

(1) تبلیغی جماعت کے بزرگ رہنما حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری ؒ

(2) حضرت مولانا محمد فیروز خاں ڈسکہ ضلع سیالکوٹ پاکستان

(3) حضرت مولانا سید احمد غازی پوری انڈیا

(4) حضرت مولانا محمد زکریا ممبر سندھ اسمبلی مہتمم مدرسہ انوار العلوم فیڈرل بی ایریا کراچی

(5) حضرت مولانا سید صادق حسین شاہ جھنگ

نوٹ: مولانا محمد سید صادق حسین شاہ ؒ کو جب شیعوں نے شہید کیا تھا، اسی سال حضرت شیخ الحدیث جامعہ دارالہدیٰ ٹھیڑھی میں پڑھاتے تھے جب یہ خبر حضرت کو معلوم ہوئی تو آپ کو بہت صدمہ ہوا آپ نے احتجاجی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ مولانا سید صادق حسین شاہ دارالعلوم دیوبند میں میرے دورہ حدیث کے ساتھی تھے، ایک ہی کمرہ میں رہتے تھے اور کھانا بھی اکٹھے کھاتے تھے، حضرت کو مولانا سید صادق حسین شاہ کی شہادت کا بہت صدمہ ہوا تھا اسی دن آپ نے مدرسہ کے اندر چھٹی کا اعلان کر کے مولانا مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کا اہتمام فرمایا تھا۔

چائے کے بہت شوقین تھے کہ فرماتے تھے کہ "جنت الفردوس میں اللہ پاک سے عرض کروں گا کہ مجھے چائے کا ایک ٹب چاہئے؟ جس سے چائے نوش بھی کروں اور غسل بھی چائے سے کروں۔"

حضرت شیخ الحدیث کی تدریس کی ابتدا

(1) حضرت نے جس مدرسہ سے پڑھنے کی ابتدا کی تھی اسی مدرسہ سے پڑھانے کی ابتدا کی یعنی مدرسہ قاسم العلوم گھونگی سے۔ آپ 75-1374ھ کے دو سال مدرسہ قاسم العلوم گھونگی میں صدر مدرس رہے۔

(2) 77-1376ھ میں خانقاہ تھریجانی تحصیل پنو عاقل ضلع سکھر سندھ میں رہے اسی دوران آپ کے دونوں شیخ یعنی حضرت حضرت مدنی ؒ اور مولانا عبدالرزاق جوی نے انتقال فرمایا۔ اسی زمانے میں خانقاہ تھریجانی میں حضرت لاہوری ؒ دورہ تفسیر پڑھاتے تھے۔

(3) 1378ء سے 1383ء تک 6 سال مدرسہ والارشاد پیر جھنڈ و حیدرآباد سندھ میں رہے یہ وہ مدرسہ ہے جہاں امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی ؒ مدت دراز تک مدرس رہے تھے، امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ مدرسہ دارالرشاد پیر جھنڈو سے فارغ التحصیل ہوئے تھے۔

(4) 1936ء سے لے کر 1969ء تک دوبارہ مدرسہ قاسم العلوم گھونگی میں رہے۔

(5) 1970ء میں مدرسہ مدینۃ العلوم تبلیغی مرکز ٹنڈو آدم میں رہے۔

(6) 1971ء میں مدرسہ شمس العلوم کھرڑاہ ضلع خیر پور میرس میں رہے۔

(7) 1972ء میں مدرسہ تعلیم القرآن ٹنڈو غلام علی ضلع بدین میں رہے۔

(8) 1973ء میں مدرسہ دارالعلوم ٹگسی گوٹھ نزد ریلوے اسٹیشن سرہادی ضلع نواب شاہ میں رہے۔

(9) 1974ء میں تیسری بار مدرسہ قاسم العلوم گھونگی سندھ میں رہے۔

(10) 1975ء میں جب شیخ الحدیث مولانا عبدالہادی جامعہ دارالہدیٰ ٹھیڑھی کو چھوڑ گئے تو ہمارے حضرت شیخ الحدیث جامعہ دارالہدیٰ کی انتظامیہ نے دارالہدیٰ ٹھیڑھی کا شیخ الحدیث مقرر کیا جہاں پر آپ 17 سال کا طویل عرصہ حدیث پڑھاتے رہے، اسی دوران حضرت علامہ علی شیر حیدری نے حضرت سے بخاری شریف سمیت مختلف فنون کی کتابیں پڑھیں۔

(11) 1973ء کا آخری سال آپ نے جامعہ اشرفیہ سکھر میں رہے۔

آپ نے 1978ء میں پہلا حج ادا فرمایا اس کے بعد 1986ء میں مسجد نبوی میں اعتکاف کی سعادت حاصل کی اور اسی سال دوسرا حج ادا فرمایا۔ 1989ء میں تیسری بار عمرہ کرنے کیلئے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔

حضرت شیخ الحدیث ؒ کی صورت سیرت کی جھلک

حضرت شیخ الحدیث ؒ کی صورت مبارکہ بہت خوبصورت تھی، آپ نہ بہت لمبے تھے، نہ قد کے چھوٹے تھے بلکہ آپ کا قد درمیانہ تھا، چلنے میں آپ بہت تیز چلتے تھے، حضرت کی آواز بہت صاف اور بلند تھی بلکہ آپ کی آواز گرجدار تھی، جب آپ سبق پڑھاتے تھے تو آپ کی

آواز دور دور تک جاتی تھی، آپ اپنے ابتدائی دور سے کھدر کے کپڑے استعمال کرتے لیکن حج کرنے کے بعد آپ کی حالت یکسر تبدیل ہوگئی اور آپ کے اوپر جذب کی کیفیت طاری ہوگئی اس کے بعد آپ عربی جبہ زیب تن کرتے تھے کبھی جبہ اندر کبھی جبہ سے باہر دوسری قمیض کرتہ پہنتے تھے، عام دیکھنے والا یہ محسوس کرتا تھا کہ شاید کوئی مجذوب فقیر جا رہا ہے سر پر ہمیشہ کپڑے کی گول ٹوپی پہنتے تھے اور کندھے پر رومال رکھتے تھے، کبھی کبھی سر پر سیاہ رنگ کا عمامہ باندھتے، حضرت رحمہ اللہ چائے کے اتنے شوقین تھے کہ فرماتے تھے کہ جنت میں اللہ تعالیٰ سے عرض کروں گا کہ یا اللہ مجھے چائے کا ایک حوض چاہئے، میں چائے نوش بھی کروں اور اسی سے غسل بھی کروں۔ کم کھانا، کم سونا حضرت کی خصوصی صفات تھیں، مزاج کے اعتبار سے آپ بہت زیادہ خوش طبع تھے، طلباء کو سبق کے طرف مائل کرنے کیلئے ہر سبق کے اندر کوئی نہ کوئی لطیفہ ضرور سناتے تھے لیکن حدیث پاک پڑھانے کے دوران اور کیفیت ہوتی تھی بلکہ بخاری شریف کے درس کے دوران اکثر آپ کی آنکھوں سے آنسو بہتے تھے، حدیث کے درس میں ہمیشہ آپ کے اوپر گریہ اور کیفیت طاری ہوتی تھی لیکن طلبا کی عام محفل مجلس میں کبھی کبھی ایسا لطیفہ سناتے تھے کہ محفل میں اچانک نہ ختم ہونے والا قہقہہ یعنی ہنسنے کی آواز دور دور تک جاتی تھی، یہی سبب تھا کہ فارغ اوقات میں اکثر طلبا پروانوں کی طرح شمع کے چاروں طرف گھیر لیتے تھے پھر، حضرت رحمہ اللہ خوش طبعی کے ساتھ نصیحت آموز واقعات بھی بیان فرماتے تھے، یہی سبب تھا کہ اکثر و بیشتر طلباء کا جم غفیر حضرت کے پاس رہتا تھا۔

حضرت شیخ الحدیث کی تصنیفی خدمات

حضرت رحمہ اللہ کو ابتدائی دور سے لکھنے کا بہت بڑا شوق تھا اس لئے حضرت نے بہت سے مقالات لکھے لیکن اہم تصنیفات یہ ہیں:

(1) الحق بزبان سندھی موضوع ترک رفع الیدین یہ رسالہ مطبوعہ ہے۔

(2) نحو کی معرکۃ الآراء کتاب عبدالغفور کا شرح خیر الوفور شرح عبدالغفور غیر مطبوعہ اردو میں

(4) توضیح تلویح (اصول فقہ) شرح اردو غیر مطبوعہ

(5) فضائل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مطبوعہ اس کتاب کے لکھنے کا حکم خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوا تھا، راقم الحروف سے علامہ حیدری شہید رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ میرا دل کہتا ہے کہ میں اس کتاب کا اردو میں ترجمہ اور تخریج کر کے اچھے ٹائٹل میں شائع کراؤں لیکن حضرت حیدری شہید رحمہ اللہ یہ حسرت اپنے ساتھ لے کر جنت میں چلے گئے۔

حضرت کے کچھ خاص تلامذہ

☆ حضرت مولانا مفتی غلام اللہ کورائی جامعہ حمادیہ ٹنڈو جام ضلع حیدرآباد

☆ شیخ الحدیث مولانا غلام قادر بروہی مدرسہ قاسم العلوم بھوانی حب بلوچستان

☆ امام اہلسنت حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ

☆ عالم باعمل حضرت مولانا غلام کبریا رحمہ اللہ وارنوی ضلع رحیم یار خان سرپرست سپاہ صحابہ بہاولپور ڈویژن

☆ حضرت مولانا محمد یعقوب چانڈیو قاضی احمد ضلع نواب شاہ سندھ ☆ مولانا خان محمد جمالی تلہار ضلع بدین

☆ مولانا قاضی اسد اللہ شہید جیوائی خضدار

☆ مولانا محمد فاروق لاکھوریاں ضلع خضدار

☆ مولانا غلام اصغر بھنی خیرپور میرس

☆ مولانا قاضی سلیم اللہ مفتی دارالہدیٰ ٹھیڑھی

☆ پروفیسر مولانا حافظ غلام مصطفیٰ راجپر ناظم تعلیمات مدرسہ مظہر العلوم کراچی ☆ مولانا علی محمد افغانی چاغی بلوچستان ☆ مولانا عبدالعزیز ایران ☆ مولانا حافظ محمد احمد ایران ☆ حضرت مولانا سید سراج احمد شاہ امروٹی خانقاہ امروٹ شریف ☆ سید وہب اللہ شاہ راشدی سجادہ نشین ہیر جھنڈو شریف

☆ شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز کورائی بلوچ پنو عاقل

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی وفات حسرت آیات

حضرت ٹنڈو آدم ضلع حیدرآباد جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرنے کے لئے روہڑی اسٹیشن سے بذریعہ تیز رو ایکسپریس ٹنڈو آدم تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ 17 رجب بروز جمعۃ المبارک 1414ھ بمطابق 31 دسمبر 1993ء کو رانی پور ریلوے اسٹیشن کے قریب انتقال فرما کر واصل باللہ ہوگئے۔ دو عجیب اتفاق کہ آپ کی پیدائش بھی جمعۃ المبارک اور وفات بھی بروز جمعۃ المبارک مسنون عمر 63 سال میں ہوا۔

دوسرا اتفاق یہ ہے کہ حضرت رحمہ اللہ کی وفات کا دن مہینہ تاریخ وہی ہے جو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے استاد محترم حضرت مولانا عبدالرزاق بجوی رحمہ اللہ کا تھا یعنی جمعۃ المبارک کا دن رجب کا مہینہ 17 تاریخ، حضرت رحمہ اللہ کی وفات سے بھی اپنے استاذ محترم کی نسبت ظاہر ہوتی ہے۔

خدا رحمت کند ایں پاک طینت را

بقیہ صفحہ 30 کربلا میں گھوڑے نہیں تھے

بات کے گواہ ہیں ان کی موجودگی میں، میں نے کہا کہ کرایہ آمد و رفت میرے ذمہ آپ وہ کتاب منگوائیں۔ تاکہ کتاب کو دیکھ کر پتہ چل سکے کہ کس قسم کی کتاب اور کس مصنف کی کتاب ہے اس پر مولوی عبدالسلام نے اس کے مصنف اور اس کی کتاب کی بہت زیادہ تعریف کی کہ اس کا لکھنے والا نہایت محقق آدمی ہے اور ان کی کتاب تحقیق سے بھری پڑی ہے مختصر یہ ہے کہ وہ کئی وعدے کرنے کے باوجود کتاب نہ دکھا سکے...... بہرصورت اس قسم کے وعدے وہی لوگ کرتے ہیں جن کی محض واقعات تک رسائی ہوتی ہے تحقیق سے کام نہیں لیتے گھوڑوں کے موجود ہونے والی روایات وہی ہیں جو غیر معتبر کتابوں میں لوگوں نے لکھ ڈالیں۔ اور سراسر من گھڑت ہیں ان تمام روایات کا ماخذ لوط بن یحییٰ ابومخنف ہے اس کے علاوہ کسی معتبر کتاب نے خواہ وہ شیعہ مسلک کی ہو یا سنی مسلک، گھوڑوں کا تذکرہ نہیں بلکہ تردید کی ہے اور لوط بن یحییٰ ابومخنف ایسے واقعات تراشنے کا بہت ماہر تھا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

بقیہ صفحہ 48 فاروقی شہید رحمہ اللہ

انہیں کیسے دبایا جا سکتا تھا وہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نام لیوا تھے، انہیں کیسے خریدا جا سکتا تھا وہ تو اس امام کے سچے مقلد تھے جنہوں نے تمام حکومتی مراعات ٹھکرا کر جیل کی کال کوٹھڑی کو قبول کیا تھا اور بالآخر جس کا جنازہ جیل کی اس کوٹھڑی سے نکلا، فاروقی شہید رحمہ اللہ اپنے اکابر کے سچے وارث تھے انہوں نے شیخ الہند رحمہ اللہ کی چھوڑی ہوئی کٹھن شاہراہ عمل کو اختیار کیا پھر اس راہ پر انہیں جن مصائب و آلام سے گذرنا پڑا وہ تاریخ کا ایک اہم حصہ ہے، آج وہ اس دنیا میں موجود نہیں مگر انکا نام زندہ ہے، انکے افکار سے دنیا بہرہ مند ہو رہی ہے، انکا مشن ایک تناور درخت بن چکا ہے، جسے کاٹنا ناممکن ہوگیا ہے، انکا نظریہ پوری دنیا میں پہنچ چکا ہے، انسان اس دنیا میں آتا جانے کے لئے ہے مثلاً چند ایک انسان ایسے ہوتے ہیں جو یہاں آ کر ہمیشہ کیلئے اَمر ہو جاتے ہیں، وہ اگرچہ چلے جاتے ہیں لیکن وہ اپنے افکار و نظریات کی صورت میں ہمیشہ زندہ و تابندہ رہتے ہیں۔

خدا رحمت کند این پاک طینت را

"ہم خود دہشت گردی کا شکار ہیں"

علامہ فاروقی شہیدؒ کے بڑے بیٹے ریحان محمود ضیاء سے خصوصی بات چیت

مولانا ریحان محمود ضیاء علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں، علامہ فاروقی شہیدؒ نے انہی کے نام پر ابو ریحان فاروقی قلمی نام اختیار کیا تھا، جب علامہ فاروقی شہیدؒ کو سیشن کورٹ لاہور کے احاطے میں اسیری کی حالت میں شہید کیا گیا اس وقت ریحان محمود ضیاء حفظ قرآن مکمل کر کے میٹرک کی تیاری کیلئے ساہیوال کے ایک معروف سکول میں اپنے چھوٹے بھائی عثمان فاروق ضیاء کے ساتھ داخل تھے، انہوں نے اپنے والد محترم کی قربت کا بہت ہی مختصر وقت پایا لیکن اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد جس طرح ذمہ داری کے ساتھ فاروقی شہیدؒ کے قائم کردہ مدرسہ جامعہ عمر فاروق اسلامیہ کا انتظام سنبھالنے کے ساتھ ساتھ ان کے قلمی ورثے "اشاعت المعارف" کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی سعی و کوشش کی یہ انہی کا حصہ ہے، بلاشبہ یہ "نظام خلافت راشدہ" رسالہ جو آپ کے ہاتھ میں ہے مولانا ریحان محمود ضیاء کی ترغیب و تحریک اور تعاون کا ہی نتیجہ ہے۔ خداوند کریم نے انہیں بہت زیادہ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا سے دورہ حدیث کی تکمیل کے بعد انہوں نے درس و تدریس کو ترجیح دی تھی، اب جماعتی ذمہ داریوں میں اہلسنت والجماعت کے نائب صدر کے طور پر کام کر چکے ہیں، جوان عزم اور حوصلہ مندی ان کا خاص وصف ہے، خداوند کریم سے دعا ہے کہ اللہ پاک اپنے والد محترم کے متعین کئے ہوئے راستے پر چلتے ہوئے امت کی راہنمائی کیلئے معاون ثابت ہوں۔

سوال: مولانا آپ کا مکمل نام، پیدائش، بچپن اور ابتدائی تعلیم کا کچھ احوال بیان کریں۔

جواب: میرا مکمل نام ریحان محمود ضیاء ہے، میری تاریخ پیدائش 26 جولائی 1978ء ہے، بچپن کے ابتدائی سال جو کہ بچے کی پرورش کے ہوا کرتے ہیں اور ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے میں نے بھی اسی طرح اپنے ابتدائی سال گھر میں گزارے اور اپنی والدہ کی تربیت میں رہا، بچپن کے دوران جو بات سب سے پہلے میرے ذہن میں میرے ماں باپ نے ڈالی وہ یہ تھی کہ میں بڑا ہو کر حافظ قرآن اور عالم دین بنوں گا، خاندان کا پہلا اور بڑا بچہ ہونے کی وجہ سے بہت لاڈ پیار سے مجھے نوازا گیا، ناظرہ اور دیگر ابتدائی دینی تعلیم گھر میں اپنی والدہ سے حاصل کی، پھر پرائمری گورنمنٹ پرائمری سکول نمبر 4 سمندری سے کرتے ہوئے اپنے سنٹر میں دوسری پوزیشن حاصل کی، چند پارے جامعہ عمر فاروق میں حضرت قاری شبیر احمد سے پڑھے اور بقیہ پارے باغ والی مسجد فیصل آباد میں حضرت الاستاذ حضرت قاری محمد یسین مدظلہٗ سے پڑھے اور یوں میں نے قرآن مجید جامعہ ضیاء القرآن باغ والی مسجد فیصل آباد میں مکمل کیا، حفظ کے بعد طارق بن زیاد پبلک سکول ساہیوال سے دو سال کے عرصہ میں میٹرک کیا، میٹرک کے امتحانات کے دوران ہی میرے والد گرامی شہید کر دیئے گئے، والد صاحب کی شہادت کے بعد مجھے اور میرے چھوٹے بھائی مولانا عثمان فاروق ضیاء کو جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا میں درس نظامی کی تکمیل کے لئے والد محترم علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کی خواہش کے مطابق والدہ محترمہ نے بھیج دیا۔ 1997ء سے لیکر 2004ء تک درجہ اولیٰ سے درجہ دورہ حدیث شریف تک مکمل تعلیم حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کی خدمت میں رہ کر حاصل کی اور 2004ء میں سند فراغت حاصل کر کے گھر واپس آیا، ختم بخاری شریف کی تقریب کے موقع پر میرے والد گرامی حضرت فاروقی شہیدؒ کے جانشین امام اہل سنت حضرت علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ بھی تشریف لائے اور اس پُرمسرت موقع پر ہمارے سروں پر دست شفقت رکھا۔

سوال: آپ حضرت فاروقی شہیدؒ کے بڑے بیٹے تھے زیادہ عرصہ آپ ان کے ساتھ بھی نہیں رہ سکے پھر بھی آپ کے ساتھ بڑے بیٹے ہونے کی حیثیت سے انکا تعلق کیسا تھا؟

جواب: میرے ساتھ بڑی شفقت سے پیش آتے اور بہت محبت کرتے تھے، مجھے نہیں یاد کہ کبھی انہوں نے مجھے مارا یا مجھ سے ناراض ہوئے ہوں، ہمیشہ بڑوں کا ادب کرنے اور چھوٹوں پر شفقت کرنے اور مہمانوں کا اکرام کرنے کی ترغیب دیتے تھے، مجھے یہ بھی یاد ہے کہ تادم آخر جب گھر میں آتے، رات کا کوئی پہر بھی ہوتا، مجھے پیار کرتے ہوئے اٹھا کر اپنے ساتھ لٹا لیتے، انکی شفقتوں اور محبتوں کے بہت سارے واقعات ہیں، آپ کو کیا کیا سناؤں۔

سوال: حضرت فاروقی شہیدؒ کی جماعتی زندگی انتہائی مصروف کن تھی، سپاہ صحابہ کا سربراہ بننے کے بعد تو بہت زیادہ مصروف ہوگئے تھے، ان مصروفیات میں سے وہ گھر کیلئے کتنا وقت نکالتے تھے اور سربراہ بننے سے پہلے اور بعد میں ان کا گھر والوں کے ساتھ میل جول کیسا تھا؟

جواب: سپاہ صحابہ کا سربراہ بننے سے پہلے بھی ان کی مصروفیات کچھ کم نہ تھیں، وہ اکثر و بیشتر جمعہ کی رات یا جمعہ کی صبح گھر پہنچتے اور جمعہ پڑھا کر تقریبا عصر کے بعد وہ گھر سے کسی پروگرام کے سلسلہ میں چلے جاتے، سارا ہفتہ سفر میں گزرتا، کبھی کبھی ہفتہ کے دوران بھی آجاتے تھے، جتنی

> **میری نظر میں جماعت کے قائدین کا موجودہ کام نظر نہ آنے کی ایک بڑی وجہ جماعت پر بلا جواز پابندی ہے، موجودہ قائدین کسی بھی صورت میں سابقہ قائدین سے کم کام نہیں کر رہے ہیں**

دیر گھر میں رہتے ہم سب بہن بھائیوں کو اپنی نظروں میں رکھتے ،تلاوت سنتے تعلیم کے متعلق پوچھتے اور پھر انعام دیتے ،یہ وقت گذرتے ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا تھا ،انکی پوری زندگی دین اسلام کے تحفظ کیلئے وقف تھی ،اسی لئے انہوں نے اپنے گھر والوں اور اولاد کو اس راستے میں حائل نہ ہونے دیا اور ان سب پر دین کو فوقیت دی۔

سوال: تعلیم کے کس مرحلہ میں تھے؟

جواب: حضرت والد گرامی حضرت فاروقی شہید ؒ جب آخری مرتبہ شاہنواز ڈبہ پیر قتل کے جھوٹے کیس میں گرفتار ہوئے تو ہم اس وقت طارق بن زیاد سکول ساہیوال میں میٹرک کی تیاری کر رہے تھے۔14 ماہ کا عرصہ انہوں نے جیل میں گذارا اور بالآخر انکی میت جیل سے آئی ،اس دوران ہماری ان سے ملاقاتیں جیل میں ہوتی رہیں ،ہمارے میٹرک کے سالانہ امتحانات قریب تھے اور پیپرز کی تیاری زوروں پر تھی کہ 18 جنوری بروز ہفتہ کے دن تقریباً پونے ایک بجے حضرت سید انعام اللہ شاہ بخاری کا فون آیا اور وہ فون پر رو رہے تھے ،روتے ہوئے انہوں نے حضرت والد صاحب کی شہادت کی خبر دی ،یہ خبر سننے پر دل آمادہ نہ تھا ،میں نے اس خبر کی تصدیق کیلئے گھر فون کیا اور یوں خبر کی تصدیق ہوگئی ،پھر بھی میرا دل نہیں مان رہا تھا کیونکہ میں سوچتا تھا کہ جیل میں تو انسان محفوظ ہوتا ہے ،مگر میرے کانوں میں ابوجی کے وہ الفاظ گونجنے لگے جب انہوں نے ایک جگہ تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ" امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کا جنازہ بھی جیل سے نکلا تھا"، میں نے اپنے دل کو تسلی دی کہ میرے والد بھی امام صاحب ؒ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آج شہید ہوگئے ہیں اور ان کا جنازہ جیل سے آرہا ہے۔

سوال: حضرت فاروقی شہید ؒ کے بعد آپ کے اندر کیا تبدیلیاں آئیں اور فاروقی شہید ؒ کا بڑا بیٹا ہونے کی حیثیت سے خاندان کی سرپرستی کے لئے آپ کے کیا عزائم تھے؟

جواب: میں نے اپنے والد گرامی سے متعدد مرتبہ حضرت شاہ ولی اللہ ؒ اور ان کے خاندان کا تذکرہ سنا کہ اس خاندان نے کس طرح دین کی خدمت کی ،حضرت والد شہید ؒ ہمیں یہ فرمایا کرتے تھے کہ کبھی میرا نام استعمال نہ کرنا اور محنت کر کے اپنا نام خود پیدا کرنا ،ہمیشہ تمام کاموں پر دین کو مقدم رکھنا ،مزید فرماتے تھے کہ میری زندگی کے چار کام ہیں:

> **جب والد کی شہادت کی خبر آئی تو دل نہیں مان رہا تھا کیونکہ جیل میں تو آدمی محفوظ ہوتا ہے ،پھر والد محترم کے وہ الفاظ میرے ذہن میں گھومنے لگے کہ "امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ بھی جیل سے نکلا تھا"، اس سے میرے دل کو تسلی ہوگئی۔** ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

(1) تدریس (2) تقریر (3) تحریر (4) تنظیم

میرے بیٹے بھی چار ہیں ،میں چاہتا ہوں کہ میرے تمام بیٹے ان چیزوں کو اپنا لیں ،چنانچہ ہم تمام بہن بھائیوں نے اپنے والد کی ان خواہشات کی لاج رکھی ،ہم چار بھائی ہیں اور ہماری تین بہنیں ہیں ،ہم سات بہن بھائی سب حافظ ہیں ،پانچ مکمل عالم ہیں ،ایک بھائی عالم بن رہا ہے جبکہ ساتواں اور آخری بھائی اپنی تعلیم کے حصول کیلئے کوشاں ،ہم نے کبھی اپنے والد کا نام جائز یا ناجائز استعمال نہیں کیا ،بہت سارے لوگ اور ہمارے بہت قریبی رشتہ دار بھی ہمارے والد کا نام ہر جگہ استعمال کرتے ہیں مگر ہم نے کبھی بھی ایسا نہیں کیا ،ہم سب بہن بھائیوں کی یہ کوشش ہے کہ اپنے والد کا نام روشن رکھیں اور ان کے بتائے ہوئے شعبوں کو آباد رکھیں۔ اللہ رب العزت ہمیں خلوص کے ساتھ دین کی خدمت کی توفیق بخشے۔

سوال: حضرت فاروقی شہید ؒ کے گلشن جامعہ عمر فاروق اسلامیہ کا مہتمم آپ کو کب نامزد کیا گیا ،اسکی تعمیر و ترقی کے حوالے سے آپ نے اب تک کیا خدمات سرانجام دی ہیں اور آئندہ اس میں مزید کیا اصلاحات کرنا چاہتے ہیں؟

جواب: حضرت فاروقی شہید ؒ کی شہادت کے بعد 1997ء میں ہی مجھے جامعہ عمر فاروق کا مہتمم بنادیا گیا تھا ،میری تعلیم کا ابھی آغاز ہی تھا اور میں صحیح طور پر اس کو چلانے کے قابل بھی نہیں تھا ،میرے چچا انجینئر طاہر محمود صاحب جو کہ ماہنامہ "نظام خلافت راشدہ" کے ایڈیٹر بھی ہیں ،نے مسلسل آٹھ سال تک اس ادارہ کو خوبصورت انداز میں سنبھالے رکھا ،2005ء میں ،میں نے اس کا چارج سنبھالا ،میرے آنے کے بعد مدرسہ کے حالات ایک مرتبہ کافی خراب ہوگئے مگر میں نے کنٹرول کرلیا ،اب یہاں پر درجہ ثالثہ تک کتب کی تعلیم دی جارہی ہے ،درجہ حفظ وناظرہ کی تعلیم اعلیٰ معیار کی دی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میٹرک تک عصری تعلیم بھی دی جاتی ہے اور ہمارے ادارہ کے بچوں نے بہت اچھے نمبروں میں میٹرک کے امتحانات پاس کئے ہیں۔ طالبات کے لئے بھی درجہ حفظ وناظرہ تک کی تعلیم کا معقول انتظام کیا گیا ہے۔ آئندہ منصوبہ جات میں سب سے اہم منصوبہ والد شہید ؒ کے ایک خواب کو شرمندہ تعبیر کرنا ہے۔ حضرت فاروقی شہید ؒ کی بہت بڑی خواہش تھی کہ ایک ایسی یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جائے جس سے دنیائے کفر سے ہر طرح کے علمی مقابلے کرنے والے افراد پیدا ہوں ۔جس میں تمام بڑی زبانوں کی تعلیم دی جاتی ہو ،جہاں تمام ادیان پڑھا کر دین حق اسلام کو واضح کیا جائے ،اس کام کے لئے انہوں نے 1986ء میں فیصل آباد روڈ پر 42 کنال جگہ بھی خریدی تھی اور وہاں پر شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ اور حضرت پیر غلام حبیب نقشبندی ؒ سے سنگ بنیاد بھی رکھوایا ،پھر حالات نے انہیں اسکی تعمیر وترقی کی اجازت نہ دی ،ہماری سب سے بڑی خواہش کہ ہم اپنے والد شہید ؒ کے اس خواب کو شرمندہ تعبیر کریں اور انشاء اللہ وہ دن آئے گا جب یہاں پر عمر فاروق اسلامیہ یونیورسٹی تعمیر ہوگی اور اس یونیورسٹی سے فارغ ہونے والے افراد دنیا کے کونے کونے میں دین حق اسلام کی اشاعت کے لئے جائیں گے اور ہر جگہ کفر کا مقابلہ کریں گے۔

سوال: حضرت فاروقی شہید ؒ کی زندگی کا ایک بڑا حصہ دفاع صحابہ ؓ کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے گذرا ہے ،اس کام کی تکمیل کے لئے انہوں نے سپاہ صحابہ ؓ میں شمولیت اختیار کی اور ترقی کرتے ہوئے وہ سپاہ صحابہ ؓ رئیس العام منتخب ہوئے ،اس مشن کی تکمیل کے لئے انہوں نے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کے دروازوں پر دستک دی ،غیر ممالک کے دورے کئے اور وہاں کے لوگوں کو صحابہ کرام ؓ کی

عظمت سے روشناس کروایا، آپ نے اس مشن کی تکمیل کے لئے اب تک کیا خدمات سرانجام دی ہیں؟

جواب: دینی و دنیاوی تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے اساتذہ کی ہدایات کی روشنی میں علم کو پختہ کرنے کے لئے تدریس کو کیا اختیار کیا ہوا ہے، اس کے ساتھ ساتھ مختلف پروگراموں میں شرکت کرتا ہوں، جہاں جماعت کے قائدین نے ہماری ضرورت محسوس کی ہے وہاں پہنچ کر ہم نے ان کی خدمت کی ہے، پنجاب کا صوبائی نائب صدر بھی رہ چکا ہوں، دفاع صحابہ کے لئے ہر وقت کوشاں رہتا ہوں اور جب بھی جہاں ضرورت محسوس ہوئی اس مشن کے لئے اپنے والد کی طرح اپنی جان تک کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کروں گا۔

سوال: سپاہِ صحابہ ؓ نے جس انداز میں آپ کے والد کے دور میں ترقی کی ہے اور کامیابیاں حاصل کی ہیں، اب وہ چہل پہل اور جماعت کا وہ زور نظر نہیں آ رہا اس کی وجوہات آپ کی نظر میں کیا ہیں؟

جواب: میری نظر میں اس کی سب سے بڑی وجہ جماعت پر بلا جواز پابندی ہے، اس وقت آزادی کے ساتھ ہم نے جماعت کے لئے جو کچھ کیا وہ پوری دنیا کو نظر آتا تھا، اب بھی جماعت کا کام جاری ہے، پابندی کے باوجود جلسے بھی ہوتے ہیں، کانفرنسیں بھی ہوتی ہیں، ہم دفاع صحابہ کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں، آزادی ہو تب بھی دیں گے پابندی ہو تب بھی دیں گے، اگر کسی کو جماعتی کام نظر نہیں آتا تو وہ تعصب کی عینک اتار کر حقیقت کا ادراک کرے انشاء اللہ اسے بھی یہ مشن پھیلتا پھولتا نظر آئے گا۔

سوال: ہمارے سننے میں آتا ہے کہ حضرت فاروقی شہید ؒ کی تحریر کی ہوئی کتب کا ایک بڑا ذخیرہ مسودات کی شکل میں موجود ہے، انکی چھپی ہوئی کتب بھی اب مارکیٹ سے غائب ہو رہی ہیں، انکی اشاعت کیلئے آپ نے کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا اسکی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس کی سب سے بڑی وجہ حکومتی پابندیاں ہیں، ہم نے متعدد مرتبہ ان کتب کی اشاعت کا اہتمام کیا، مسودات کمپوز ہو جاتے، کاپیاں پیسٹ ہو جاتیں اچانک پولیس چھاپہ مارتی اور تمام مواد اٹھا کر چلی جاتی، کتابیں ضبط کر لی جاتیں، اتنے وسائل نہیں تھے کہ ہم فوری طور پر متبادل طریقہ اختیار کر کے کتاب کو منظر عام پر لے آتے۔ بہر حال ہماری محنت جاری ہے، بہت جلد انشاء اللہ یہ تمام کتب آپ کو مارکیٹ میں نظر آئیں گی۔ یہ ایک علمی اثاثہ ہے ہم اس کو آنے والی نسل تک منتقل کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔

سوال: ہماری جماعت مختلف مواقع پر اختلافات اور انتشار کا شکار ہوتی رہتی ہے اور بعض سازشی عناصر مختلف حیلوں بہانوں سے جماعت اور جماعتی قائدین کو نقصان اور زک پہنچانے کے لئے کوشش کرتے رہتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے؟ وہ کونسی چیز ہے جس کے نہ ہونے کی وجہ سے ہم آپس میں ایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگ جاتے ہیں۔

جواب: اس کی سب سے بڑی وجہ میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم اور دیگر کارکنان سنی سنائی باتوں پہ عمل کرتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ نے بھی سنائی سنائی باتوں پر عمل نہ کرنے کی تلقین کی ہے، جب تک حقیقت ہمارے سامنے نہ ہو کبھی بھی کسی کو تنقید کا نشانہ نہیں بنانا چاہئے، ہم دوسری جماعتوں کے کارکنان کو دیکھتے ہیں کہ ان کے قائدین واضح طور پر کھلے عام بہت قبیح حرکات کر جاتے ہیں مگر ان کے کارکنان اپنے قائدین کا دفاع کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جبکہ ہمارے ہاں ایسا نہیں ہے اور اس کی وجہ تربیت کا فقدان ہے، ہر کارکن کی تربیت ہونی چاہئے، اسی طرح یونٹ سے لے کر مرکز تک ہر عہدیدار کی تربیت ہونی چاہئے، تمام عہدیدار انتہائی بالغ نظر، باشعور اور تعلیم یافتہ افراد ہونے چاہئیں، دوسری گذارش میں یہ بھی کروں گا کہ جو قائدین اور کارکنان شہید ہو چکے ہیں انکی اولاد کے لئے کوئی ایسا مربوط اور منظم نظام ہونا چاہئے جو ان کی بھرپور کفالت کرے اور ان کی تمام پریشانیوں کا حل نکالے، انکی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے اور انہیں اپنے اعتماد میں رکھا جائے۔ ہم جتنی تربیت پر زیادہ توجہ دیں گے اتنے مسائل کم ہوتے چلے جائیں گے۔

سوال: آپ قارئین ''نظام خلافت راشدہ'' کے نام کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: قارئین کیلئے میرا پیغام یہ ہے کہ مصائب، مشکلات زندگی کا حصہ ہوتے ہیں، انہیں نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھنے کا جذبہ ہر وقت انسان کے پیش نظر رہنا چاہئے، جب انسان کسی مؤقف پر پختگی اختیار کر لیتا ہے تو پھر کوئی بھی مشکل اس کے راستے کی دیوار نہیں بن سکتی ہے، ہمیں اصحاب رسول ﷺ کے گستاخ اور دشمن کی مذمت کو اپنے ایمان کا حصہ قرار دیتے ہوئے اپنے مشن کی تکمیل کیلئے دن رات کوشاں رہنا چاہئے۔

کیا آپ چاہتے ہیں......؟

محترم مکرم جناب ____________

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

سب سے پہلے ہم آپ کو (پیغام شہداء) ہر گھر تک پہنچانے کی مہم میں معاونت کرنے کا عہد کرنے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جیسا کہ آپ نے جان لیا ہے کہ شہداء کا یہ پیغام سلسلہ وار نظام خلافت راشدہ کی شکل میں آپ کے پاس موجود ہے اس پیغام کو آپ اپنی طرف سے جس طبقے تک پہنچانا چاہتے ہیں وہاں یہ نشان لگائیں

☆ اعلیٰ حکومتی عہدیداروں تک

☆ قومی وصوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کے ممبران تک

☆ ملک بھر کے پرائمری اور ہائی سکولوں کے اساتذہ تک

☆ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لیکچرارز اور پروفسروں تک

☆ دینی مدارس کے مہتممین اور معلمین تک

☆ ملک بھر کی سیاسی، مذہبی جماعتوں کے ذمہ داروں تک

یا آپ خود پتہ جات فراہم کر کے وہاں یہ رسالہ پہنچانا چاہتے ہیں تو آپ اس فارم کی فوٹو سٹیٹ کروا کر ساتھ تمام ایڈریس بھی منسلک کر دیں۔

نظام خلافت راشدہ کا سالانہ ہدیہ فی کس-/300 روپے ہے آپ کتنے لوگوں تک پیغام شہداء پہنچانا چاہتے ہیں۔

1 5 10 50 100

آپ کا مثبت جواب آنے کے بعد ان تمام لوگوں کے ایڈریس بھی آپ کو بھیج دیئے جائیں گے جنہیں آپ کی طرف سے نظام خلافت راشدہ جاری کیا جائے گا۔

میں ____________

پتہ ____________

مبلغ ______ روپے بذریعہ ______ دینا چاہتا ہوں رقم ملنے پر مجھے رسید بھیج دیں۔

تاریخ ______ دستخط ____________

منجانب

ایڈیٹر محمد یونس قاسمی

نظام خلافت راشدہ

جامعہ عمر فاروق اسلامیہ سمندری فیصل آباد

بقیہ صفحہ 6 فاروقی شہید رحمہ اللہ

معیار پر پورے نہیں اترتے بلکہ ان کو دیکھ کر عظمت کا معیار قائم کیا جاتا ہے۔

رات کی تاریکی میں کبھی آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیے، نیلی فضا میں قرینے سے بکھرے ہوئے ''روشن ستارے'' کتنے بھلے معلوم ہوتے ہیں لیکن یہ صرف آسمانی گنبد کو سجانے والے نگینے ہی نہیں ہیں بلکہ ان کے وجود کا ایک مقصد اور بھی ہے، اندھیری راتوں میں چلنے والے قافلے بیابانوں میں بھٹکنے والے راہی سمندروں میں سفر کرنے والے مسافر انہیں کی روشنی میں اپنی منزل کی سمت معلوم کرتے ہیں اور راہ پاتے ہیں اور یہی لوگ ان ''قدرتی راہنماؤں'' کی صحیح قدر و قیمت جانتے ہیں، ان آسمانی ستاروں کے علاوہ زمین پر بھی کچھ روشن ستارے ہیں جو قدر و قیمت میں ان سے بڑھ کر ہیں اور جن کے وجود کی اہمیت ان سے کہیں زیادہ ہے یہ ''روشن ستارے'' پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ پیارے ساتھی ہیں جو فراست نبوت کے سورج سے روشن ہوئے اور جن کے سینوں میں پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی تربیت میں ایمان کی روشنی بھری، ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود انکو روشن ستارے فرمایا ہے اور یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ سفر حیات کی پُر خطر راہوں میں ان کی راہنمائی میں چل کر اپنی منزل پر بے خوف و خطر پہنچ سکتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

''میرے صحابہ روشن ستارے ہیں ان میں سے جس کی راہنمائی میں بھی زندگی گزارو گے کامیاب ہو جاؤ گے۔''

پھر وہ تمام بزرگان ملت، علمائے دین بھی ہمارے ''روشن ستارے'' ہیں جنکی پاک زندگیاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آئینہ ہیں اور جن میں انکا صحیح عکس آیا اور وہ ٹھیک ان نشانات منزل پر چلے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چھوڑ گئے تھے، ان حسن عمل کے چمکتے نمونے ان کے اچھے اخلاق و کردار کی نورانی مثالیں اور ان کے ایمان و یقین کی تلاش کرتی دنیا تک شاہراہ اسلام پر چلنے والوں کے لئے منزل کے نشانات ہیں، نور کے مینارے ہیں اور وہ روشن ستارے ہیں جنکی راہنما روشنی میں چلنے والے اسلامی قافلے کبھی راہ حق سے نہیں بھٹک سکتے۔

فاروقی شہید رحمہ اللہ نہ صرف دھن کے پکے تھے بلکہ مشکل حالات میں زیادہ سرگرم عمل ہو جاتے، بڑے جری اور بیدار تھے، کلمہ حق ہمیشہ جرأت اور بے باکی سے پیش کیا، انہیں پیغام اجل سنا کر مؤقف سے ہٹایا نہ جا سکا،

(باقی صفحہ 44 پر)

بقیہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مخالفت کے اسباب

میں دیکھا کہ اکثر لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حسن سیرت کے اب بھی معتقد ہیں اور انہیں خلیفہ برحق جانتے ہیں پس آپ میں اتنی قدرت نہ تھی کہ کوئی کام ایسا کریں کہ جو ان کی خلافت کے خلاف ہو۔''

اسلام کے کمالات نے ایران کے دائرہ عصبیت میں بھی وہ شان اعجاز دکھلائی کہ وہاں کی عجمی اقوام ایک عظیم غالب تعداد میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے امام المتقین اور امیر المؤمنین ہونے کی برابر معتقد اور معترف ہوئیں، آج ایران میں جو شیعہ اکثریت نظر آتی ہے وہ صفویوں کے جبر و تشدد کی یادگار ہے۔ ایران کے مشہور ایرانی فاضل اور یگانہ روزگار مؤرخ پروفیسر سید نفیسی مقدمہ نثر فارسی میں رقمطراز ہیں:

ترجمہ: ''صفوی بادشاہوں نے شیعہ مذہب کی اشاعت پر بہت زور دیا کیونکہ ان سے پہلے ایران کی اکثریت حنفی مسلک رکھنے والے مسلمانوں کی ہی تھی۔''

(مقدمہ نثر فارسی معاصر صفحہ 12 مطبوعہ ایران)

احسن التواریخ میں لکھا ہے کہ (صفوی خاندان کے بانی) شاہ اسماعیل نے تخت نشین ہوتے ہی اپنی سلطنت کے تمام خطیبوں کو حکم دیا تھا کہ خالص شیعہ کلمہ

" اشهد ان عليًا ولىّ الله "

کو اقرار ایمان کا جزو بنایا جائے۔''

فاضل روزگار ایڈورڈ براؤن اس مضمون پر ایک مستقل سرخی قائم کرتے ہیں

عقیدہ شیعت کی تبلیغ بزور شمشیر

اور پھر گورنمنٹ کا یہ حکم نقل کرتے ہیں:

''بازاروں اور گلیوں میں پہلے تین خلفائے راشدین پر تبرا بازی کا حکم دیا اور عدول حکمی کی سزا قتل قرار دی۔''

(تاریخ ادبیات ایران از براؤن جلد 4)

تبلیغ عقائد کے اس وحشیانہ جذبہ اور مذہبی دیوانگی کی اس شدید بربریت نے نہ تو فرید الدین احمد جیسے جلیل القدر عالم کو چھوڑا جو مشہور عالم دین علامہ سعد الدین تفتازانی کے پوتے تھے اور تیس سال تک ہرات میں شیخ الاسلامی کے منصب پر فائز رہ چکے تھے۔ (ایضاً صفحہ 102)

''انہیں میں سے ایک واقعہ میر حسین یبذی کے قتل کا بھی ہے جو مشہور فلسفی اور قاضی تھے اور جن کا سارا قصور یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ سنی غالی تھے۔

(براؤن جلد 4 صفحہ 92 مطبوعہ دہلی)

''کازرون کے علمائے اہل سنت والجماعت پر بہت مظالم کئے گئے ان میں سے اکثر تہہ تیغ کئے گئے، ان کے اسلاف کے مقابر اور دوسری بنائیں مسمار کر دی گئیں۔''

(ایضاً صفحہ 90)

انہوں نے اکٹھے ہو کر شاہ اسماعیل کی خدمت میں عرض کی کہ:

ترجمہ: ''ہم آپ پر قربان ہوں تبریز کی اس قدر آبادی کے چاروں طرف سب سنی ہیں اور حضرات ائمہ معصومین سے لے کر اب تک خلفائے ثلاثہ پر خطبہ تبرا کسی نے کھلم کھلا نہیں پڑھا ہمیں ڈر ہے کہ لوگ کہہ دیں گے ہمیں شیعہ بادشاہ منظور نہیں اور رعیت باغی ہو گئی تو پھر کیا بنے گا۔''

شاہ اسماعیل صفوی نے جواب دیا کہ:

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ائمہ معصومین کے ساتھ میرے ہمراہ ہیں اور مجھے کسی کی پرواہ نہیں، رعیت نے اگر کچھ بھی لب کشائی کی تو میں تلوار نکال لوں گا اور کسی کو زندہ نہیں رہنے دوں گا۔''

ایرانیوں کا یہ پرانا دستور ہے کہ جس شخصیت نے بھی ایران پر قبضہ کیا اس کے خلاف من گھڑت روایات قائم کر کے اسے بدنام کرنے کا کوئی موقع جانے نہیں دیا گیا

چنانچہ حکم دے دیا کہ پہلے تین خلفاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر عام مجمعوں میں تبرا بازی کی جائے اور حاضرین جلسہ اسے سن کر ''بیش بادکم مباد'' کہیں اور جو نہ کہے اسے قتل کر دیا جائے۔''

(براؤن جلد 3 صفحہ 87)

اس کے متعلق فاضل موصوف لکھتے ہیں:

''چنانچہ اس نے جیسا کہا تھا ویسا ہی کر دکھایا۔''

(ایضاً صفحہ 36)

''ارباب نقد و نظر جانتے ہیں کہ ایران کے اس ابتلائے عظیم کا سب سے بڑا سبب تعصب اور تنگ نظری کی وہ آگ جو ملائے موصوف باقر مجلسی اور ان کے ہم خیال لوگوں کی لگائی ہوئی تھی۔''

(براؤن زیر عنوان ''شیعہ ملاؤں کا اقتدار جس کی نمایاں مثال محمد باقر مجلسی تھے)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مخالفت کے اسباب میں یہ واقعات تاریخ ایران کے صفحات پر بدنما داغ ہیں جن سے مذہب کی خدمت تو درکنار اخلاق و شرافت بھی منہ چھپائے نظر آتی ہے۔

حاصل کلام یہ کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مخالفت کا پہلا اور بنیادی سبب یہ ہے کہ وہ فاتح ممالک عجم تھے اور ایرانی اقوام اس بات کو برداشت نہ کر سکتی تھیں کہ عربوں کو ان پر کوئی سیاسی تفوق حاصل ہو، یہ وہ جذبہ تھا جو مرکز ملت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دبی مخالفت کی صورت میں جلوہ گر ہوا یہاں تک کہ آہستہ آہستہ اس نے ایک مذہب کی صورت اختیار کر لی۔ (جاری ہے)

ایڈیٹر کی ڈاک

☆☆سلسلہ وار ''نظام خلافت راشدہ'' مسلسل دیکھتا رہتا ہوں، آپ نے کٹھن حالات میں یہ سلسلہ شروع کر کے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر بہت زیادہ ہمت کا ثبوت دیا ہے، اللہ رب العزت آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس رسالہ کو پاکستان میں نظام خلافت راشدہ کے نفاذ کا باعث بنائے۔

(عبدالمنان معاویہ۔ ریاض۔ سعودی عرب)

☆☆☆☆☆

☆☆پہلے ''ماہنامہ خلافت راشدہ'' اور اب ''نظام خلافت راشدہ'' نے پاکستان کی سنی عوام میں حضرات خلفائے راشدین ؓ کی آئینی حیثیت منوانے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے، نظریاتی حوالے سے ملک میں ایسی خدمت سرانجام دینے والے رسائل و جرائد کی کمی نظر آتی ہے، اس گئے گذرے دور میں آپ یہ فریضہ سرانجام دے رہے ہیں باوجودیکہ آپ کے سامنے مشکلات و مصائب، جیلیں اور سب سے بڑھ کر شہادتیں منہ کھولیں کھڑی ہیں، آپ اور آپ کی قیادت انہیں سعادت سمجھ کر عبور کرتی چلی جا رہی ہے، دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس رسالہ کو قائم و دائم رکھے اور آپ حضرات کو استقامت نصیب فرمائے (آمین)

(مفتی فاروق احمد۔ شیخ الحدیث جامعہ حیدریہ سندھ)

☆☆☆☆☆

☆☆شمارہ نمبر تین میرے سامنے ہے، خوبصورت ٹائٹل اور بہترین ڈیزائننگ نے اس مرتبہ اس رسالہ کو چار چاند لگا دئے ہیں، جی ایچ کیو پر حملہ اور پھر اس حملہ میں پاکستان کو بچانے کیلئے سپاہ صحابہ کی قیادت کی زوردار کوششیں پڑھ کر بہت خوشی ہوئی، امید ہے کہ اب حکمرانوں کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ سپاہ صحابہ اور اس کی قیادت ملک دشمن نہیں ہے، گستاخان صحابہ کے خلاف عدالتی کاروائی کی رپورٹوں پر مشتمل آپ نے جو ایک سلسلہ شروع کیا ہے یہ بہت اچھا ہے اگر یہ سلسلہ جاری رہ سکے تو بہت فائدہ ہوگا۔ ملک کے بہت سارے علاقے ایسے ہیں جہاں کے کارکنان کو یہ معلوم نہیں کہ ہم نے عدالتوں، تھانوں میں جا کر گستاخان صحابہ کا مقابلہ کیسے کرنا ہے، اس کالم کے پڑھنے سے بہت ساری مفید معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔ اللہ رب العزت آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے (آمین)

(عکاشہ خادم خان گڑھ، ضلع مظفر گڑھ)

☆☆☆☆☆

☆☆گزشتہ شمارے میں تمام مضامین زبردست تھے لیکن سب سے زیادہ اچھا مضمون ''فورتھ شیڈول'' کو والا تھا، واقعی ہم نے بھی یہ محسوس کیا ہے کہ اس چیز کی ضرورت ہے کہ اس کالے قانون کے بارے میں لوگوں کو آگاہ ہونا چاہئے اور ماشاء اللہ یہ اچھا کام آپ نے ہمارے شمارے کے ذریعے کیا، ہم لوگ آپ کے مشکور ہیں، اسی طرح کے مسائل پر بھی آپ لوگ مضامین لکھتے رہیں تا کہ لوگ مستفید ہو سکیں۔

(علی رضا شاہ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ)

☆☆☆☆☆

☆☆بھائی جان! شمارہ اس دفعہ سب سے بڑھ کر تھا اور ''جی ایچ کیو'' والا مضمون دل کو چھو گیا کیونکہ ہمارے حکمران اور دوسرے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم دہشت گرد ہیں لیکن آج اس واقعے سے ان لوگوں کی آنکھیں کھل گئیں ہیں اور وہ لوگ اپنی اس نادانی پر شرمندہ ہونگے ماشاء اللہ ہماری قیادت نے ملک کی محبت میں جو کارنامہ سرانجام دیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی، ہم بھی عہد کرتے ہیں کہ ہم لوگ قیادت کے شانہ بشانہ اس ملک کیلئے جان قربان کریں گے۔

(بنیامین ابوبکر۔ پینسرہ، گوجرہ)

☆☆☆☆☆

☆☆میں ایک دینی مدرسہ کی طالبہ ہوں اور مشن جھنگوی شہید ؒ سے بہت زیادہ محبت کرتی ہوں شاید اسکی وجہ سنی العقیدہ مسلمان ہونا ہے۔ ''نظام خلافت راشدہ'' کے اجراء کے متعلق معلوم ہوا تو بہت خوشی ہوئی اور فوراً منگوایا، پہلا شمارہ نہیں دیکھ سکی البتہ دوسرے اور تیسرے شمارہ کو اتنا پڑھا ہے کہ شاید ہی کوئی لفظ پڑھنے سے باقی رہا ہو، تمام مضامین بہت اچھے تھے، تیسرے شمارہ کا ٹائٹل دوسرے کی نسبت زیادہ خوبصورت تھا، اب چوتھے شمارہ کے انتظار میں ہوں، اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

(حیا بنت حجاب۔ شبیر شاہ کراچی)

☆☆☆☆☆

☆☆''نظام خلافت راشدہ'' اندھیری رات میں چودہویں رات کے چاند کی طرح ہے اور روشن دن میں سورج کی کرنوں کی طرح مشن جھنگوی شہید ؒ کا ترجمان ناموس صحابہ ؓ و اہل بیت کے تحفظ کا علمبردار ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ رسالہ ہمیشہ چلتا رہے اور جس عظیم قائد نے یہ سلسلہ جو ایک لمبے عرصے کے بعد شروع کرایا وہ خود اس دنیا میں نہیں رہے لیکن اپنے جانے کے بعد بھی ایک عظیم نشانی رسالے کی صورت میں دے گئے ہیں۔ آخر میں ''نظام خلافت راشدہ'' کی پوری ٹیم کو، انجینئر طاہر محمود اور محمد یونس قاسمی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

(ملک محمد عرفان معاویہ، گڑھ مہاراجہ جھنگ)

☆☆☆☆☆

☆☆سلسلہ وار ''نظام خلافت راشدہ'' کا تیسرا شمارہ دیکھتے ہی ایک انجانی سی خوشی محسوس ہوئی اور آپ حضرات کے لئے دل سے ڈھیروں دعائیں نکلیں، اللہ تعالیٰ آپ حضرات کے علم و عمل میں مزید برکت عطا فرمائے اور ''نظام خلافت راشدہ'' کی اشاعت میں آنے والی تمام مشکلات کو دور فرمائے (آمین)

(محمد زبیر معاویہ۔ 6A/3 سٹریٹ 52 غازی آباد مغلپورہ لاہور)

خط و کتابت کیلئے درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔
ایڈیٹر ''نظام خلافت راشدہ''
جامعہ عمر فاروق اسلامیہ سمندری
فیصل آباد پاکستان

آپ کی مشکلات کا روحانی حل

مرتبہ: قاری عمر فاروق راولپنڈی

قرآن پاک کی آیات مبارکہ اور احادیث پر مبنی عملیات کی تاثیر اور ان سے روحانی وجسمانی علاج میں استفادہ ایسی محسوس اور روزمرہ کے مشاہدے میں آنے والی چیز جس سے انکار ناممکن ہے خود قرآن نے دو مقامات سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۸۲ اور سورۃ یونس آیت نمبر ۱۵۷ پر اپنے آپ کو شفا کہا ہے۔ بلاشبہ اصل شفاء بخشنے والی ذات تو اللہ تعالیٰ کی ہے۔ جس کے بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا: ''اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا بخشتا ہے۔''

لیکن دنیا چونکہ اسباب کے ذریعے چل رہی ہے جس طرح دیگر مختلف نسخوں اور ادویات میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی ہے اس طرح مختلف عملیات میں بھی یہ تاثیر اسباب کے درجے میں موجود ہے، خود رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث لیکن دنیا چونکہ اسباب کے ذریعے چل رہی ہے جس طرح دیگر مختلف نسخوں اور ادویات میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی ہے اس طرح مختلف عملیات میں بھی یہ تاثیر اسباب کے درجے میں موجود ہے، خود رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث میں دم کرنا اور دوسروں کو اجازت دینا ثابت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کا معمول نقل فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ بیمار ہوئے تو سورۃ الفلق، سورۃ الناس پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیتے تھے، جب آخری دنوں میں تکلیف بڑھ گئی تو میں خود آپ ﷺ پر یہ سورتیں پڑھا کرتی۔ (صحیح مسلم)

میں دم کرنا اور دوسروں کو اجازت دینا ثابت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کا معمول نقل فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ بیمار ہوئے تو سورۃ الفلق، سورۃ الناس پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیتے تھے، جب آخری دنوں میں تکلیف بڑھ گئی تو میں خود آپ ﷺ پر یہ سورتیں پڑھا کرتی۔ (صحیح مسلم)

اس طرح علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اپنے فتاویٰ میں نہ صرف صحیح کلام پر مبنی تعویزات لکھنے اور پلانے کے جواز کی تصریح فرمائی ہے بلکہ وضع حمل کی آسانی کیلئے خود بھی کئی تعویزات نقل فرمائے ہیں۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ رحمہ اللہ جلد ۱۹ صفحہ ۶۴) ایسی واضح روایات کی بناء پر علماء فرماتے ہیں کہ جو دم اور تعویز آیت قرآنیہ، احادیث مبارکہ پر مشتمل ہو اس کے کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ ایسا کرنا مستحب ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف ۸۔۳۲۱)

روحانی وظائف تب فائدہ دیتے ہیں جب انہیں شرائط کے مطابق پڑھا جائے وظائف کی شرائط میں سے اہم اور بنیادی شرائط یہ ہیں آدمی کا عقیدہ صحیح ہو، نماز پانچ وقت ادا کرے، گناہوں سے پرہیز کرے، حرام حلال کی تمیز کرے، یقین کے ساتھ عمل کرے، پاک جگہ اور پاک لباس کا اہتمام کرتے، جو ان شرائط کو پورا کرے اس کو میری طرف سے نظام خلافت راشدہ میں دیئے جانے والے وظائف وعملیات کی مکمل اجازت ہے جتنے اعمال ووظائف لکھے جائیں گے مجھے ان تمام کی اجازت استاذ العالمین حضرت مولانا پیر خطیب الرحمٰن نقشبندی اور مختلف صحیح العقیدہ بزرگوں سے حاصل ہے۔ اب وظائف وعملیات پیش کئے جاتے ہیں۔

پتھری کا علاج

سورہ انشراح (پ ۳۰) کو پانی پر دم کر کے پینے سے پتھری ختم ہو جاتی ہے۔

زبان کا کھلنا

سورہ بنی اسرائیل زعفران سے لکھ کر پانی سے دھو کر پلانے سے بچے کی زبان کھل جاتی ہے۔ کشادگی ذہن کے لئے بھی مفید ہے۔

آسیب کا علاج

اگر کسی پر آسیب، جن وغیرہ ہو تو سورہ جن (پ ۳۰) پڑھ کر دم کرنا اور لکھ کر گلے میں ڈالنا بہت مفید ہے۔

کان کے درد کا علاج

سورہ اعلیٰ (پ ۳۰) تین بار پڑھ کر کان پر پھونکیں انشاء اللہ شفاء ہوگی۔

دل کی گھبراہٹ اور بلڈ پریشر کا علاج

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الطَّاھِرِ الذَّکِیِّ صَلٰوۃً تُحَلُّ بِھَا الْعُقَدُ وَتُفَکُّ بِھَا الْکُرَبُ۔

جس کا دل گھبراتا ہو یا بلڈ پریشر کا مریض ہو تو یہ درود شریف ۳۱۳ مرتبہ فجر اور مغرب کے بعد پڑھ کر اپنے سینے پر دم کرے اور آدھا گلاس پانی پر دم کر کے پی لے انشاء اللہ شفا ہوگی۔

آنکھوں کے ہر مرض کا علاج

ہر فرض نماز کے بعد دایاں ہاتھ پیشانی پر رکھ کر گیارہ مرتبہ ایک سانس میں پڑھیں: یَا نُوْرُ

ہر مرض کیلئے کافی وشافی ہے۔

تیز کھانسی کا علاج

سورہ زخرف لکھ کر بارش کے پانی سے دھو کر مریض کو پلائیں۔

درد گردہ کا علاج

سورۃ قریش ۱۷ بار پڑھ کر دم کردیں انشاء اللہ شفا ہوگی۔

پیٹ کی تمام بیماریوں کا علاج

سورہ لقمان کو لکھ کر پینے سے پیٹ کی تمام بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔

وسعت رزق کیلئے

سورۃ القارعۃ (پ ۳۰) کا بکثرت پڑھنا روزی کو بڑھاتا ہے۔

دشمن پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے

یَا قَادِرُ

دو رکعت پڑھ کر اس کو سو بار پڑھے تو طاقت زیادہ ہو اور وضو کرتے ہوئے اس کی کثرت کرے تو دشمنوں پر غالب ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔

یاد رہے کہ تحریک تحفظ ناموس صحابہ والوں کو اس کی میری طرف سے خصوصی اجازت ہے۔

حل مشکلات کا ایک خاص عمل

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَمُسْتَحِقُّہٗ

یہ درود شریف مع تسمیہ ایک ہزار مرتبہ پڑھیں اس کے بعد ایک ہزار مرتبہ مع تسمیہ کلمہ طیبہ پڑھیں، پھر دعا کامل یقین کے ساتھ مانگیں انشاء اللہ جلد مشکل حل ہوگی۔

☆☆☆☆

اشاعت المعارف کی فخریہ پیشکش

اعلیٰ معیار کی سی ڈی تقاریر پر حیرت انگیز رعایت

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے 6 ویڈیو بیانات

DVD اصل قیمت 180 روپے | رعایتی قیمت صرف 60 روپے

علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے 5 ویڈیو بیانات

DVD اصل قیمت 150 روپے | رعایتی قیمت صرف 60 روپے

قائد اہلسنت مولانا محمد احمد لدھیانوی کے 5 ویڈیو بیانات

DVD اصل قیمت 150 روپے | رعایتی قیمت صرف 60 روپے

امام اہلسنت کانفرنس خیر پور سندھ کا مکمل پروگرام

DVD اصل قیمت 150 روپے | رعایتی قیمت صرف 60 روپے

مکمل سیٹ

اصل قیمت 630

رعایتی قیمت 240

پبلشر

اشاعت المعارف سمندری فیصل آباد۔ پاکستان

041-3420396, 0300-6661452

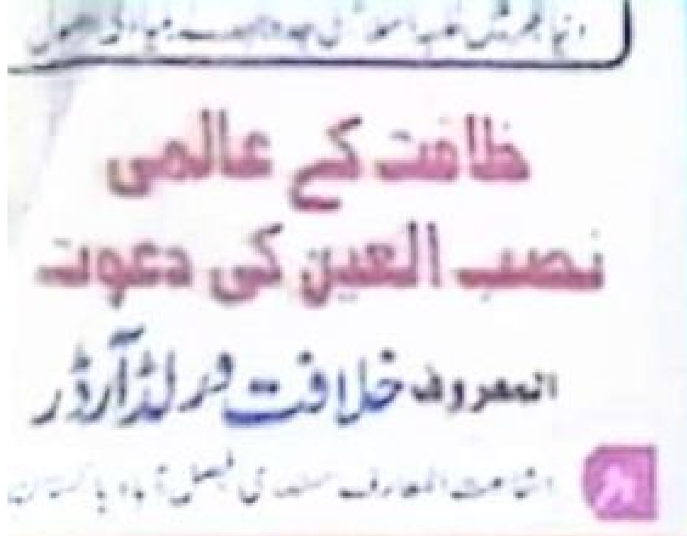

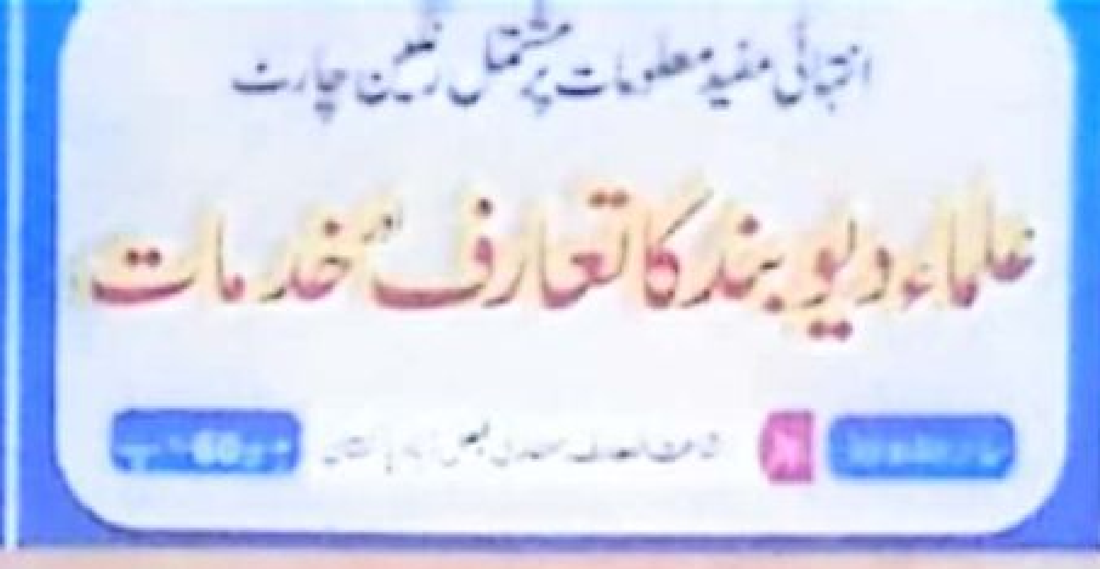

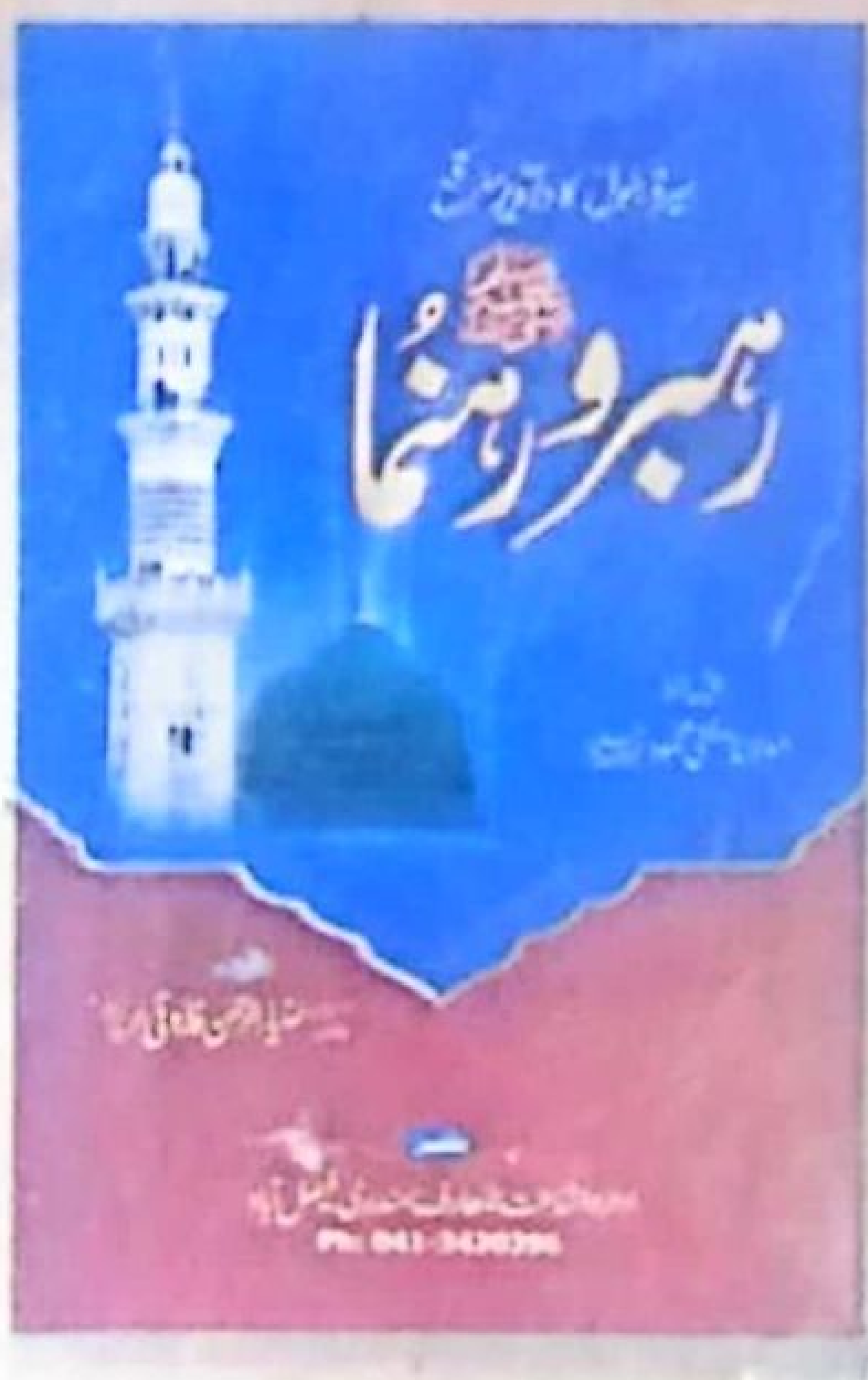

شہید ملت اسلامیہ
علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی کی
شہرۂ آفاق تصانیف

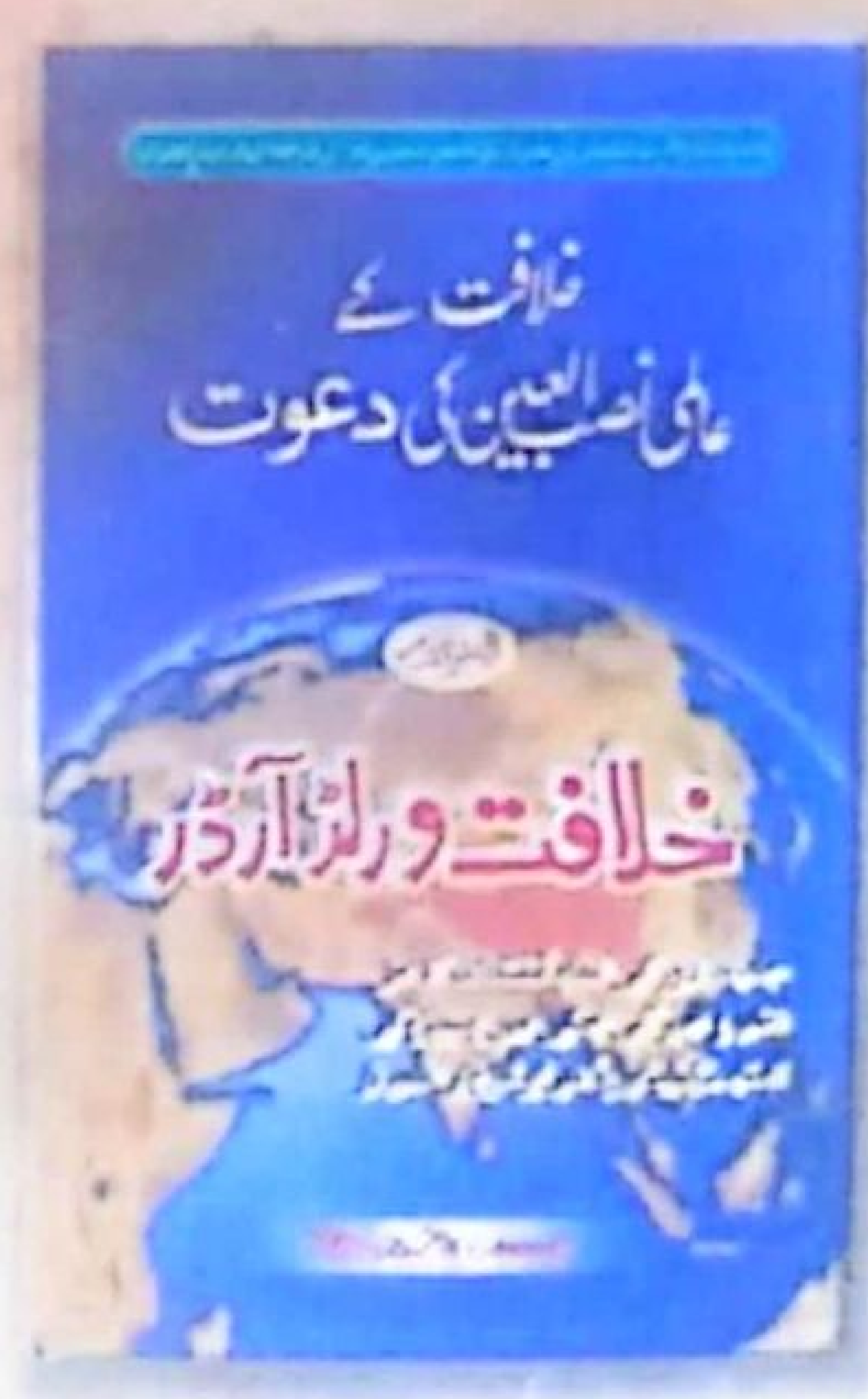

خلافتِ راشدہ ڈائری

سال 2010ء کا خاص تحفہ

اعلیٰ کاغذ
خوبصورت طباعت
بلند معیار
تاریخ ساز
مضبوط جلد

خلافت راشدہ ڈائری میں کیا ہوگا

نامور شخصیات کے ایام پیدائش
روزمرہ کے ضروری مسائل کا حل
وزن، حجم اور مقدار کے پیمانے
قرآنی آیات، احادیث اور بزرگوں کے اقوال
ملکی وغیر ملکی اہم فون وکوڈ نمبرز
ملک بھر کی اہم مذہبی وسیاسی جماعتوں کا تعارف
اسلام کے بنیادی عقائد کا تعارف
تعزیرات پاکستان کی دفعات
سال بھر کی نمازوں کے اوقات
نقشہ اوقات سحر وافطار
ٹیلی فون انڈکس

معلومات کا خزانہ
انتہائی مناسب قیمت
نصیحت آموز اقوال کا مجموعہ

علماء، وکلاء اور اہل دانش کو آپ یہ تحفہ میں دے سکتے ہیں

دنیا کے اہم ممالک کے دار الخلافے، کرنسی، آبادی، اوقات
نامور مدارس، شخصیات، اہم جگہوں کے فون نمبرز
گزشتہ اور آئندہ سال کا ہجری وعیسوی کیلنڈر

مختلف سائزوں میں دستیاب

ڈیلرز، سب ڈیلرز اور ایجنسی ہولڈرز
اپنی ضرورت سے آگاہ فرمائیں

ناشر اشاعت المعارف سمندری فیصل آباد۔ پاکستان
فون نمبر 041-3420396